فی زمانہ ہر گھر کے لیے ضروری کتاب

سود کی تباہ کاریاں

مع

جدید مسائل

مؤلف،

مولانا محمد اسد قادری عطاری

ناشر

اکبر بک سیلرز لاہور

فی زمانہ ہر گھر کے لیے ضروری کتاب

مؤلف،

مولانا محمد اسد قادری عطاری

ناشر

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

نام کتاب .... سود کی تباہ کاریاں مع جدید مسائل
مؤلف .... مولانا محمد اسد قادری عطاری
صفحات 304
کمپوزنگ .... عبدالسلام، قمرالزمان رائل پارک لاہور
اشاعت .... نومبر 2010ء
ناشر .... محمد اکبر قادری
قیمت .... 180 روپے

انتساب

اپنے پیرومرشد پیرِ طریقت' رہبرِ شریعت' حامیِ سنّت' مؤلفِ فیضانِ سنّت
عاشقِ اعلیٰ حضرت' امیرِ اہلِ سنّت' بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا

ابوالبلال **محمد الیاس عطا قادری رضوی** دامت برکاتہم العالیہ
کے نام جن کی نظرِ فیض سے کروڑوں انسانوں کی زندگیوں میں مدنی انقلاب برپا ہوگیا

اور اپنے والدین کے نام

جن کی دعاؤں اور کوششوں سے میں یہاں تک پہنچا۔

(محمد اسد قادری عطاری)

فہرست

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

تقریظ

فاضلِ نوجوان حضرت مولانا تصدق حسین العطاری المدنی

نحمده ونصلی ونسلم علٰی رسوله الکریم امابعد!

فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ عزوجل! اللہ تبارک وتعالیٰ کا کروڑہا کروڑ احسان کہ اس نے ہمیں انسان بنایا' انسان ہونے کے ساتھ ساتھ احسان دراحسان یہ فرمایا کہ ہمیں اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام بنایا اور انسان کو طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا' ان نعمتوں میں ایک نعمت مال ہے' اب انسان اس مال کے ذریعے تجارت کرتا ہے' تجارت کرنے کے بھی دو طریقے ہیں:

(1) جائز (2) ناجائز

یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے' اس میں فاضل نوجوان نے ناجائز طریقے سے تجارت کرنے کی حرمت قرآن وحدیث اور فقہ کی کتب کی روشنی میں ثابت کی ہے۔

الحمدللہ! میں نے اس کتاب کو تمام قسم کی غلطیوں سے منزہ ومبرا پایا ہے' یہ کتاب خصوصاً تجارت کرنے والوں کے لیے بہت مفید ہے اور اس کتاب کو قرآن وحدیث' فقہ اور بزرگانِ دین کے واقعات کی روشنی میں اتنا سہل انداز میں لکھا گیا ہے کہ ہر

خاص و عام اس کو پڑھ کر اس سے فائدہ حاصل کرسکتا ہے۔ میں دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ فاضل نوجوان کی اس کاوش کو قبولیت کا درجہ عطا فرمائے اور کل قیامت میں اس کے لیے ذریعۂ نجات بنائے! آمین!

محمد تصدیق حسین العطاری المدنی
(مدرس جامعۃ المدینہ شیخوپورہ)

تقریظِ جمیل

استاذ العلماء مناظر اہلسنّت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد جمیل رضوی مدظلہ العالی
خلیفہ مجاز بریلی شریف مہتمم جامعہ بریلی شریف (شیخوپورہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیك یا سیّدی یا رسول اللہ
وعلیٰ اٰلك واصحابك یا سیّدی یا حبیب اللہ

اوامرِ خداوندی کی تعمیل وسیلہ الی الجنۃ ہے۔

نواہی سے اجتناب بُعد من النار ہے۔

زنا، جوا، شراب نوشی، بدعات، سودخوری، رشوت خوری، حقوق والدین، سلب حقوق، جھوٹ، ظلم وستم، بدعنوانی، بدکرداری، دھوکہ دہی، کم تولنا، کم ناپنا، بے نماز ہونا، بے روزہ ہونا، زکوٰۃ نہ دینا، ملاوٹ کرنا وغیرہ معاشرہ میں فساد مہلکات ہیں۔

اسلامی انقلاب ونفاذِ اسلام میں بڑی رکاوٹ ہیں۔ ناجائز طریقے سے مال کمانا بہت بڑا جرم ہے۔ دو مجرموں کو باری تعالیٰ کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے۔ سودخور اور دشمنِ اولیاء اللہ۔

سود کی لعنت عام ہے۔ ہر کوئی مال بڑھانے کی فکر میں ہے۔ الا ماشاء اللہ حلال وحرام کا امتیاز بہت مشکل ہو چکا ہے۔ مگر جس کی رہنمائی خالق ومالک جل شانہ فرمائے۔

شاہی و ملکی نظام کا زیادہ انحصار سود کی لعنت پر ہے‘ مگر بے راہ لوگ سود کو ترقی سمجھ رہے ہیں۔ یہ بھول ہے۔

جس کو خدا تعالیٰ اعلانِ جنگ کہے‘ اس کو ترقی کیسے مل سکتی ہے۔ سود خور آخر کار کنگال و ذلیل و خوار ہوگا۔

دینی شعور و احساس کی کمی کی وجہ سے لوگ سود کی لعنت میں مبتلا ہیں۔

مولانا محمد اسد قادری صاحب نے حسین کاوش کی ہے۔ سود کو سمجھنے کے لئے آسان تعریفات و امثلہ بیان کی گئی ہیں۔ غور و خوض کرنے سے مسائل کا سمجھنا سہل ہوگا۔

کون سی اشیاء سود ہیں‘ تفہیم مسائل سے آسانی پیدا ہوتی ہے۔

مولانا موصوف نے اصلاحِ احوال کے لئے محنتِ شاقہ سے آسانی پیدا کی ہے۔

خوفِ خدا رکھنے والوں کو یہ تحریر مفید ہوگی۔ ہم دعا گو ہیں مالک و مولیٰ جل شانہ موصوف کو جزاء جزیل عطا فرمائے۔

خواص و عوام میں منظور و مقبول بنائے۔ آمین ثم آمین

مفتی محمد جمیل رضوی

صدر و مہتمم جامعہ بریلی شریف (شیخوپورہ)

0300-4467382

تقریظ

استاذی المکرّم فاضل جلیل حضرت مولانا محمد عرفان قادری رضوی مدظلہ العالی

مدرس جامعۃ المدینہ

الحمد لولیہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ نبیّہٖ

وعلیٰ اٰلہٖ وصحبہٖ اجمعین۔

بقدر حاجت علم دین کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

''طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ''۔ (مشکوٰۃ ص۳۴)

جن انسان بالغ ہو گیا ہے تو اس پر نماز' روزہ کے احکام سیکھنا ضروری ہے' جو صاحب نصاب ہو چکا اس پر حج وزکوٰۃ کے احکام سیکھنا ضروری ہے' ایسے ہی جو آدمی تجارت کرتا ہے تو اس پر تجارت کے احکام سیکھنا ضروری ہے' بدقسمتی سے آج تجارت کے اندر سود کا رواج بہت زیادہ ہو چکا ہے' لہٰذا تجارت پر سود کے متعلق آگاہی بہت ضروری ہو چکی ہے۔

شاگردِ رشید فاضل نوجوان' مولانا محمد اسد جاوید قاری عطاری نے سود کے متعلق بہت اہم کتاب تحریر فرمائی ہے۔ فقیر نے اس کتاب کا چند مقامات سے مطالعہ کیا ہے' الحمدللہ! انہوں نے اس کتاب میں قرآن واحادیث کی روشنی میں مسائل کو ذکر کیا ہے اور ساتھ ہی بزرگوں کی حکایات کو ذکر کیا اور جو اہم بات مجھے نظر آئی' وہ یہ کہ انہوں نے جدید مسائل کو بھی ذکر کیا' جن سے ہمارے عوام بالکل

ناواقف ہیں۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ مولیٰ کریم ان کی کاوش کو قبول فرمائے اور اس کتاب کو ان کے لیے ذریعۂ مغفرت بنائے۔ آمین! بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰۃ والتسلیم!

ابوالحسان محمد عرفان قادری عطاری
جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو
یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیٔ دیدارِ حسنِ مصطفٰی کا ساتھ ہو
یا الٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات
اُن کے پیارے منہ کی صبح جانفزا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب پڑے محشر میں شور دارو گیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جودو عطا کا ساتھ ہو
یا الٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشیدِ حشر
سیدِ بے سایہ کے ظلِ لوا کا ساتھ ہو
یا الٰہی گرمیٔ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو
یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوشِ خلق ستار خطا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حساب جرم میں
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب حساب خندۂ بیجا رُلائے
چشم گریان شفیع مرتجیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی رنگ لائیں جب مری بیباکیاں
اُن کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب چلوں تاریک راہِ پل صراط
آفتاب ہاشمی نورُ الھدیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے
رَبِّ سَلِّمْ کہنے والے غمزدا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمیں رَبَّنَا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب رضا خوابِ گراں سے سر اُٹھائے
دولت بیدارِ عشقِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

(آمین)

(امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ)

مناجات

عصیاں سے کنارہ کب ہو گا ہمارا
منجدھار میں ہوں دے اپنا سہارا

دیکھ کر گناہوں کو آنکھ بہتی نہیں میری
دل سخت ہوا کیا بنے گا ہمارا

تم لذتِ عصیاں سے پیچھا چھڑا دو
دل روشن کرو یہ گندا ہمارا

منزل مری نہیں دور گر تم پہنچا دو
بن اس کے نہیں ہے کوئی گزارا

جائے تو کہاں جائے یہ منگتا تمہارا
جھولی کو اس کی بھر دو آقا خدارا

جو آیا ترے در پر نہیں لوٹا کبھی خالی
تیرے منگتوں میں کھڑا ہے یہ بھی بے چارا

وہ دن بھی دکھا بہر رضا مجھ کو
علم سے بھرا ہو یہ دامن ہمارا

صدقہ شہزادوں کا مجھے طیبہ بلاؤ
گلیوں میں پھروں تیری کروں ان کا نظارا

ایمان کی لذت سے مرے دل کو جلا دے
نزع میں بھی سلامت رہے ایمان ہمارا

تیرے در کا سوالی ہے تیرا بندہ اثیرؔ بھی
عقبیٰ میں ملے اس کو سایہ تمہارا

(آمین)

(محمد اسد اثیرؔ قادری)

عرضِ مؤلف

میرے پیارے اسلامی بھائیو اور اسلامی بہنو! اس مادیت کے دور میں جس طرح انسان فکرِ آخرت سے بالکل غافل ہو چکا ہے' اسی طرح دین کے لازمی اور ضروری مسائل سے بھی ناآشنا ہے حالانکہ دین کے فرض کیے ہوئے علم کو سیکھنا فرضِ عین ہے اور بڑی' بڑی اُردو' فارسی' انگلش' سائنس کی کتابیں یاد کرنا فرض نہیں' اسی لیے میرا موضوع ایک ایسی بلا سے متعلق ہے جو کاروباری دنیا میں ''نفع'' کا نام اختیار کر چکی ہے' جس پر بڑے' بڑے کاروبار کی بنیاد ہے' حالانکہ یہ بلا دنیا و آخرت میں مسلمانوں کی بربادی کا سبب ہے' یہی بلا مسلمان کو ظلم و عصیاں کے عمیق کنوئیں میں دھکیل رہی ہے' اسی بلا نے ناجائز نفع کی ہوس پر' گھر کے گھر اجاڑ کر رکھ دیئے' معاشرے کے امن و سکون کو برباد کر کے رکھ دیا' اسی بلا کی وجہ سے ظلم و ستم کے دروازے کھلے' اسی بلا کی وجہ سے رشتے ٹوٹ گئے' اسی بلا کی نحوست ہے کہ جس نے انسان کو مثل حیوان بنا دیا۔ ہاں! یہ وہی بلا ہے جس نے انسان کو درندہ صفت بنا دیا کہ لوگوں کا خون چوستا ہے' اسی بلا نے شرم و حیا کے پردے کو اُڑا دیا' اسی بلا نے انسان کو سکون سے عاری کر دیا' یہ وہی ہے جس نے انسان کو صرف دنیا کا ہی بنا کر رکھ دیا' ہاں! وہی ہے جس نے قبر و حشر کے سخت حساب کو بُھلا دیا۔

باتیں اور بھی تم سے کرتے   پر کہاں وار ہے کیا ہونا ہے

ہاں اسلامی بھائیو!

وہ بلا جس نے معاشرے کو مبتلاءِ آفات کیا ہے' وہ بلا ''سود'' (Usury) ہے۔

جب تک آدمی سود کے مسائل سے آگاہ نہ ہوگا تو بچنا مشکل تو کیا بلکہ ناممکن ہے' تو جو سود کی نحوست سے' حرام خوری کی نحوست سے بچنا چاہتا ہے' اسے چاہیے کہ شریعت مطہرہ کے مسائل سیکھے' جو اسے جینے کا ڈھنگ بتائیں گے' حلال کا بتائیں گے' حرام سے بچائیں گے۔

خوشگوار معاشرے کا قیام غیر مسلموں کی غلط پالیسیوں میں نہیں' بلکہ دینِ اسلام کے سنہری اصولوں میں ہے۔

میری اس کاوش میں علمائے اہل سنت (اللہ ان کو سلامت رکھے! ان کا فیض جاری وساری رکھے!) نے بہت تعاون فرمایا' کتابیں دیں' اپنے مشوروں سے بھی نوازا' اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے! عوام کے لیے یہ مسائل بہت آسان لکھنے کی کوشش کی گئی ہے اور اس کتاب میں سودی کاروبار کے علاوہ معاشرے میں رائج ناجائز وحرام طریقوں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے' بات کی تطویل میں جانے کی بجائے مختصراً اتنی وضاحت کردی گئی ہے کہ پڑھنے والا بخوبی سمجھ سکے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم!

محمد اسد جاوید قادری عطاری

فون: 0324-4416592

الحمد للّٰہ ربّ العلمین والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ سیّد المرسلین'

امّا بعد! فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم!

پیارے اسلامی بھائیو!

ہم اللہ عزوجل کے عاجز بندے اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ غلام ہیں' اللہ تعالیٰ نے انسان کو تخلیق فرمایا اور روزی کمانے کے لیے انسان کو تجارت کا اعلیٰ نظام عطا فرمایا جو محنت' شوق اور لگن سے مسلمانوں نے اپنایا۔ یہ نظامِ تجارت صدیوں سے اب تک مسلمانوں میں چلا آیا' مسلمانوں نے اس نظامِ تجارت کو پسند فرمایا اور جس نفع اور تجارت سے اللہ عزوجل نے منع فرمایا تو مسلمانوں نے خود اس تجارت اور نفع سے بچایا' لیکن معاشرے میں کچھ گھٹیا ذہنیت رکھنے والے' کم عقل' کم فہم لوگوں نے سر اٹھایا' جن کو معاذ اللہ' اللہ عزوجل کا یہ نظام پسند نہ آیا تو انہوں نے خود کو اس تجارت اور نفع میں لگایا جس کو اللہ عزوجل نے منع فرمایا۔

لیکن افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ان خبیث اور بدکردار لوگوں کا گھٹیا نظام مسلمانوں نے بھی اپنایا' چاہیے تو یہ تھا کہ خدائے احکم الحاکمین جل جلالہٗ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے جس تجارت کو حلال فرمایا' مسلمان اس تجارت کو اپنائیں اور جس سے منع فرمایا اس سے رُک جائیں۔

لیکن افسوس!

اغیار کے غلط طریقوں کی وجہ سے اپنے ہی معاشرے کے لیے تباہی کا سبب بنیں!

جو کچھ بھی ہیں' سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کرتوت
شکوہ ہے زمانے سے نہ قسمت کا گلہ ہے

آج کوئی بیمار ہے تو کوئی قرض دار' کوئی گھریلو ناچاقی کا شکار ہے تو کوئی اپنی ہی اولاد کی وجہ سے پریشان' الغرض! ہر کوئی کسی نہ کسی مصیبت میں گرفتار ہے۔

دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت
سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام بُرا ہے

آج ایسا دور آیا کہ مسلمان نے اپنے دین پر عمل کرنا چھوڑ دیا' دین کی دُوری کی وجہ سے مسلمان گناہوں کی دلدل میں پھنستا چلا جا رہا ہے' کوئی فیشن کا دلدادہ ہے' کوئی فرنگی تہذیب کو اپنائے ہوئے ہے' تو کوئی اپنے ہی مسلمان بہن' بھائیوں پر ظلم کر رہا ہے' وہ دور چلا گیا جب چھوٹوں میں اطاعت تھی' بڑوں میں شفقت تھی' پیاروں میں محبت تھی' یاروں میں وفا تھی' مسلمان مسلمان کی عزت کرتا تھا' اس سے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر محبت کرتا تھا۔ الغرض! ہر طرف امن وامان کی فضا قائم تھی' لیکن آج کے مسلمانوں کی حالت بھی ہمارے سامنے ہے' ہم اس پرفتن دور میں اور اپنی بُری حالت میں دوجہاں کے والی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں فریاد کرتے ہیں کہ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہماری حالتِ زار پر رحم فرمایئے!

اے خاصہ خاصانِ رُسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آ کہ عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے
جس دین نے دل آ کے تھے غیروں کے ملائے
اس دین میں خود بھائی سے اب بھائی جدا ہے

تدبیر سنبھلنے کی نہیں کوئی بھی اب تو
ہاں! تیری دعا ہے کہ جو مقبولِ خدا ہے

تاریخ شاہد ہے کہ دنیا پر صدیوں مسلمانوں کی حکومت رہی' بڑے بڑے بادشاہ' بڑے بڑے سخی' عظیم ہنرمند' بہت ذہین سائنس دان مسلمانوں میں ہوئے جن کی تاریخ چاندی کے ورق پر سونے کے قلم سے لکھنے کے قابل ہے۔ انہوں نے بہت بڑی تجارتیں کی' کاروبار کیے' لیکن وہ اس تجارت کے نظام اور وہ نفع لینے سے باز رہے جس کو اللہ عزوجل نے حرام فرمایا جس کو ربا' یعنی ''سود'' کہا جاتا ہے۔

سود' ایک ایسی لعنت ہے جس نے گھر کے گھر اجاڑ کر رکھ دیئے' جس نے تجارت اور معاشی نظام کو تباہ و برباد کر دیا ہے' اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہر مسلمان کو اس لعنت سے بچائے! آمین!

پیارے اسلامی بھائیو!

اہلِ علم پر یہ بات مخفی نہیں ہے' چاہے وہ دینی تعلیم حاصل کرنے والے ہوں یا دنیوی کہ جب بھی کسی علم کو شروع کیا جاتا ہے تو پہلے اس علم کی تعریف' اس کا موضوع' غرض اور حکم کو جانا جاتا ہے' یہاں بھی پہلے سود کی تعریف کو سمجھا جائے گا کہ سود کہتے کسے ہیں؟ پھر قرآن و حدیث سے سود کا حرام ہونا ثابت کیا جائے گا' اس کی وعیدات اور متفرقاتِ مسائل پر بھی روشنی ڈالی جائے گی۔

انشاء اللہ تعالیٰ!

آپ اس کتاب کو اوّل تا آخر پڑھیے' خود بھی حرام رزق سے بچئے اور دوسروں کو بھی بچائیے۔

سود کی لغوی تعریف

لغت میں ربا ''سود'' کے معنی زیادتی' بڑھوتری اور بلندی ہیں۔

علامہ زبیدی لکھتے ہیں: علامہ راغب اصفہانی نے کہا ہے کہ اصل مال پر زیادتی کو ربا کہتے ہیں۔ (تفسیر تبیان القرآن)

''کتاب التعریفات'' میں ربا کی لغوی تعریف:

''اَلرِّبَاءُ هُوَ فِي اللُّغَةِ: اَلزِّيَادَةُ''۔ (کتاب التعریفات للشریف الجرجانی)

سود کی اصطلاحی تعریف

''کل قرض جر منفعة فهو ربوا''۔

ترجمہ: ہر وہ قرض جو نفع کھینچے' وہ سود ہے۔

''فتاویٰ رضویہ'' میں سود کی اصطلاحی تعریف

اعلیٰ حضرت' امام اہل سنت' مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ''فتاویٰ رضویہ'' میں سود کی تعریف کچھ اس طرح فرماتے ہیں:

''وہ زیادت (زیادتی) کہ عوض سے خالی ہو اور معاہدہ میں اس کا استحقاق (مستحق ہویا) قرار پایا ہو سود ہے'' مثلاً سو روپے قرض دیئے اور یہ ٹھہرالیا کہ پیسہ اوپر سو لے گا' تو یہ پیسہ عوضِ شرعی سے خالی ہے' لہٰذا سود حرام ہے۔

(فتاویٰ رضویہ' جلد 17' کتاب الربوا)

اب سود کی تعریف کے بعد سود کی تھوڑی سی مختصر تفصیل کو بیان کیا جائے گا' مگر اس سے پہلے ایک حدیث پاک اور مسائلِ شرعیہ میں رغبت پر چند اقوال' تا کہ کوئی شخص ان مسائل پر سرسری نظر نہ ڈالے بلکہ ان میں غور کرے اور مسائل کو ذہن نشین کرے کیونکہ کاروباری آدمی اور تجارت کرنے والے کے لیے شریعت کے مسائل سیکھنے فرض ہیں کہ گناہ سے بچا جا سکے۔

حدیث پاک

اس حدیث پاک کو ''مسند امام اعظم'' میں کتاب العلم میں نقل کیا گیا:

قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم من تفقہ فی دین اللّٰہ ورزقہ من حیث لا یحتسب ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے فقہ سیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات کا کفیل ہو جاتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق فراہم کرتا ہے جس کا یہ گمان تک نہیں رکھتا۔ (مسند امام اعظم ''کتاب العلم'')

فقہی مسائل میں سمجھ بوجھ حاصل کرو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

''دینی مسائل میں فقہی سمجھ بوجھ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی عمل افضل نہیں ہے''۔ (تنبیہ الغافلین' جلد دوم)

مسائل نہ سیکھنے کی نحوست

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تاجر دینی مسائل سے واقف نہ ہو تو وہ سودی کیچڑ میں غرق ہو جاتا ہے بلکہ غرق در غرق ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

اسے تجارت کی اجازت نہیں

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جو دینی اُمور میں سمجھ بوجھ نہ رکھتا ہو' فقہی مسائل سے آگاہ نہ ہو' اسے ہماری منڈیوں میں تجارت کرنے کی بالکل اجازت نہیں ہے۔ (ایضاً)

ان احادیث اور اقوالِ صحابہ رضی اللہ عنہم پر عمل کرتے ہوئے آپ بھی فقہ سمجھنے کی کوشش کیجئے اور سعادتِ دارین حاصل کیجئے' اللہ تعالیٰ اپنے محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہمیں فقہی سمجھ بوجھ عطا فرمائے! آمین!

جب سود کی حرمت پر یہ آیت:

یا ایھا الذین امنوا لا تاکلوا الربوا......الخ

نازل ہوئی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل سے دعا کی: یا اللہ عزوجل! یہ آیت تو جامع ہے' اس کو ہمارے اوپر تفصیل سے بیان فرما' تو اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہ کی دعا قبول فرمائی تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفصیل ارشاد فرمائی کہ

''اگر تم گندم کے بدلے گندم' جو کے بدلے جو' کھجور کے بدلے کھجور' نمک کے بدلے نمک' سونے کے بدلے سونے' چاندی کے بدلے چاندی کی بیع کرو تو ہاتھوں ہاتھ کرو اور بیع برابر برابر کرو' زیادتی کرو گے تو یہ سود ہے''۔ (مشکوٰۃ المصابیح' جلد ا)

ربا (سود) کی دو قسمیں ہیں:

(1) ربا النسیئہ (2) ربا الفضل

(1) ربا النسیئہ

سود کی یہ صورت قرض کی صورت میں تھی۔ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ نے اس کی تعریف یوں کی:

''ربا النسیئہ ایسا امر ہے جو زمانہ جاہلیت میں مشہور اور متعارف تھا' اس کی صورت یہ ہوتی کہ لوگ کسی شخص کو اس شرط پر قرض دیتے کہ وہ اس کے عوض ہر ماہ معین رقم ادا کرتا رہے گا جبکہ اصل رقم مقروض کے ذمہ واجب الاداء رہے گی' مدت پوری ہو جانے کے بعد قرض خواہ مقروض سے اصل زر (روپیہ) کا مطالبہ کرتا' جسے مقروض اگر ادا نہ کر سکتا تو قرض خواہ مدت ادائی اور شرح سود میں اضافہ کر دیتا' زمانہ جاہلیت میں یہ طریقہ مشہور اور

متداول تھا (اور موجودہ دور کے سودی قرضوں کی زیادہ تر یہی صورت ہے)''۔

ربا النسیہ کو ربا القرآن بھی کہتے ہیں کیونکہ اس کی حرمت قرآنِ پاک کی نصِ قطعی سے ثابت ہے۔

(2) ربا الفضل

ہم جنس وزنی یا کیلی اشیاء میں زیادتی کے ساتھ دست بدست (ہاتھوں ہاتھ) نقد و نقد بیع کو ربا الفضل کہتے ہیں۔ ربا الفضل کو ربا الحدیث بھی کہتے ہیں' کیونکہ اس کی حرمت حدیثِ پاک سے ثابت ہے۔ (فتاویٰ نوریہ'' کتاب الربوا'')

ائمہ کے نزدیک سود کی علت

ملاجیون علیہ الرحمہ اپنی مشہورِ مدارس کتاب ''نور الانوار'' میں فرماتے ہیں:

فعلّل ابو حنيفة بالقدر والجنس والشافعي بالطعم والثّمنيّه ومالك بالاقتيات والادخار .

''امام اعظم علیہ الرحمہ قدر (ماپ تول) اور جنس میں اتحاد کو' امام شافعی علیہ الرحمہ طعم (غذائیت) اور ثمنیت کو' اور امام مالک علیہ الرحمہ غذائیت اور ذخیرہ کے قابل ہونے کو علت قرار دیتے ہیں''۔

امام اعظم علیہ الرحمہ کا موقف

امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے اس حدیث پاک میں (اگر تم گندم کے گندم......الخ) ایک قاعدہ کلیہ سمجھ میں آرہا ہے' وہ یہ ہے کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حدیث میں دو چیزوں کے متعلق ارشاد فرمایا:

ایک وہ چیزیں جو ماپی جاتی ہیں اور دوسری وہ چیزیں جو تولی جاتی ہے اور ماپی جانے والی چیزوں کو'' کیلی'' اور تولی جانے والی چیزوں کو'' وزنی'' کہتے ہیں۔ کیلی اور

وزنی دونوں چیزوں کو ''قدر'' کہتے ہیں اور اس کے علاوہ (گندم اور جو وغیرہ) اشیاء کو ''جنس'' کہتے ہیں۔

اگر کیلی چیزوں یا وزنی چیزوں کو زیادتی کے ساتھ بیچا جائے تو وہ حرام اور سود ہے۔

مثالوں کے ساتھ وضاحت

احناف کے نزدیک قدر اور جنس کا اعتبار ہے' لہٰذا ہر وہ چیز جس کی بیع (Sale) ماپنے اور تولنے سے ہوتی ہے' اتحادِ جنس (جنس کا ایک ہونا) کی صورت میں اس کی تفاضل (زیادتی) کے ساتھ نقد بیع حرام ہوگی اور اُدھار میں برابر' برابر بھی حرام۔ لہٰذا ایک صاع[1] گندم کے بدلے دو صاع گندم کی بیع نقد اور اُدھار دونوں صورتوں میں ناجائز ہے اور ایک صاع گندم کی ایک صاع گندم کے ساتھ بیع (بیچنا) نقد و نقد جائز اور اُدھار میں حرام ہے۔

اگر قدر و جنس میں سے ایک وصف پایا جائے تو تفاضل جائز اور اُدھار ناجائز ہے' لہٰذا ایک صاع گندم کا دو صاع جو کے ساتھ لین دین کیا جا سکتا ہے اور اُدھار میں منع ہے' کیونکہ گندم اور جو کا تعلق قدر (کیل اور وزن) سے ہے' مگر جنس مختلف ہے۔

ایک انڈے کے بدلے دو انڈوں کی بیع نقد جائز ہے اور اُدھار منع ہے' اس لیے کہ یہاں جنس ایک جیسی ہے مگر وصف ''قدر'' نہیں ہے۔

کیونکہ انڈے وزنی یا کیلی چیز نہیں بلکہ عددی ہیں' جہاں قدر اور جنس میں کوئی وصف نہ پایا جائے وہاں بیع میں تفاضل (زیادتی) اور اُدھار دونوں جائز ہیں' جیسے گھڑی کے عوض میں قلم کا سودا نقد و اُدھار جائز ہے کہ ان کی جنس بھی مختلف ہے اور کیلی

---

[1] تقریباً چار کلو ایک سو گرام۔ (بہارِ شریعت)

دو سو سترہ تولے کا ہوتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 10)

یا وزنی بھی نہیں۔ (فتاویٰ نوریہ کتاب الربوا)

اس کی چار صورتیں

(1) قدر اور جنس ایک ہو یعنی وہ دونوں چیزیں ماپی یا تولی جاتی ہوں اسے قدر کہتے ہیں اور جنس بھی ایک ہو یعنی گندم کے بدلے گندم ایک جنس ہے اس کے بدلے گندم جو اسی کی جنس سے ہے۔

مثال کے طور پر کسی آدمی نے گندم کے بدلے گندم بیچی تو اس کو ہاتھوں ہاتھ اور برابر برابر بیچے گا تو جائز' اگر اُدھار کر دیا تو حرام ہے اور زیادتی سود اور حرام ہے۔

(2) قدر (ماپنا' تولنا) میں تو دو چیزیں ایک جیسی ہوں لیکن جنس میں مختلف ہوں' جیسے گندم کے بدلے جَو' مثلاً کسی آدمی نے گندم کے بدلے جو خریدے' ان دونوں چیزوں میں ماپنا پایا جا رہا ہے' یعنی یہ دونوں چیزیں ماپ کر بیچی جاتی ہیں لیکن جنس مختلف ہے کہ گندم علیحدہ جنس ہے اور جَو علیحدہ جنس ہے تو اس صورت میں بھی ہاتھوں ہاتھ بیچے گا' لیکن ان میں کمی بیشی جائز ہے کہ ایک طرف گندم ایک من ہے تو دوسری طرف جَو دو من ہو تو یہ جائز ہے لیکن اُدھا حرام ہے۔

(3) جنس ایک ہو مگر ان میں قدر (ماپنا' تولنا) نہ ہو جیسے بکری کے بدلے بکری۔

مثال کے طور پر اگر کسی نے بکری کے بدلے بکری خریدی تو ہاتھوں ہاتھ بیچنا جائز ہے اور اُدھار بہر حال حرام ہے۔

(4) جنس بھی ایک نہ ہو اور قدر بھی ایک نہ ہو جیسے نوٹوں کے بدلے گائے' اس میں قدر بھی نہیں ہے' جنس بھی نہیں ہے' ہاتھوں ہاتھ بھی بیچ سکتے ہیں' کمی بیشی بھی کر سکتے ہیں اور اُدھار بھی اس میں جائز ہے۔

آیاتِ قرآنیہ اور اُن کی تفسیر

اب سود کی مختصر تفصیل کے بعد قرآن وحدیث سے سود سے بچنے کا حکم اور سود خوری پر جو وعیدوں کا ذکر ہے اس کو بیان کیا جائے گا۔ وباللہ التوفیق

پارہ 3، سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 275 میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰواۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ○

ترجمہ کنزالایمان: وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو، یہ اس لیے کہ انہوں نے کہا: بیع بھی سود ہی کی مانند ہے، اور اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود کو، تو جسے اس کے رب کے پاس سے نصیحت آئی اور وہ باز رہا تو اسے حلال ہے جو وہ پہلے لے چکا اور اس کا کام خدا کے سپرد ہے اور جو اب ایسی حرکت کرے گا دوزخی ہے، وہ اس میں مدتوں رہیں گے۔

تفسیر نعیمی میں

''تفسیر نعیمی'' میں مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر کچھ اس طرح فرماتے ہیں:

''جو لوگ سود لیتے ہیں، قیامت کے دن ان کی پہچان یہ ہوگی کہ اس دن مردے اُٹھ کر سواریوں پر، کوئی پیدل اور کوئی آہستہ اور کوئی دوڑتا ہوا

زمینِ محشر کی طرف چلے گا' مگر سود خود اپنے پیٹ کے بوجھ سے چلیں گے' اس دن کفار بھی قبور سے اٹھ کر آسانی سے جائیں گے مگر سود خور کو چلنا پھرنا مشکل ہو گا اور یہ ہی قیامت کے دن سود خور کی پہچان ہو گی''۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ!) (تفسیر نعیمی)

سود خوروں کے پیٹ پُھول جائیں گے

''تفسیر روح البیان'' میں حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''(قیامت کے دن) جب لوگ قبروں سے نکلیں گے تو وہ محشر کے میدان میں دوڑتے ہوئے آئیں گے' ہاں! مگر جب سود خور اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو اٹھتے ہی گر جائیں گے' بے ہوشی اور مرگی والے کی طرح اس لیے کہ ربوا (سود) کا معنی ہے: زیادتی' اس سے اُن کے پیٹ پُھول جائیں گے' جس کی وجہ سے اُن کے پیٹ بوجھل ہو جائیں گے تو وہ دوڑ نہیں سکیں گے''۔ (تفسیر روح البیان)

سود سے انسان میں درندوں سے زیادہ بے رحمی

''تفسیر خزائن العرفان'' میں سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

''اس آیت میں سود کی حرمت اور سود خوروں کی شامت کا بیان ہے' سود کو حرام فرمانے میں بہت حکمتیں ہیں' وہ یہ ہیں: سود کا رواج تجارتوں کو خراب کرتا ہے' سود سے انسان کی طبیعت میں درندوں سے زیادہ بے رحمی پیدا ہو جاتی ہے''۔ (تفسیر خزائن العرفان)

سود خور کی قیامت کے دن حالت

''تفسیر دُرِّ منثور'' میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ربا (سود) بہتر گناہ کے برابر ہے اور سب سے چھوٹا گناہ جیسے کوئی شخص اسلام کی حالت میں اپنی ماں سے بدکاری کرے' سود کا ایک درہم تیس سے زائد مرتبہ بدکاری کرنے سے بھی زیادہ شدید ہے۔

قیامت کے روز تمام لوگوں کو کھڑے ہونے کی اجازت ہوگی خواہ نیکوکار ہوں یا فاجر ہوں لیکن سود کھانے والے کو یہ اجازت نہ ہوگی' وہ اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جس کو شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس کر دیا ہو''۔ (تفسیر درمنثور)

سود خور ظاہر میں انسان' حقیقت میں شیطان

''تفسیر نور العرفان'' میں ہے:

''سود خور ظاہر میں انسان' حقیقت میں شیطان ہے کہ اسے غریب پر رحم نہیں آتا' اسے برباد کر کے کہ اپنے آپ کو (امیر) بناتا ہو' لہٰذا اسی شکل (جو آیت میں بیان ہوئی) میں قیامت میں ہوگا''۔

سود سے انسان کی اندرونی حقیقت بدل جاتی ہے

''تفسیر مظہری'' میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

''بات یہ ہے کہ لقمۂ حرام اس کے بدن کا جزو بن جاتا ہے' جس کی وجہ سے اس (انسان) کی حقیقت ہی بدل جاتی ہے' دوسرے گناہ چونکہ بیرونی ہوتے ہیں' اس لیے ان سے اندرونی جوہر نہیں بدلتا' عارضی احوال کا تغیر ہو جاتا ہے' اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود خور پر لعنت

فرمائی ہے''۔(تفسیر مظہری)

سود خور کا انجام بد

''تفسیر تبیان القرآن'' میں اسی آیت کے تحت فرمایا:

''حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے آپ کو اُن گناہوں سے بچاؤ جن کی مغفرت نہیں ہوگی' مالِ غنیمت میں خیانت کرنے سے' سو جس نے خیانت کی وہ قیامت کے دن خیانت کی ہوئی چیز کو لے کر آئے گا' اور سود کھانے سے سو جس نے سود کھایا وہ قیامت کے دن مخبوط الحواس پاگل کی طرح اُٹھے گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: ''جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جس کو شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس کر دیا ہو''۔(تفسیر تبیان القرآن)

دردناک عذاب

امام احمد بن حجر المکی الشافعی علیہ الرحمہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''سود خور اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جس کو شیطان نے چھو کر مجنون بنا دیا ہو' پس جب اللہ عزوجل قیامت کے دن لوگوں کو دوبارہ زندگی عطا فرمائے گا تو تمام لوگ اپنی اپنی قبروں سے جلدی جلدی نکلیں گے سوائے سود خوروں کے' وہ جب بھی کھڑے ہوں گے تو اپنے مونہوں' پیٹوں اور پہلوؤں کے بل گر پڑیں گے جیسے کوئی پاگل و دیوانہ شخص ہوتا ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ جب دنیا میں مکر و فریب اور خدا و رسول عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم سے مخالفت مول لے کر حرام و سود سے پیٹ بھرتے رہے تو وہ ان کے پیٹوں میں بھرتا رہا اور اس وقت اس قدر

زیادہ ہو چکا ہوگا کہ اس کے بوجھ سے لوگوں کے ساتھ کھڑے ہونے کے بھی قابل نہ رہیں گے، پس جب بھی لوگوں کے ساتھ مل کر تیزی سے چلنا چاہیں گے تو اوندھے منہ گر پڑیں گے اور دوبارہ پیچھے نہ جائیں گے"۔

العیاذ باللہ تعالیٰ (الزواجر عن اقتراف الکبائر)

ایک اور آیت میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

ترجمۂ قرآن "کنز الایمان" میں اعلیٰ حضرت، امام اہل سنّت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کا ترجمہ کچھ یوں فرماتے ہیں:

"اور اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو"۔

سود خور دنیا و آخرت کی برکت سے محروم

"تفسیر ابن عباس" میں حضرت سیّدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ سود خوروں کے مال کی برکت کھو دیتا ہے، نہ دنیا میں پھلتا ہے نہ آخرت میں نفع دے گا، صدقہ کو خدا تعالیٰ بڑھاتا ہے، دوگنا چوگنا بلکہ ہزار گنا کر دیتا ہے، خدا تعالیٰ کافروں کو جو سود کو حلال سمجھیں اور فاسقوں کو جو حلال سمجھ کر کھائیں، دونوں کو دوست نہیں رکھتا، دونوں سزا کے مستحق ہیں"۔ (تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما)

سود اصل مال کو بھی ہلاک کر دیتا ہے

"تفسیر مظہری" میں اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

ای یذھب برکته ویھلك المال الذین یدخل فیه ۔

ترجمہ: اس کی برکت زائل ہو جاتی ہے اور وہ مال ہلاک ہو جاتا ہے جس میں سود شامل ہوتا ہے۔ (تفسیر مظہری)

سود خور کا انجام بالآخر فقیری

''تفسیر نعیمی'' میں اس آیت کے تحت فرمایا:

''اللہ تعالیٰ سود کو برباد کرتا ہے اور جس مال سے زکوٰۃ نکالی جائے اسے بڑھاتا ہے کیونکہ اکثر سود خور کا انجام فقر ہوتا ہے''۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اسی آیت کے تحت ''تفسیر صوفیانہ'' میں فرماتے ہیں:[1]

''نفع و نقصان نتیجے کے اعتبار سے ہے' سودی مال چونکہ رب کی مخالفت سے حاصل ہوا' لہٰذا اس کا انجام نقصان ہے' چونکہ سود خور سارے گناہ کرتا ہے' لہٰذا اس کی سزا سب گناہوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ جیسی غذا ویسا نتیجہ' حرام غذا سے حرام فعل (کام) صادر ہوتے ہیں' مکروہ فعل غذا سے مکروہ فعل' مباح غذا سے مباح افعال' بہتر غذا سے بہترین اعمال کی توفیق ملتی ہے' لہٰذا سود خور پر سود کا گناہ بھی ہے اور ان حرام افعال کا بھی جو سود کھانے سے پیدا ہوتے ہیں۔ صوفیائے کرام علیہم الرحمہ فرماتے ہیں: اپنی غذا سنبھالو! سارے اعمال سنبھل جائیں گے''۔ (تفسیر نعیمی)

مسلمان سود سے مالدار نہیں ہوتا

''تفسیر روح البیان'' میں اس آیت کے تحت فرمایا:

''کوئی مسلمان خیرات سے غریب نہیں ہوتا اور سود سے مالدار نہیں ہوتا' دیکھا گیا ہے کہ سود خور کی اولاد سودی مال سے نفع کم اٹھاتی ہے' اس کا انجام بربادی ہے''۔ (تفسیر روح البیان)

---

[1] مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر نعیمی میں دو قسم کی تفسیر فرماتے ہیں: (1) تفسیر عالمانہ (2) تفسیر صوفیانہ۔

سود مؤمن کی غذا نہیں

''تفسیر نور العرفان'' میں اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

''مؤمن کے لیے سود میں برکت نہیں ہے' یہ کافر کی غذا ہو سکتی ہے مؤمن کی نہیں' گندگی کا کیڑا گندگی کھا کر جیتا ہے' بلبل پھول کو' لہٰذا اپنے آپ کو کفار پر قیاس نہ کرو' کافر سود لے کر ترقی کرے گا' مؤمن زکوٰۃ دے کر' دوسرے یہ کہ سود کے پیسہ سے زکوٰۃ و خیرات قبول نہیں ہوتے''۔

(نور العرفان)

اللہ تعالیٰ سود کو مٹا دیتا ہے

''تفسیر تبیان القرآن'' میں اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

''امام ابن المنذر نے اس آیت کی تفسیر میں ضحاک سے نقل کیا ہے کہ دنیا میں سود کی آمدنی بہت زیادہ ہو جاتی ہے لیکن آخر میں اللہ تعالیٰ اس کو مٹا دیتا ہے''۔

☆ اور صدقے کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ'' یعنی اور اللہ بڑھاتا ہے خیرات کو۔

اس آیت کی تفسیر میں ایک حدیث پاک نقل کی:

''حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندہ روٹی کے ایک ٹکڑا کو صدقہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو بڑھا کر اُحد پہاڑ جتنا کر دیتا ہے''۔ (تفسیر تبیان القرآن)

صدقہ دینے میں دنیا و آخرت کا فائدہ ہے' صدقہ دینے سے مال بظاہر کم ہو جاتا ہے' لیکن حقیقت میں دنیا و آخرت میں نفع و برکت کا سبب بنتا ہے' صدقہ و خیرات اور زکوٰۃ دینے میں نفع ہی نفع ہے اور سود میں نقصان ہی نقصان' لیکن عقل اس چیز کو سمجھنے

سے قاصر رہے گی کہ سود میں تو معاذ اللہ فائدہ ہے اور صدقہ وزکوٰۃ سے تو مال کم ہو جاتا ہے تو صدقہ وزکوٰۃ میں نفع کیسے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ قرآن وحدیث میں جو ارشادات ہیں وہی حق اور سچ پر مبنی ہیں۔ قرآن وحدیث نے صدقہ و زکوٰۃ کے نفع پر اور سود کی نحوست پر صریح وضاحت فرمادی ہے' اور ہوتا بھی یہی ہے جو قرآن وحدیث نے فرمادیا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی ناقص عقل کو قرآن وحدیث کے تابع کرلیں' نہ کہ قرآن وحدیث کو اپنی عقل کے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن وحدیث کا فہم عطا فرمائے' آمین!

چنانچہ پارہ 27' سورہ الحدید کی آیت نمبر 18 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّ الْمُصَّدِّقِیْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَ اَقْرَضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعَفُ لَھُمْ وَ لَھُمْ اَجْرٌ کَرِیْمٌ ○

ترجمہ کنزالایمان: بے شک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنہوں نے اللہ کو اچھا قرض دیا' ان کے دونے ہیں اور ان کے لیے عزت کا ثواب ہے ○

پارہ 2' سورہ البقرہ کی آیت نمبر 245 میں ارشاد فرمایا:

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗٓ اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً ط

ترجمہ کنزالایمان: ہے کوئی جو اللہ کو قرضِ حسن دے تو اللہ اس کے لیے بہت گنا بڑھا دے۔

اسی طرح حدیثِ پاک میں صدقہ کے بارے میں ارشادات موجود ہیں:

صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نورِ مجسم شاہِ

بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا اور اللہ عزوجل بندے کے عفو و درگزر کے سبب اس کی عزت میں اضافہ فرما دیتا ہے اور جو اللہ عزوجل کے لیے عاجزی اختیار کرتا ہے' اللہ عزوجل اسے بلندی عطا فرماتا ہے۔

(المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح)

کون سا صدقہ افضل

صحیح بخاری میں ''کتاب الزکوٰۃ'' میں ہے:
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک شخص (حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ)' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! باعتبارِ ثواب کون سا صدقہ بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا: صدقہ کرنا اس مال میں کہ تو تندرست بخیل ہے' جو فقر و تنگدستی سے ڈرتا ہے اور مالدار ہونے کی اُمید رکھتا ہے اور اتنا توقف نہ کر یہاں تک کہ جب مال حلق تک پہنچ جائے اور تو کہے کہ اتنا مال فلاں کے لیے ہے اور اتنا فلاں کے لیے' حالانکہ وہ مال فلاں کا ہو چکا ہے (اس سے مراد وارث ہے)۔

(صحیح بخاری' جلد' کتاب الزکوٰۃ)

صدقہ بُری موت کو دفع کرتا ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ
''صدقہ رب تعالیٰ کے غضب کو بجھاتا ہے اور بُری موت کو دفع کرتا ہے''۔ (مشکوٰۃ المصابیح' فضائل الصدقہ)

سود خور کو اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلانِ جنگ

پارہ 3 ' سورہ بقرہ کی آیت نمبر 278 میں ارشاد ہوتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود سے ' اگر مسلمان ہو پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کر لو کہ اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا ' اور اگر تم توبہ کرو تو اپنا اصل مال لے لو ' نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ اور نہ تمہیں نقصان ہو۔

''تفسیر نعیمی'' میں حکیم الامت احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: دو جرموں کے سوا کسی گناہ پر رب کی طرف سے اعلانِ جنگ نہیں دیا گیا ' وہ دو جرم یہ ہیں:

(1) سود لینا (2) اولیاء اللہ سے عداوت رکھنا

سود خوری سے قحط سالی ' رشوت سے عیب اور بدکاری سے وباء پھیلتی ہے ' سود لینا سود دینے سے زیادہ خطرناک ہے کیونکہ رب نے ہر جگہ سود لینے کی ممانعت پر زور دیا ہے اور انہی سود خوروں کو اعلانِ جنگ بھی دیا ہے۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حرمتِ سود کی آیتوں میں یہ آیت سخت خوفناک ہے کہ اس میں ڈرایا گیا ہے کہ سود خود کہیں کافر ہو کر نہ مرے ' کہیں کافروں والی آگ میں نہ جائے''۔ (الامان والحفیظ)

(تفسیر نعیمی)

''الزواجر ان اقتراف الکبائر'' میں امام شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''سود خور کو اللہ عزوجل نے اعلانِ جنگ دیا ہے' اس سے مراد یا تو دنیاوی جنگ ہے یا پھر اُخروی جنگ''۔

(1) دُنیوی جنگ

شریعت نافذ کروانے والے حکام پر لازم ہے کہ جب انہیں کسی کے بارے میں سود لینے کا پتہ چلے تو اسے قید کر دیں' یہاں تک کہ وہ توبہ کرے۔

(2) اُخروی (آخرت کی) جنگ

اللہ عزوجل سود خور کا خاتمہ بُرائی پر فرمائے گا۔

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اعلانِ جنگ سود کو جائز سمجھنے والے کے لیے ہے۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر)

میرے وہ اسلامی بھائیو! جو سود کا کاروبار کرتے ہو' کیا سود کا کاروبار اب بھی جاری رہے گا؟ کیا اب بھی سود لینے' سود دینے' سود کی دستاویز لکھنے' سود پر گواہ بننے' سودی ادارے میں کام کرنے سے باز نہیں آؤ گے؟ کیا اب بھی سود لے کر کاروبار (Business) چلاؤ گے؟

کیا اب بھی غریبوں کا خون چوسو گے؟

کیا تم اللہ تعالیٰ و رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جنگ کی طاقت رکھتے ہو؟ ہرگز نہیں! کسی کے پاس طاقت نہیں ہے' قرآن پاک میں ارشاد ہے:

''اور اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو''۔

اللہ تعالیٰ جس چیز کو ہلاک کرے جس کو ختم کرے' کیا تم اسے بڑھا سکتے ہو؟ بہت سے سود خوروں کو دیکھا گیا ہے جو سود کے پیسے سے بڑے بڑے بنگلے اور بینک بیلنس بنا لیتے ہیں' لیکن آخر میں اللہ سود کو تباہ و برباد فرما دیتا ہے' اس سے کسی کے ذہن

میں یہ وسوسہ بھی آ سکتا ہے کہ ہم نے تو سود خوروں کو بہت امیر دیکھا ہے' ان کے مال میں سود کی وجہ سے بہت زیادتی ہو چکی ہے' اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی رسّی کو ڈھیلی چھوڑ دیتا ہے لیکن جب پکڑ فرماتا ہے تو سخت پکڑ فرماتا ہے' سود خور کو اتنی دولت ہونے کے باوجود سکونِ قلب نصیب نہیں ہوتا اور لوگوں میں اس کی عزت بھی کم ہو جاتی ہے اور سود خور کا خاتمہ بُرا ہونے کا بھی اندیشہ ہے۔

تو اے اسلامی بھائیو! جو سودی کاروبار کرتے ہو' سود کا لین دین عام کرتے ہو' سودی کاروبار ختم کر کے توبہ کر لو' خدارا توبہ کر لو! اور جن جن سے مالِ حرام لیا ہے اُن کو واپس کر کے دنیا و آخرت میں نجات پانے والوں میں شامل ہو جاؤ۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنزالایمان: ''اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو''۔

(پ25' الشوریٰ 25)

اور سرورِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

التائب من الذنب کمن لا ذنب له ۔

ترجمہ: گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا اس نے کبھی کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ)

ایک اور حدیث پاک میں ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندہ جب اقرارِ گناہ کر لیتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

کر لے توبہ رب کی رحمت ہے بڑی ورنہ قبر میں سزا ہو گی کڑی

☆ پارہ 4' سورہ آل عمران کی آیت نمبر 130 اور 131 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْۤ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ۝ وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! سود دونا دون نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو اس امید پر کہ تمہیں فلاح ملے اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے تیار کر رکھی ہے' اور اللہ و رسول کے فرمانبردار رہو' اس امید پر کہ تم رحم کیے جاؤ۔

زمانہ جاہلیت کے سودی کاروبار کا طریقہ

''تفسیر تبیان القرآن'' میں اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

''زمانۂ جاہلیت میں ایک شخص دوسرے شخص کو مثلاً ایک سال کی مدت کے لیے دس روپے کی زیادتی پر سو روپے قرض دیتا اور جب ایک سال بعد مقروض رقم ادا نہ کر سکتا تو اب قرض خواہ (قرض دینے والا) ایک سو دس روپے پر دس روپے فیصد کے حساب سے سالانہ سود مقرر کر دیتا' اس طرح ہر سال کرتا' یا کہتا: تمہیں ایک سال کی مزید مہلت دیتا ہوں لیکن تمہیں سو روپے کی جگہ دو سو روپے دینا ہوں گے' اسی طرح عدم ادائیگی کی صورت میں ہر سال سو روپے کا اضافہ کرتا چلا جاتا۔ یہ سود در سود ہے' اس کو سود مرکب بھی کہتے ہیں' اس کے مقابلے میں سود مفرد یہ ہے کہ اصل مال سو روپے ہو' اور قرض خواہ اس رقم پر مقروض (قرض لینے والا) سے

دس فیصد سالانہ کے حساب سے سود وصول کرے۔
اس آیت میں سود مرکب کو حرام کیا گیا' لیکن اس آیت میں اس کا مفہوم مخالف معتبر نہیں ہے کہ صرف سود مرکب حرام ہے اور سود مفرد جائز ہے کیونکہ سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے مطلقاً سود کو حرام کہہ دیا ہے''۔

(تفسیر تبیان القرآن' پارہ 4)

''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا'' (اے ایمان والو!)

''تفسیر نعیمی'' میں اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:
''مال سے انسان کو فطری طور پر محبت ہے اور عرب میں صدیوں سے سود کا رواج تھا' اس لیے رب العالمین نے پہلے مؤمنوں کو پیارے خطاب سے پکارا' پھر یہ سخت حکم سنایا تا کہ اس خطاب کی برکت سے وہ خلافِ نفس امر آسان ہو جائے' کڑوی دوائیں شکر میں لپیٹ کر کھلائی جاتی ہیں اور آپریشن سے پہلے ٹیکہ (Injection) لگا دیا جاتا ہے' ایسے ہی سخت احکام پیارے خطاب کے ساتھ سنائے جاتے ہیں''۔
آگے چل کر صاحبِ تفسیر اس آیت کے تحت ''تفسیرِ صوفیانہ'' میں فرماتے ہیں:
''جیسے ظاہر جسم پر صدہا بیماریاں آتی ہیں' بعض معمولی بعض نقصان دِہ' بعض مہلک (Falal) ایسے ہی نفس کی بیماریاں (Deseases) بہت ہیں' جس میں سے خطرناک (Dangerous) بیماری دنیا کی محبت اور مال کی ہوس ہے' جوا' سود بلکہ آخر میں قتل وخون اسی (دنیا اور مال کی محبت) کے نتیجے ہیں۔ صوفیاء تو فرماتے ہیں کہ ایک حرص سود کی رغبت دیتی ہے اور دوسری قسم کی حرص سود (کھانے) سے پیدا ہوتی ہے' وہ حرص ''اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً'' (دوگنی' چوگنی) ہو کر بڑھتی ہی چلی جاتی ہے' وہ

قبر میں پہنچ کر ہی ختم ہوتی ہے' اسی کی جانب اس حدیث میں اشارہ ہے کہ اگر انسان کے پاس سونے کا جنگل ہو تو وہ دوسرے جنگل کی بھی تلاش کرے گا' انسان کے پیٹ کو قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے''۔ (تفسیر نعیمی' پارہ 4)

سود سے ایمان کو نقصان

''تفسیر روح البیان'' میں اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

''سود مؤمن کے ایمان کو نقصان دیتا ہے' اگرچہ بظاہر اس سے مال میں اضافہ معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں مال میں خسارہ ہی خسارہ ہوتا ہے' یہی وجہ ہے کہ اللہ والے آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں کہ سود کھانے والے پر لعنت برستی رہتی ہے اور نیک لوگ اسے بددعا کرتے ہیں اور یہی وہ ایسی باتیں ہیں' جن کے سبب سے مال سے خیر و برکت اُٹھ جاتی ہے' نہ صرف اس کے مال سے بلکہ اس کی عزت و حرمت بھی گھٹ جاتی ہے اور لوگوں کی نظروں میں وہ گر جاتا ہے اور اُلٹا اس کی مذمت ہوتی رہتی ہے اور اس کا دل سخت سیاہ اور کھوٹا ہو جاتا ہے' سود خوار کی خیرات قبول نہیں ہوتی بلکہ ہر نیکی یہاں تک کہ جہاد اور نماز جیسے اعمال بھی ضائع ہو جاتے ہیں''۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ!) (تفسیر روح البیان' پارہ 4)

پارہ 21' سورہ الروم کی آیت نمبر 39 میں ارشاد ہوتا ہے:

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَاْ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝

ترجمہ کنز الایمان: اور تم جو چیز زیادہ لینے کو دو کہ دینے والے کے مال بڑھیں تو وہ اللہ کے یہاں نہ بڑھے گی اور جو تم خیرات دو اللہ کی رضا

چاہتے ہوئے، تو انہیں کے دونے ہیں۔

"نیوتا" جائز ہے

"تفسیر تبیان القرآن" میں اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

"اس آیت سے مراد وہ ہدیہ ہے جس میں ہدیہ دینے والا اس سے افضل چیز کا طالب ہو، یہ حقیقۃً سود نہیں لیکن صورۃً سود کے مشابہ ہے، اس لیے اس کو سود فرمایا یہ جائز ہے، اس میں نہ ثواب ہے نہ گناہ، ہمارے عرف میں اسے نیوتا کہتے ہیں"۔ (تفسیر تبیان القرآن)

احادیث (مع شرح)

اب اُن احادیث کا ذکر کیا جائے گا جن میں سود کی مذمت کا بیان ہے اور سود کا لین دَین کرنے والوں کے لیے وعیدوں کا ذکر ہے۔

چھتیس بار زنا سے سخت بدتر

حدیث 1: حضرت عبداللہ ابن حنظلہ غُسیلِ ملائکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"سود کا ایک درہم جو جانتے ہوئے انسان کھائے، وہ چھتیس بار زنا سے سخت بدتر ہے"۔ (مشکوۃ المصابیح)

سود خور مقروض کو تباہ کرتا ہے

"مرأۃ المناجیح" میں مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

"ایک (درہم) سود کا چھتیس بار زنا سے بدتر ہونے کی چند وجہیں ہیں: زنا حقّ اللہ ہے اور سود حق العباد جو توبہ سے معاف نہیں ہوتا (سارا سودی

روپیہ واپس کرنا اُن کو جن سے لیا' یہ ضروری ہے پھر توبہ قبول ہوگی) سود خور کو اللہ ورسول سے جنگ کا اعلان ہے' زانی کو یہ اعلان نہیں' سود خور کے خرابی خاتمہ (بُرے خاتمہ) کا اندیشہ ہے' زانی کے متعلق یہ اندیشہ نہیں' سود خور مقروض اور اس کے بال بچوں کو تباہ کرتا ہے' اسی لیے سود خور پر زیادہ سختی ہے' نیز عموماً مسلمان زنا تو نفرت کرتے ہیں مگر سود سے نہیں۔ حکومتیں اور (دوسرے) گناہوں کو روکنے کی کوشش کرتی ہیں مگر سود کو رواج دیتی ہیں' اس سے بچنا مشکل ہے''۔

(مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح' جلد 4)

حدیث 2: سود کا انجام کمی ہی ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان الربوا وان کثر فان عاقبتہ تصیر الی قل۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سود اگرچہ بہت ہو مگر انجام کمی کی طرف لوٹتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح' کتاب الربوا)

سود کا پیسہ اصل مال بھی لے جاتا ہے

''مرأۃ المناجیح'' میں اس حدیث کی شرح میں فرمایا:

''یہ فرمان مسلمان کے لیے ہے' سود کا انجام قلت وذلت ہے' اس کا بہت تجربہ ہے۔

فقیر (مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ) نے بڑے بڑے سود خور برباد بلکہ ذلیل وخوار ہوتے دیکھے' بعض جلدی اور بعض دیر سے' سود کا پیسہ اصل مال بھی لینے اور برباد کرنے آتا ہے''۔

(مرأۃ المناجیح جلد 4)

حدیث 3: حرام سے پلا گوشت آگ کے قریب

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : من نبت لحمه من السحت فالنار اولی به ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا گوشت حرام سے اُگا ہوگا تو آگ اس سے بہت قریب ہوگی۔ (مشکوۃ المصابیح' کتاب الربوا)

حرام غذا کا اثر پورے جسم پر

اس حدیث کی شرح میں ہے:

''جیسے مٹی کے تیل میں بھیگا کپڑا آگ میں جلد جلتا ہے' ایسے ہی سود و رشوت' جوئے اور چوری وغیرہ حرام مال سے پیدا شدہ گوشت دوزخ کی آگ میں بہت جلد جلے گا' چونکہ غذا سے خون اور خون سے گوشت بنتا ہے' اس لیے غذا بہت پاکیزہ ہونی چاہیے' حرام غذا کا اثر سارے بدن پر پڑتا ہے''۔ (مرآۃ المناجیح' جلد 4)

حدیث 4: سود کھانے والے اور کھلانے والے پر لعنت کی گئی

وعن علی انه سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن اکل الربوا وموکله کاتبه ومانع الصدقة وکان ینهی عن النوح ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ آپ نے سود کھانے والے اور کھلانے والے' لکھنے والے' زکوۃ نہ دینے والے پر لعنت فرمائی' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نوحہ سے منع فرماتے تھے۔ (مشکوۃ المصابیح)

مسلمان سودی قرض سے بچے

اس حدیث کی شرح میں ہے:

''سود دینے والا' لکھنے والا چونکہ سود خور کے گناہ پر معاون و مددگار ہیں' اس لیے سب لعنت میں آ گئے' مسلمان اپنا خرچ کم کر دیں' ضروریات کو حتیٰ الامکان مختصر کریں مگر سودی قرض سے بچیں' مسلمان اکثر مقدمہ بازیوں اور شادی غمی کی حرام رسموں میں سودی قرضے لیتے ہیں''۔

(مرأۃ المناجیح' جلد 4)

حدیث 5:

''ترمذی'' کے باب البیوع میں بیان کردہ حدیث پاک میں ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے (پر) گواہوں اور اس کے لکھنے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔ (ترمذی شریف' جلد 1' باب البیوع)

سود کا گناہ ستر حصے ہے

حدیث 6: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''سود کا گناہ ستر حصے ہے' ان میں سب سے کم درجہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ماں سے زنا کرے''۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ) (بہار شریعت' جلد 2)

چھتیس بار زنا سے بدتر

حدیث 7: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے دانستہ (جان بوجھ کر) ایک درہم سود کا کھایا' گویا اس نے چھتیس بار اپنی ماں سے زنا کیا۔ (ملفوظات امام احمد رضا)

سود کے تہتر (73) دروازے

حدیث 8: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سود کے تہتر دروازے ہیں، سب میں ہلکا اپنی ماں کے ساتھ زنا کے مثل ہے۔ (فتاویٰ رضویہ شریف)

سود خور پر آقاءِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لعنت

حدیث 9: سود لینے والا، سود دینے والا، اور اس پر گواہ بننے والا، اس کو تحریر کرنے والا جبکہ اس کو معلوم ہو کہ میں سود لکھ رہا ہوں، ان سب پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے لعنت کی گئی۔ (او کما قال علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) (مکاشفۃ القلوب)

ہلاکت میں ڈالنے والے سات گناہ

حدیث 10: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہلاکت میں ڈالنے والے سات گناہوں سے بچو!

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کیا ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(1) اللہ کا شریک ٹھہرانا

(2) جادو کرنا

(3) کسی کو ناحق قتل کرنا جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کیا ہو

(4) سود کھانا

(5) یتیم کا مال کھانا

(6) اور لڑائی کے دن بھاگ جانا

(7) اور بھولی بھالی پاکدامن مؤمن عورتوں کو تہمت لگانا جو زنا سے غافل ہیں۔

(صحیح البخاری' کتاب الوصایا)

چار آدمیوں کا جنت میں داخلہ ممنوع

حدیث 11: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ چار آدمیوں کو جنت میں داخل نہ کرے اور ان کو جنت کی نعمتیں نہ چکھائے:

(1) عادی شرابی

(2) سود خور

(3) ناحق مال یتیم کھانے والا

(4) ماں باپ کا نافرمان۔ (بحوالہ تبیان القرآن)

عذاب حلال ہو جاتا ہے

حدیث 12: امام ابویعلیٰ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جس قوم میں زنا اور سود کی کثرت ہو جاتی ہے اس قوم پر اللہ عزوجل کا عذاب حلال ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

سود سے قحط سالی

حدیث 13: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس قوم میں بھی سود ظاہر ہوا اُن کو قحط سالی نے آلیا اور جس قوم میں بھی رشوت ظاہر ہوئی' وہ دشمن سے مرعوب ہو گئے۔ (الزواجر عن اقتراف الکبائر)

سود کا عام ہونا قیامت کی نشانی

حدیث 14: رسول اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''قیامت کے قریب زنا' سود اور شراب عام ہو جائیں گے''۔ (ایضاً)

سود کا ایک درہم 33 بار زنا کرنے کی طرح

حدیث 15: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے ظالم شخص کی باطل کام میں اعانت کی تا کہ حق کو مٹائے تو وہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ سے بَری ہو گیا اور جس نے سود کا ایک درہم کھایا تو یہ 33 بار زنا کرنے کی طرح ہے اور جس کا گوشت حرام سے پلا بڑھا' آگ اس کی زیادہ حق دار ہے''۔ (ایضاً)

ایسے گناہوں سے بچو جن کی بخشش نہیں

حدیث 16: حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ حق ہے:
''ایسے گناہوں سے بچو جن کی بخشش نہیں:
(1) لوٹ مار' یعنی جس نے کوئی چیز چوری کی' قیامت کے دن اسے لانی پڑے گی۔
(2) اور سود کھانا' یعنی جس نے سود کھایا وہ قیامت کے دن مخبوط الحواس مجنون بن کر اُٹھے گا' پھر یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

الذین یاکلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطه الشیطن من المس ۔

ترجمہ کنزالایمان: وہ جو سود کھاتے ہیں' قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو۔

بندر اور خنزیر بن چکے ہوں گے

حدیث 17: آقا دو عالم، نورِ مجسم شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:

''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میری امت کے کچھ لوگ بُرائی اور لھو ولعب میں رات بسر کریں گے اور صبح حلال کو حرام سمجھیں گے، گانا گانے والیاں رکھنے، شراب پینے، سود کھانے اور ریشم پہننے کی وجہ سے بندر اور خنزیر بن چکے ہوں گے''۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ) (ایضاً)

کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ

حدیث 18: رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:

''کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ اللہ عزوجل کے ساتھ شریک ٹھہرانا، مؤمن کو ناحق قتل کرنا، سود اور یتیم کا مال کھانا ہے''۔ (ایضاً)

40 دن کے عمل قبول نہیں

حدیث 19: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے سعد (رضی اللہ عنہ)! اپنی غذا پاک کرلو! مستجاب الدعوات (جس کی دعائیں قبول ہوتی ہوں) ہو جاؤ گے، اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! بندہ حرام کا لقمہ اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے تو اس کے 40 دن کے عمل قبول نہیں ہوتے اور جس بندے کا گوشت حرام سے پلا بڑھا ہو اس کے لیے آگ زیادہ بہتر ہے۔ (ایضاً)

نیکیوں کے باوجود جہنم میں

حدیث 20: رسول اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن کچھ لوگوں کو لایا جائے گا جن کے پاس تہامہ پہاڑوں کی مثل نیکیاں ہوں گی یہاں تک کہ جب اُن کو لایا جائے گا تو اللہ عزوجل اُن کی نیکیوں کو اُڑتی ہوئی خاک کی طرح کر دے گا، پھر انہیں جہنم میں پھینک دے گا، عرض کی گئی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کیسے ہوگا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ نماز پڑھتے، زکوٰۃ دیتے، روزے رکھتے اور حج کرتے ہوں گے لیکن جب انہیں کوئی حرام چیز پیش کی جاتی تو لے لیتے تھے، پس اللہ عزوجل اُن کے اعمال مٹادے گا۔ (ایضاً)

حرام کھانے والے کے فرض و نفل قبول نہیں

حدیث 2: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:

''عذاب کے مستحق لوگوں کے گھروں پر ہر دن اور ہر رات ایک فرشتہ نداء دیتا ہے:

جس نے حرام کھایا اس کا نہ کوئی نفل قبول ہے نہ فرض''۔ (ایضاً)

حج قبول نہیں

حدیث 22: نبی اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے حرام مال سے حج کیا اور لبیک کہا، تو اللہ عزوجل فرماتا ہے: تیری کوئی لبیک نہیں، نہ ہی ''سعدیک'' (تیرے لیے خوشخبری ہے) اور تیرا حج تجھ پر لوٹا دیا گیا''۔ (ایضاً)

ہر شخص سودی

حدیث 23: رحمتِ عالم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:
''لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ سود کھائے بغیر کوئی شخص بھی نہیں ہوگا'
عرض کیا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہر شخص سود کھائے گا؟ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو نہ کھائے گا اس تک سود کی غبار
ضرور پہنچ جائے گی، اس طرح کہ ہر شخص کسی نہ کسی طرح سودی آدمی کی مدد
کرے گا یا اس کے کاروبار پر گواہ بنے گا یا اسی کے سودی کاروبار کو صفحہ
قرطاس پر تحریر کرے گا یا اس کے عمل سے راضی ہوگا' کسی نہ کسی طرح ہر
شخص سود سے حصہ حاصل کرے گا''۔ (تنبیہ الغافلین' جلد دوم)

اکبر الکبائر گناہ

حدیث 24: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس میں امانت
نہیں نہ اس کا دین ہے نہ نماز اور نہ ہی زکوٰۃ' جس نے حرام مال سے قمیص
بنا کر پہنی' جب تک وہ قمیص اتار نہ دے اس کی نماز قبول نہ ہوگی' بے شک
یہ بات اللہ کے شایانِ شان نہیں کہ وہ ایسے شخص کا عمل یا نماز قبول فرمائے
جس نے حرام کی قمیص پہنچ رکھی ہو۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر)

اب چند اُن احادیث کا ذکر ہوگا جن میں سودخوروں کے عذاب کا تذکرہ ہے

خون کی نہر

حدیث 1: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے شبِ معراج دیکھا کہ دو شخص مجھے ارضِ مقدس لے گئے (یعنی بیت المقدس)' پھر ہم آگے چل دیئے یہاں تک کہ ہم خون کی ایک نہر پر پہنچے' جس میں ایک شخص کھڑا ہوا تھا اور نہر کے کنارے دوسرا شخص کھڑا تھا' جس کے سامنے پتھر رکھے ہوئے تھے' نہر میں موجود شخص جب بھی باہر نکلنے کا ارادہ کرتا تو کنارے پر کھڑا شخص ایک پتھر اس کے منہ پر مار کر اسے اس کی جگہ لوٹا دیتا' اسی طرح ہوتا رہا کہ جب بھی وہ (نہر والا) شخص کنارے آنے کا ارادہ کرتا تو دوسرا شخص اس کے منہ پر پتھر مار کر اسے واپس لوٹا دیتا' میں نے پوچھا: یہ نہر میں کون ہے؟ جواب ملا: یہ سود کھانے والا ہے۔

(صحیح بخاری' کتاب البیوع)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی پناہ میں رکھے' آمین!

سخت ترین عذاب

حدیث 2: حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مجھے آسمان کی طرف لایا گیا تو میں نے آسمانِ دنیا کی طرف دیکھا' اچانک مجھے ایسے لوگ دکھائی دیئے جن کے پیٹ بڑے بڑے گھڑوں کی طرح تھے اور ان کی توندیں لٹکی ہوئی تھیں' وہ ان فرعونیوں کی گزرگاہ پر پڑے ہوئے تھے جو صبح

وشام آگ پر پیش کیے جاتے ہیں' وہ کہتے ہیں: اے ہمارے رب عزوجل! قیامت کبھی نہ قائم کرنا' میں نے جبریل (علیہ السلام) سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا: یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے سود کھانے والے ہیں' یہ کھڑے نہیں ہو سکتے مگر جیسے وہ کھڑا ہوتا ہے جسے آسیب نے اسے چھو کر پاگل بنا دیا ہو۔

(مکاشفۃ القلوب' الزواجر عن اقتراف الکبائر)

سود سے بھرے پیٹ

حدیث3: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شبِ معراج مجھے ساتویں آسمان پہ اپنے سر کے اوپر بجلی کی کڑک سنائی دی' میں نے دیکھا تو وہاں موجود لوگوں کے پیٹ ان کے ہاتھوں کے درمیان گھر کے مکانوں کی طرح تھے' جن میں دوڑتے ہوئے سانپ باہر سے صاف نظر آ رہے تھے' میں نے جبریل امین (علیہ السلام) سے پوچھا: جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: اے محبوبِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ سود خور ہیں۔

(مشکوٰۃ' جلد 1' کتاب الربوا' تنبیہ الغافلین' جلد دوم)

حدیثِ پاک کی نفیس شرح

''مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح'' میں اسی حدیث کی شرح میں ہے:

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ حقیقت ہے' اس لیے آپ کی نگاہ نے وہ واقعہ دیکھ لیا جو آئندہ اور قیامت تک ہونے والا تھا' ورنہ اس وقت تو دوزخ میں کوئی نہ تھا' دوزخ و جنت میں سزا و جزا کے لیے داخلہ بعد قیامت ہوگا اور چونکہ سود خور ہوسی ہوتا ہے کہ کھاتا تھوڑا ہے حرص و ہوس

زیادہ کرتا ہے' اس لیے ان کے پیٹ واقعی کوٹھڑیوں (مکانوں) کی طرح ہوں گے' لوگوں کے مال جو ظلماً وصول کرتے تھے وہ سانپ بچھو کی شکل میں نمودار ہوں گے' آج اگر ایک معمولی کیڑا پیٹ میں پیدا ہو جائے تو تندرستی بگڑ جاتی ہے' آدمی بے قرار ہو جاتا ہے تو سمجھ لو کہ جب اس کا پیٹ سانپوں' بچھوؤں سے بھر جائے تو اس کی تکلیف و بے قراری کا کیا حال ہو گا؟ رب کی پناہ! غالب یہ ہے کہ یہ واقعہ جسمانی معراج کا ہے' صرف منامی یعنی خواب کی معراج کا نہیں' کیونکہ حضرت جبریل امین علیہ السلام کا ساتھ ہونا اور یہ سوال و جواب اس بیداری کی جسمانی معراج میں ہوئے۔ اس (حدیثِ پاک) سے معلوم ہوا کہ اگرچہ سود دینا بھی حرام ہے' مگر سود لینا زیادہ سخت حرام ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سود خور کا یہ حال ملاحظہ فرمایا کہ سود خور گنہگار بھی (ہے) ظالم بھی' سود دینے والا گنہگار ہے مگر ظالم نہیں بلکہ مظلوم"۔ (مرآۃ المناجیح' جلد 4' کتاب الربوا)

بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ کا تقویٰ

(۱) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تقویٰ

ایک دفعہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کی کمائی کا دودھ پی لیا' دودھ پینے کے بعد آپ نے دودھ کے بارے میں دریافت فرمایا کہ دودھ کہاں سے آیا؟ تو اس نے کہا: میں نے ایک قوم کے لیے کہانت (جھاڑ پھونک) کی تھی' انہوں نے مجھے دودھ دیا تھا' آپ نے اپنے منہ میں انگلی ڈال کر قے کرنا شروع کی' یہاں تک کہ غلام کو خیال ہوا کہ شاید آپ کا دم نکل جائے گا' پھر آپ نے فرمایا: الٰہی! میں تیرے سامنے عذر کرتا ہوں' اس دودھ سے جو رگوں اور آنتوں میں رچ بچ گیا ہو۔
(احیاء العلوم' جلد 2)

(2) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا تقویٰ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ کی اونٹنی کا دودھ پی لیا (بھول سے) اور معلوم ہونے پر حلق میں انگلی ڈال کر قے کردی۔ (ایضاً)

(3) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تقویٰ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے اور دارالخلافہ کے لٹ جانے کے بعد جو غذا کھائی تو اس پر اپنی مہر دیکھ لیتے تھے تاکہ شبہ (کے مال) سے محفوظ رہیں۔ (ایضاً)

یہ عظیم تقویٰ کی مثالیں ہیں اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ میرے آقا تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمارہے ہیں کہ ''بندہ پرہیزگاروں میں سے ہونے کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا' حتیٰ کہ مضائقہ والی چیزوں سے ڈرتے ہوئے غیر مضائقہ والی چیزوں کو چھوڑ دے''۔

اور شبہ والے مال کی تعریف یہ ہے کہ

''ہر وہ چیز جس کے بارے میں یقین تو نہ ہو بلکہ ظن غالب ہو کہ غیر کی ملکیت ہے' ایسی چیز مشتبہ ہے اور ہمارے اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ شبہ والے مال سے بھی ضرور بچتے تھے۔

(4) حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا تقویٰ

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مالِ غنیمت میں سے خوشبو پیش کی گئی تو انہوں نے ناک پر ہاتھ رکھ لیا اور فرمایا: اس کی خوشبو سے ہی فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ میں دوسرے مسلمانوں کے بغیر تنہا اس کی خوشبو سونگھوں۔ (رسالہ قشیریہ ٗ ورع کا بیان)

(5) چالیس سال روتے رہے

حضرت کہمس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ایک گناہ کیا تو چالیس سال سے اب تک اس پر رو رہا ہوں' وہ (گناہ) یہ تھا کہ میرے ایک بھائی سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے ایک دانگ (سکہ) سے اس کے لیے تلی ہوئی مچھلی خریدی' جب وہ مچھلی کھا چکے تو میں نے اپنے پڑوسی کی دیوار سے مٹی کا ٹکڑا لیا تاکہ وہ اس کے ساتھ اپنے ہاتھ دھوئیں اور میں نے اس (پڑوسی) سے اجازت نہیں لی تھی۔ (ایضاً)

(6) لاؤ کوئی ایسی مثال

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قیمتی جانور رکھلا چھوڑ دیا اور خود نمازِ ظہر پڑھنے لگے' جانور شاہی بستی کی کھیتی میں چرنے لگا تو حضرت ابن مبارک علیہ الرحمۃ نے اس (جانور) کو چھوڑ دیا اور اس پر سوار نہ ہوئے۔ (ایضاً)

پیارے اسلامی بھائیو!

یہ ہے ہمارے بزرگانِ دین رحمہم اللہ کا عظیم تقویٰ! ان کا جانور بھولے سے چراگاہ میں چلا گیا تو اس کو چھوڑ دیا' پر آج ہماری حالت یہ ہے کہ ہم خود اپنے جانوروں کو غیر کی چراگاہوں میں چراتے ہیں اور ان سے اجازت تک نہیں لیتے۔ یہ مسئلہ ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ کسی کی زمین میں بغیر اجازت کے اپنے جانور کو چرانا حرام ہے' اگر ہم بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ جیسا تقویٰ اختیار نہیں کر سکتے تو کم از کم حرام سے تو بچ سکتے ہیں؟ دوسرا ان بزرگ علیہ الرحمہ کی حکایت جنہوں نے پڑوسی کی اجازت کے بغیر تھوڑی سی مٹی اس کی دیوار سے لے لی تو چالیس سال تک روتے رہے اور ہمارے معاشرے میں تو پڑوسیوں کے بہت حقوق پامال کیے جاتے ہیں' ان کو طرح طرح سے اذیت دی جاتی ہے' حالانکہ شریعت میں پڑوسیوں کے بہت زیادہ حقوق ہیں' ان کو اذیت دینا حرام ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کا

پڑوسی اس کی شرارتوں سے امن میں نہ ہو۔ (صحیح مسلم)

(7) امام اعظم رضی اللہ عنہ کا تقویٰ

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ایک جنازہ پڑھنے تشریف لے گئے' دھوپ کی بڑی شدت تھی اور وہاں کوئی سایہ نہ تھا۔

ساتھ ہی ایک شخص کا مکان تھا' اس مکان کی دیوار کا سایہ دیکھ کر لوگوں نے امام اعظم علیہ الرحمہ سے عرض کیا کہ حضور! آپ اس سائے میں کھڑے ہو جایئے! آپ نے فرمایا: اس مکان کا جو مالک ہے وہ میرا مقروض ہے اور اگر میں نے اس کی دیوار سے کچھ نفع حاصل کیا تو میں ڈرتا ہوں کہ عنداللہ (اللہ تعالیٰ کے نزدیک) کہیں سود لینے والوں میں شمار نہ ہو جاؤں کیونکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس قرض سے کچھ نفع لیا جائے وہ سود ہے' چنانچہ آپ دھوپ میں ہی کھڑے رہے۔

(فیضانِ سنت' قدیم)

اللہ تعالیٰ کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو' آمین!

(8) کالے درہموں کے بدلے سفید درہم نہ لیے

امام اعظم رضی اللہ عنہ سے کسی نے قرض کیا تو آپ نے اس شخص کو رقم قرض دی جو کالے درہم تھے' جب وہ شخص قرض کی رقم واپس کرنے آیا تو سفید درہم لے کر آیا تو آپ نے لینے سے انکار فرما دیا اور فرمایا کہ میں نے تمہیں جو رقم قرض دی تھی وہ کالے درہم تھے' تم بھی مجھے کالے درہم ہی واپس کرو' مجھے خوف ہے کہ کالے درہموں کے بدلے سفید درہم لینے سے کہیں سود نہ ہو جائے اور پھر آپ علیہ الرحمہ نے کالے درہم ہی لیے۔ اللہ اکبر! (تفسیر نعیمی)

(9) عظیم امام کا عظیم تقویٰ

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بے مثال تقویٰ کا اندازہ اس بات سے لگایا جا

سکتا ہے کہ ایک بار کوفہ میں کچھ بکریاں چوری ہوگئیں تو آپ نے دریافت کیا کہ بکری زیادہ سے زیادہ کتنے سال زندہ رہتی ہے؟ لوگوں نے بتایا: سات سال زندہ رہتی ہے' تو آپ علیہ الرحمہ نے سات سال تک بکری کا گوشت نہیں کھایا (کہ کہیں چوری کی بکری کا گوشت انجانے میں جسم میں نہ چلا جائے)' انہی دنوں آپ نے ایک فوجی کو دیکھا کہ اس نے گوشت کھا کر اس کا فضلہ کوفہ کی نہر میں پھینک دیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مچھلی کی طبعی عمر کے بارے دریافت کیا اور پھر اتنے سال تک مچھلی کے گوشت سے پرہیز کیا' اس خوف سے کہ آپ نے فوجی کو بکری کا گوشت کھانے کے بعد اس کی ہڈیاں وغیرہ دریا میں ڈالتے دیکھا تو آپ علیہ الرحمہ کی یہ باریک بینی کہ اگر وہ بکری جو فوجی نے کھائی چوری کی ہو اور چوری کی بکری کی ہڈیاں دریا میں ڈالنے کے بعد مچھلی کھائے گی تو مچھلی کو بھی چھوڑ دو کہ کہیں وہ چوری کی بکریوں کی ہڈیوں کا اثر مچھلی کے ذریعے میرے بدن میں نہ چلا جائے۔ اللہ اکبر کبیراً (حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ)

(10) بسطام سے ہمدان چیونٹیوں کو چھوڑنے گئے

حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ جو وقت کے ولیوں کے سردار تھے' ایک دن آپ نے ہمدان سے بیج خریدے اور واپس اپنے شہر بسطام میں آ گئے' واپس بسطام آ کر آپ نے جس میں بیج تھے وہ تھیلا کھولا' اس میں دو چیونٹیاں تھیں' آپ علیہ الرحمہ فوراً بسطام سے ہمدان گئے اور ان چیونٹیوں کو واپس اس دکان میں دے کر آئے' جس سے آپ نے بیج خریدے تھے' اس خوف سے کہ وہ چیونٹیاں جو میرے مال میں زیادہ آ گئیں' وہ حرام اور سود نہ ہو جائیں۔ (تفسیر نعیمی)

اللہ اکبر! ہمارے بزرگانِ دین رحمھم اللہ تعالیٰ کا کیسا تقویٰ اور کیسی پرہیز گاری تھی!

ہزار جانیں فدا اُن کے تقویٰ و پرہیز گاری پر!

وہ لوگ کتنے عظیم الشان تھے' ان کی نظر میں شعائر اسلام کی کس قدر اہمیت و

فضیلت تھی' انہی صاحبِ تقویٰ لوگوں کی برکت سے زمین وآسمان کا نظام قائم ہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے چہرے خوفِ خدا عزوجل کی وجہ سے زرد پڑ گئے' ان کی آنکھوں میں شبِ بیداری وآہ وزاری کی چمک ہے' ان کی زبانیں ذکرِ خداو مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مزین ہیں' ان کے لبوں پر خوف وخشیت کی وجہ سے ہنسی کی چمک نہیں' اُن کی آنکھوں سے اشک باری کا طوفان جاری ہے۔

ان کے دل خوف وللّٰہیت سے بھرپور'

اُن کے بدن فقر کی وجہ سے کمزور پڑ گئے ہیں' اُن کے جسم کا ہر رونگٹا اللہ عزوجل کے خوف سے کانپتا ہے۔ الغرض! اُن کی زندگی کا ہر ہر لمحہ اللہ تعالیٰ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری میں گزرتا ہے' پھر یہی عظیم لوگ منزلیں طے کرکے ایسے بلند مقام پر فائز ہو جاتے ہیں۔ اللہ عزوجل اپنی عطا سے ان کو اتنا نوازتا ہے کہ یہی لوگ اگر مُردے کو کہیں: ''قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ'' تو وہ اللہ کے حکم سے زندہ ہو جاتا ہے' اگر چاہیں تو دو قدم میں کہاں سے کہاں پہنچ جائیں' آنے والے حالات وواقعات بتا دیں' گزرے ہوئے وقت کی خبریں سنا دیں' شکمِ مادر میں کیا ہے؟ بتا دیں' ان کی نگاہ جس سمت اُٹھتی ہے پردے اُٹھا دیئے جاتے ہیں' اگر چاہیں تو قبر والوں سے ہم کلام ہو جاتے ہیں' اگر چاہیں تو اپنی آواز ہزاروں میل دور کسی کو پہنچا دیں' ان کی تحریر میں وہ اثر ہے جس سے رُکے دریا چل پڑتے ہیں' ان کے کلام میں وہ تاثیر ہے جو دلوں سے کفر کو نکال کر نورِ ایمان داخل کر دیتا ہے' یہ اشارہ فرمادیں تو اُڑتے پرندے ہوا میں رُک جائیں' یہ ہاتھ اُٹھا دیں تو بادل برس جائیں' یہ نگاہ اُٹھا دیں تو تقدیر بدل دیں!

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی　　　بدلتی لاکھوں کی تقدیر دیکھی

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء　　　بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

پیارے اسلامی بھائیو!

یہ ہے ہمارے بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ کا تقویٰ' ان کی باریک بینی' ان کا خوفِ خدا!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: سود کو چھوڑ دو اور جس (مال) میں سود کا شبہ بھی ہو اُسے بھی چھوڑ دو۔

ہمارے بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ حرام اور سود اور شبہ سود (جس میں سود کا شائبہ پایا جائے) تو ایک طرف رِیا' وہ تو فضول حلال سے بچا کرتے تھے' فضول حلال سے مراد اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے بعد جو کچھ بچتا جس کی انہیں ضرورت نہ ہوتی وہ مال تو حلال ہوتا لیکن کسی کام میں نہ آنے کی وجہ سے وہ بزرگ اسے فضول سمجھتے اور اسے راہِ خدا میں لٹا دیتے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ نے ایک مرتبہ حلوہ بنا کر آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ حلوہ کہاں سے آیا؟ تو آپ کی بیوی نے کہا: ہر ماہ کے پیسوں میں سے میں بچا کر رکھ لیتی تھی' آج اُن پیسوں کا حلوہ تیار کیا' تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر ماہ تم اتنی رقم بچا لیتی ہو جس کی تمہیں ضرورت نہیں ہوتی' تو آپ رضی اللہ عنہ نے اتنی رقم اپنی تنخواہ سے کم کروا دی' کیسا عظیم الشان تقویٰ ہے۔

اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا وظیفہ پہلے چار ہزار درہم تھا جو کم ہو کر وقتِ وفات چار سو درہم رہ گیا۔

ہمارے بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ کے تقویٰ وطہارت کا کیا کہنا! امام اعظم علیہ الرحمہ جنہوں نے ایک رکعت میں قرآنِ پاک ختم فرمایا' حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ جو ولایت کے اس درجہ میں پہنچ چکے تھے کہ خود فرماتے ہیں کہ اب میری تیس سال سے یہ کیفیت ہے کہ جب اللہ عزوجل کا نام لینا چاہتا ہوں تو پہلے تین مرتبہ اپنی زبان دھو لیتا ہوں' اور حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ جو توبہ کے بعد ایسے مقام پر فائز

ہوئے کہ ایک مرتبہ آپ پانی پر چلنے لگے تو یہ دیکھ کر حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ بے ہوش ہو کر گر پڑے حالانکہ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ آپ کے استاد تھے اور آپ کے مقام سے حیران تھے' آج ہم اس دور میں ان نفوسِ قدسیہ جیسا تقویٰ' باریک بینی نہیں اپنا سکتے تو کم از کم سیدھے سادھے سود اور حرام سے تو اپنے آپ کو بچا سکتے ہیں' سودی کاروبار' سودی لین دین' جواء' رشوت وغیرہ' حرام کاموں سے تو خود کو بچا سکتے ہیں۔ اے مولائے کائنات جل جلالہٗ! اپنے ان اولیاء کے صدقے ہمیں حقیقی متقی اور گناہوں سے نفرت کرنے والا بنا دے! مولا! بد ہیں تو بھلے بنا دے!

بد ہیں تو آپ کے بھلے ہیں تو آپ کے ٹکڑوں سے تو یہاں کے پلے رخ کدھر کریں

سرکار ہم کمینوں کے اطوار پر نہ جائیں آقا حضور اپنے کرم پر نظر کریں

جالوں پے جال پڑ گئے للہ وقت ہے مشکل کشائی آپ کے ناخن اگر کریں

(حدائق بخشش)

سود خور ولی بن گیا

حبیب عجمی جو بہت امیر تھے' اہل بصرہ کو سود پر قرضہ دیا کرتے تھے' مقروض سے قرض وصول کرنے جاتے' اگر اسی وقت قرض وصول نہ ہوتا تو ہرجانہ وصول کرتے۔ ایک دن کسی کے یہاں وصولیابی کے لیے پہنچے تو گھر پر مقروض موجود نہ تھا' اس کی بیوی نے کہا: نہ تو شوہر گھر میں موجود ہے نہ میرے پاس کوئی چیز ہے' البتہ میں نے آج ایک بھیڑ ذبح کی ہے جس کا تمام گوشت تو ختم ہو چکا ہے' البتہ۔ باقی رہ گیا ہے' وہ میں تمہیں دے سکتی ہوں۔ چنانچہ آپ نے وہ سر لے لیا اور سر کو لے کر گھر پہنچے اور بیوی کو کہا: یہ سر سود میں ملا ہے اسے پکا ڈالو' بیوی نے کہا: گھر میں نہ لکڑی ہے نہ آٹا' کیسے پکاؤں؟ آپ نے کہا: ان دونوں چیزوں کا انتظام بھی سود سے کرتا ہوں اور سود ہی سے دونوں چیزیں خرید کر لائے' کب کھانا تیار ہو چکا تو فقیر نے آ کر سوال کیا' آپ نے اسے کچھ

نہ دیا اور فقیر کو کہا کہ ہم تمہیں دینے کے بعد غریب ہو جائیں گے اور تو امیر ہو جائے گا' چنانچہ فقیر مایوس ہو کر چلا گیا' جب بیوی نے سالن نکالنا چاہا لیکن سالن کی جگہ ہنڈیا خون سے لبریز تھی' آپ کی بیوی نے آپ کو آواز دے کر کہا: دیکھو! تمہاری کنجوسی اور بدبختی سے یہ کیا ہو گیا' آپ کو یہ دیکھ کر عبرت حاصل ہوئی' بیوی کو گواہ بنا کر کہا: آج میں ہر بُرے کام سے توبہ کرتا ہوں' یہ کہہ کر مقروض لوگوں سے اصل رقم لینے اور سود ختم کرنے کے لیے نکلے' راستے میں کچھ بچے کھیل رہے تھے' آپ کو دیکھ کر کچھ لڑکوں نے آوازیں کسنا شروع کر دیں کہ دور ہٹ جاؤ! حبیب سود خور آ رہا ہے' کہیں اس کے قدموں کی خاک ہم پر نہ پڑ جائے اور ہم اس جیسے بدبخت نہ بن جائیں۔ یہ سن کر آپ بہت رنجیدہ ہوئے اور حضرت سیّدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے' انہوں نے آپ کو ایسی نصیحت فرمائی کہ بے چین ہو کر دوبارہ توبہ کی' توبہ کر کے جب آپ آگے گئے تو انہی لڑکوں نے کہنا شروع کیا کہ راستہ دے دو! اب حبیب توبہ کر کے آ رہا ہے! کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے قدموں کی گرد اس پر پڑ جائے اور اللہ عزوجل ہمارا نام گنہگاروں میں درج کر دے۔ آپ نے بچوں کی بات سن کر اللہ عزوجل سے عرض کی: تیری قدرت بھی عجیب ہے! آج ہی میں نے توبہ کی اور آج ہی تو نے لوگوں کی زبان سے میری نیک نامی کا اعلان کرا دیا' اس کے بعد آپ نے منادی کرادی: جو بھی شخص میرا مقروض ہو وہ اپنی تحریر اور مال واپس لے جائے' اس کے علاوہ آپ علیہ الرحمہ نے اپنی ساری دولت راہِ خدا میں لٹا دی' پھر ساحلِ فرات پر ایک عبادت خانہ تعمیر کروایا اور عبادت میں مشغول رہے اور یہ معمول بنا لیا کہ دن کو علمِ دین کی تحصیل کے لیے حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کی خدمت میں پہنچ جاتے اور رات بھر مشغولِ عبادت رہتے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

اللہ تعالیٰ کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو' آمین!

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حکایت

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب عزوجل! جو شخص سود کھاتا ہو اور اس سے توبہ نہ کرے تو اس کی سزا کیا ہے؟ فرمایا: اے موسیٰ (علیہ السلام)! میں اسے قیامت کے دن تھوہر کے درخت سے کھلاؤں گا۔

تھوہر کا درخت کیا ہے؟

تھوہر کے درخت کا پھل جہنمیوں کی غذا ہے' اس کی تلخی اور عذاب کی سختی کا یہ عالم ہے کہ اگر اس کا ایک قطرہ زمین پر ٹپکا دیا جائے تو دنیا والوں کی زندگی تلخ ہو جائے۔

(بحر الدموع)

خدائے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر
بچا لو آ کر شفیع محشر کہ تمہارا بندہ عذاب میں ہے

سود خوروں کا عبرت ناک انجام

(1) کاروبار تباہ ہو گیا

ایک شخص جو کسی اچھی جگہ نوکری (Job) کرتا تھا' اچھی خاصی تنخواہ لیتا تھا' ہنسی خوشی زندگی گزار رہا تھا کہ اچانک اس پر فانی دنیا کی فانی دولت کا بھوت سوار ہو گیا' وہ اب زیادہ سے زیادہ دولت کمانے کی ہوس لیے مختلف منصوبے بنانے لگا' صحبتِ یاراں میں سے کسی دوست نے مشورہ دیا کہ میرے پاس تھوڑے پیسے ہیں ہم بینک سے سودی قرضہ لیتے ہیں اور کوئی اچھا سا کاروبار شروع کر لیتے ہیں' وہ شخص جو اپنی نوکری پر اچھا گزارا کر رہا تھا' دولت کے نشے میں مست ہو کر اس نے بینک سے سودی قرضہ لے کر کاروبار شروع کر لیا' پہلے پہل اس کا کاروبار چمکا' اس میں اضافہ ہوا' وہ اپنے منصوبے میں کسی حد تک کامیابی کی طرف بڑھنے لگا' پر کسے پتہ تھا کہ آگے کیا ہونے

والا ہے؟ اُن کا کاروبار آہستہ آہستہ تنزلی کی طرف جانے لگا' آئے دن لاکھوں کا نقصان ہو جاتا' نقصان ہوتے ہوتے اُن کا وہ کاروبار جس پر اُن کی اُمیدیں وابستہ تھیں وہ تباہی کے عمیق گڑھے میں جا پہنچا' کاروبار میں زبردست نقصان ہونے کی وجہ سے فریقِ ثانی جس نے سودی قرضہ لینے کا اصرار کیا تھا' کافی رقم لے کر روپوش ہو گیا اور سودی قرضہ کی رقم جو اس نے اپنی ضمانت پر نکلوائی تھی' اس پر واجب الادا ہو گئی' پر یہ لاکھوں روپے کہاں سے ادا کرے کہ اس کی خود اپنی رقم جو لاکھوں پر مشتمل تھی کاروبار میں تباہ ہو چکی تھی' کسی وجہ سے اس کی نوکری بھی چھوٹ گئی اور لاکھوں روپے کا قرضہ بھی اس پر چڑھ گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ لکھ پتی سے کنگال ہو گیا۔

پیارے اسلامی بھائیو!

خدارا! غور کیجئے کہ کیا فائدہ ہوا ان دونوں کو سوائے تباہی کے' قرآن و حدیث نے صاف اور واضح الفاظ میں یہ حکم فرمادیا کہ سود میں بربادی ہے' اس سے بچ جاؤ۔ اور علماء کرام فرماتے ہیں کہ سود تو اصل روپیہ کو بھی لے جاتا ہے' برکت زائل ہو جاتی ہے' نحوست نازل ہوتی ہے' سکون تباہ ہو جاتا ہے' دنیا و آخرت میں نقصان کا باعث بنتا ہے' اگر کسی نے معاشرے کی غلط رسومات پر اپنی اَنا کو اجاگر رکھنا ہوتا ہے تو سود کی رقم لے لیتے ہیں' اگر کسی نے معاشرے میں اپنی واہ واہ چاہنی ہوتی ہے تو وہ دولت کی طلب میں اتنا اندھا ہو جاتا ہے کہ پھر اسے حلال' حرام کی پرواہ نہیں رہتی اور وہ درندوں کی طرح لوگوں پر ظلم کر کے ناجائز مال حاصل کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں نے اپنا حق حاصل کیا' حالانکہ یہ حرام مال اس کے لیے جہنم کا سامان ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ!)

ایک حکیم کا عبرت ناک واقعہ

دعوتِ اسلامی کی مجلسِ شوریٰ کے نگران حاجی محمد عمران عطاری سلمہ الباری اپنے

بیان ''سود کی نحوست'' میں فرماتے ہیں:

''مدینۃ الاولیاء ملتان شریف کے ایک حکیم صاحب جو حکمت کا کام کرتے تھے' لوگوں میں کافی مشہور تھے' ایک رات گھر آئے' کھانا کھا کر سو گئے' آدھی رات کے وقت حکیم صاحب کو پیٹ میں درد شروع ہوا جو بتدریج بڑھتا گیا' حکیم صاحب اُٹھے اور بیٹھ گئے کہ اچانک حکیم کا پیٹ پھول گیا' اور پھول کر پیٹ اچانک پھٹ گیا' جس کی وجہ سے کمرے کی دیواروں پر خون کے نشانات پڑ گئے' پورے گھر میں بدبو پھیل گئی' صبح ہوئی تو یہ خبر پورے شہر میں آگ کی طرح پھیل گئی' بدبو کی وجہ سے گھر والے اندر نہ جا سکے۔ میونسپل کمیٹی کے عملے کو بمعہ گاڑی بلوا کر حکیم کی میت کو کوڑا کرکٹ والی گاڑی میں رکھ کر بھجوا دیا گیا' لوگوں نے پوچھا: یہ حکیم آخر کون سا ایسا کام کرتا تھا؟ بتایا گیا کہ حکیم نے اس دن کسی غریب عورت سے سود کا مطالبہ کیا اس کے پاس پیسے نہ تھا تو عورت پر کافی سختی کی تو اس عورت نے حکیم کو بددعا دی' جس کی وجہ سے حکیم کا عبرتناک انجام ہوا''۔

(العیاذ باللہ تعالیٰ!)

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے — یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے
جہاں میں ہیں عبرت کے ہر سُو نمونے — مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ و بو نے
کبھی غور سے بھی یہ دیکھا ہے تو نے — جو آباد تھے وہ محل اب ہیں سونے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے — یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے
ملے خاک میں اہل شان کیسے کیسے — مکیں ہو گئے لامکاں کیسے کیسے
ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے — زمیں کھا گئی نوجواں کیسے کیسے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے — یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

قرضِ حسنہ کے فضائل و مسائل

قرضِ حسنہ کا ذکر کرنا اس جگہ مناسب سمجھا کیونکہ قرض پر نفع جو قولاً یا عادتاً مشروط ہو' وہ سود ہے تو قرضِ حسنہ کے فضائل پڑھ کر ہو سکتا ہے کہ کسی کا سود سے بچنے کا ذہن بن جائے تو وہ اگر قرض دے تو قرضِ حسنہ دے' جس کی قرآن و حدیث میں فضیلت آئی ہے' قرض لینا کسی عذر کے تحت ہو تو غلط نہیں بلکہ سنت سے ثابت ہے' پر قرض لے کر جان بوجھ کر ٹال مٹول کرنا اور قرض خواہ کو واپس نہ کرنا سببِ باعثِ عذابِ نار ہے۔

قرضِ حسنہ کے فضائل

(1) قرض کا ثواب اٹھارہ گنا

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے دو عالم نورِ مجسم شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''معراج کی رات میں نے جنت کے درواز پر لکھا دیکھا کہ صدقہ کا ثواب دس گنا ہے اور قرض کا اٹھارہ گنا''۔ (المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح)

(2) قرضِ حسنہ دینے کا اجر

رسولِ پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:

''جب تک قرض کی ادائیگی کا وقت نہیں پہنچا ہو گا تو اسے ایک مثل صدقہ کا ثواب ملے گا اور اگر قرض کی ادائیگی کا وقت آ چکا ہو گا تو اسے ہر روز اس کی دو مثل صدقہ کا ثواب ملے گا''۔ (تفسیر درمنثور)

(۳) قرض کا عظیم ثواب

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم نبی

عظیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو کسی مسلمان کو دو مرتبہ قرض دیتا ہے اسے دونوں مرتبہ دیئے جانے والے قرض کے عوض اتنی ہی رقم ایک مرتبہ صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے"۔

ایک اور روایت میں ہے کہ "ہر قرض صدقہ ہے"۔

(المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح)

قرض واپس دینے کے بارے میں احادیث

(4) بہترین شخص وہ ہے جو قرض اچھی طرح ادا کرے

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جوان اونٹ قرض لیا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صدقہ کے اونٹ آئے۔ ابو رافع کہتے ہیں کہ مجھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس شخص (قرض خواہ) کا اونٹ ادا کر دوں' میں نے عرض کیا کہ میں تو اس سے اچھا رباعی دانت والا اونٹ ہی پا رہا ہوں' تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے وہی دے دو کیونکہ بہترین شخص وہ ہے جو قرض اچھی طرح ادا کرے۔ (مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ صحیح مسلم)

غیر مشروط نفع جائز ہے

"صاحب مرأۃ المناجیح" اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں:

"اس (حدیث) سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ اگر مقروض بغیر شرط لگائے قرض سے کچھ زیادہ دے دے' خواہ وصف کی زیادتی ہو یا تعداد میں تو وہ سود نہیں' سود وہ ہے جو قولاً یا عادتاً مشروط ہو۔ امام مالک علیہ الرحمہ کے یہاں غیر مشروط زیادتی عدد بھی حرام ہے' زیادتی وصف درست ہے' دوسرے یہ کہ قرض خواہ کو خوش دلی سے قرض ادا کرے۔

خیال رہے کہ یہاں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلیٰ درجہ کا اونٹ قرض خواہ کو دیا اور اس کی قیمت اپنی طرف سے فقیر کو دی"۔

(مرأۃ المناجیح' جلد 4)

(5) قرض سے زیادہ دینا' لینا جائز ہے خوشی کے ساتھ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر میرا کچھ قرض تھا تو مجھے عطا فرمایا اور زیادہ دیا۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

یہ انعام اور کرم ہے

"صاحب مرأۃ المناجیح" اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں:

"غالباً یہ وہ ہی واقع ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مدینہ منورہ کے راستے میں ان کا تھکا ہوا اونٹ خرید ا' اس کی قیمت مدینہ منورہ میں تشریف لاکر مرحمت فرمائی اور اونٹ بھی دے دیا اور قیمت بھی زیادہ عطا کی چونکہ یہ زیادتی عقد (سودا) میں مشروط نہ تھی' اس لیے سود نہیں بلکہ انعام اور کرم خسروانہ (بادشانہ) ہے"۔

(6) قرض خواہ کا شکریہ ادا کرنا

حضرت عبداللہ ابن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس ہزار قرض لیے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مال آیا تو مجھے ادا فرما دیا' اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے گھر بار اور مال میں برکت دے! قرض کا عوض شکریہ اور ادا (کرنا) ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

(7) بہتر شخص وہ ہے

"صحیح بخاری" جلد 1 "کتاب الاستقراض" میں ایک حدیث شریف کے آخر میں ہے:

''تم میں بہتر وہ شخص ہے جو قرضہ ادا کرنے میں اچھا ہو''۔

(8) قرض کی تین سورتیں

امام مالک علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آ کر عرض کی کہ میں نے ایک شخص کو قرض دیا اور یہ شرط کر لی کہ جو دیا ہے اس سے بہتر ادا کرنا۔

انہوں نے فرمایا: یہ سود ہے' اس (شخص) نے پوچھا: تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟

فرمایا: قرض کی تین صورتیں ہیں:

ایک وہ قرض ہے جس سے مقصود اللہ عزوجل کی رضا حاصل کرنا ہے' اس میں تیرے لیے اللہ عزوجل کی رضا ملے گی اور ایک وہ قرض ہے جس سے مقصود کسی شخص کی خوشنودی ہے' اس قرض سے صرف اس کی خوشنودی حاصل ہوگی اور ایک وہ قرض ہے جو تو نے اس لیے دیا ہے کہ طیب دے کر خبیث حاصل کرے' اس شخص نے عرض کی: تو اب مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: دستاویز پھاڑ ڈال' پھر اگر وہ قرض دار ویسا ہی ادا کرے جیسا تو نے اسے دیا تو قبول کر اور اگر اس سے کم ادا کرے اور تو نے لے لیا تو تجھے ثواب ملے گا اور اگر اس نے اپنی خوشی سے ادا کیا تو یہ ایک شکریہ ہے' جو اس نے کیا۔ (بہار شریعت' جلد دوم)

قرض خواہ مقروض کا تحفہ قبول نہ کرے

(9) قرض خواہ کا مقروض سے تحفہ لینا

حضرت ابو بردہ بن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں آیا اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا'

انہوں نے فرمایا: تم ایسی جگہ رہتے ہو جہاں سود کی کثرت ہے' لہٰذا اگر کسی شخص کے ذمہ تمہارا کوئی حق ہو اور وہ تمہیں ایک بوجھ بوسہ یا جو یا گھاس ہدیہ میں دے تو ہرگز نہ لینا کہ وہ سود ہے۔ (ایضاً)

(10) ہدیہ قبول نہ کرے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب ایک شخص دوسرے کو قرض دے اور اس کے پاس وہ ہدیہ کرے تو قبول نہ کرے''۔ (بہارِ شریعت' جلد دوم)

قرض معاف نہیں ہوگا

(11) قرض واپس دینے یا نہ دینے کی نیت سے لینا

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ جلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو لوگوں کے مال قرض لے جس کے ادا کر دینے کا پختہ ارادہ رکھے تو اللہ عزوجل اس سے ادا کرا ہی دیتا ہے اور جو ان کے برباد کرنے کا (نہ ادا کرنے کا) ارادہ کرے تو اللہ اس پر بربادی ڈالتا ہے''۔

(صحیح بخاری' کتاب الاستقراض)

نیک آدمی کا قرض ادا ہو ہی جاتا ہے

''صاحب مرأۃ المناجیح'' اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں:

''اور ظاہر ہے کہ ایسا آدمی بغیر ضرورت قرض لے گا ہی نہیں اور نہ ناجائز کاموں کے لیے قرض لے گا' رب کا خوف رکھنے والا قرض سے حتی الامکان بچتا ہے اور جس کی نیت قرض لیتے وقت ہی ادا کرنے کی نہ ہو'

پہلے ہی مال مارنے کا ارادہ ہو' ایسا آدمی بے ضرورت بھی قرض لے لیتا ہے اور ناجائز طور پر بھی' غرضیکہ یہ حدیث بہت سی ہدایتوں پر مشتمل ہے اور تجربہ سے ثابت ہے کہ نیک آدمی کا قرض ادا ہو ہی جاتا ہے' خواہ زندگی میں خود ادا کرے یا بعد موت اس کے وارث ادا کریں''۔

(مرأۃ المناجیح' جلد 4)

(12) سب سے بڑا گناہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان کبیرہ گناہوں کے بعد جن سے اللہ عزوجل نے منع فرمایا ہے' اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ بندہ مرنے کے بعد اس حالت میں اُس کی بارگاہ میں حاضر ہو کہ اس پر ایسا قرض ہو جسے اس نے پورا نہ کیا ہو۔ (الزواجر عن اقتراف الکبائر)

(13) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقروض کی نمازِ جنازہ پڑھانے سے انکار فرمادیا

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ ہم رسولِ بشیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا' لوگوں نے عرض کیا: اس پر نماز پڑھیے! فرمایا: کیا اس پر کچھ قرض ہے؟ عرض کیا: نہیں! آپ نے نماز پڑھ لی۔ پھر دوسرا جنازہ لایا گیا' فرمایا: کیا اس پر کچھ قرض ہے؟ عرض کیا گیا: ہاں! فرمایا: کیا کچھ مال چھوڑا بھی ہے؟ عرض کیا: تین اشرفیاں' تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھ لی۔ پھر تیسرا جنازہ لایا گیا' فرمایا گیا: اس پر کچھ قرض ہے؟ عرض کیا گیا: تین اشرفیاں' فرمایا: کیا اس نے کچھ مال چھوڑا بھی ہے؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: اپنے یار پر تم ہی نماز پڑھو۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس پر نماز پڑھیں اس کا قرضہ میرے ذمہ ہے' تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

نماز پڑھی۔(صحیح بخاری جلد 1 مشکوٰۃ المصابیح)

اس حدیثِ پاک کی نفیس شرح

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ ''مرأۃ المناجیح'' میں اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں:

''اس واقعہ سے چند مسائل معلوم ہوئے' ایک یہ کہ نمازِ جنازہ فرضِ کفایہ ہے کہ بعض کے ادا کرنے سے ادا ہو جاتی ہے' دوسرے یہ کہ گناہ یا بُری رسمیں روکنے کے لیے عالمِ دین یا شیخ وقت گنہگار پر جنازہ پڑھنے سے انکار کر سکتا ہے تاکہ لوگ عبرت پکڑیں اور یہ رسمیں چھوڑ دیں۔ انصارِ مدینہ قرض لینے کے بہت عادی تھے' ان کے مکانات' جائیدادیں' سامان یہود کے ہاں گروی تھے' معمولی باتوں پر قرض لے لیا کرتے تھے اس بُری رسم کو مٹانے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقروضوں پر سختی فرمائی' پھر جب یہ آیت کریمہ اُتری:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ۔(۶:۳۳)

ترجمہ کنزالایمان: یہ نبی مسلمانوں کے ان کی جان سے زیادہ مالک ہیں۔
تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمادیا کہ اب جو فوت ہوا کرے گا تو اس کا مال اس کے وارثوں کے لیے ہوگا اور اس کا قرض یا اس کے یتیم غریب بچوں کی پرورش میرے ذمہ ہوگی۔ حق تو یہ ہے کہ اب بھی ہمیں اور ہمارے بچوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی پال رہے ہیں' جیسے قرآنی فرمان ''اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ'' سارے مسلمانوں کو شامل ہے' ایسے ہی حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش سب مسلمانوں کو شامل ہے' تیسرے یہ کہ میت کی طرف سے ضامن بننا جائز ہے' اکثر علماء کا یہی قول

ہے۔ امام اعظم علیہ الرحمہ کے ہاں یہ ضمان جائز نہیں' وہ فرماتے ہیں کہ یہ ضمانت نہ تھی بلکہ وعدہ ادا تھا' ضمانت اور وعدہ ادا میں بڑا فرق ہے' امام صاحب کے ہاں اگر میت مال چھوڑ دے تو اس کی تقسیم میراث یا ادائے قرض کی ذمہ داری جائز ہے۔ (از لمعات' مرقات) خیال رہے کہ صاحبین کے ہاں میت کی ضمانت اسی حدیث کی بناء پر جائز ہے' فتویٰ قولِ صاحبین پر ہے۔ (مرآۃ المناجیح' جلد 4)

(14) شہید ہونے کے بعد بھی قرض معاف نہیں ہوگا

حضرت محمد ابن عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ ہم مسجد کے صحن میں بیٹھے تھے' جہاں جنازے رکھے جاتے ہیں اور رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان تشریف فرما تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی' پھر کچھ دیکھا' پھر اپنی نگاہ شریف جھکالی اور اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھا' فرمایا: سبحان اللہ! سبحان اللہ! کیسی سختی نازل ہوئی' فرماتے ہیں: ہم ایک دن رات خاموش رہے' ہم نے بھلائی کے سوا کچھ نہ دیکھا حتیٰ کہ سویرا ہوگیا۔ (راوی) فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: وہ کون سی سختی تھی جو نازل ہوئی؟ فرمایا: قرض کے متعلق' اُس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر کوئی شخص اللہ کی راہ میں مارا جائے پھر زندہ ہو' پھر اللہ کی راہ میں مارا جائے پھر زندہ ہو' حالانکہ اس پر قرض ہو تو جنت میں نہیں جاسکتا' حتیٰ کہ اس کا قرض ادا کیا جائے۔

(مشکوٰۃ المصابیح)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہوں سے غیبی حجاب اُٹھے ہوئے تھے

''مرآۃ المناجیح'' میں اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرمایا:

''اس (حدیث) سے معلوم ہوا کہ زمانہ نبوی میں نمازِ جنازہ داخل مسجد

میں نہ ہوتی تھی بلکہ خارجِ مسجد میں ہوا کرتی تھی' یہ ہی امام اعظم علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ نمازِ جنازہ داخلِ مسجد میں منع ہے' لہٰذا یہ امام صاحب کی دلیل ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ خارجِ مسجد میں جنازے صرف نماز کے لیے رکھے جاتے ہیں' نہ کہ کسی اور مقصد کے لیے۔ امام شافعی علیہ الرحمہ کے ہاں داخلِ مسجد میں بھی جنازہ کی نماز درست ہے"۔ (از مرقات)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہوں سے غیبی حجاب اُٹھے ہوئے تھے کہ وہاں ہی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حاضر ہیں اور اسی جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں' مگر جو کچھ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے ہیں دوسرے نہیں دیکھتے' یہ سبحان اللہ! فرمانا اظہارِ تعجب کے لیے ہے' یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ سختی کسی خاص شکل میں تھی جو آنکھوں سے نظر آ رہی تھی' کوئی خاص وحی نہ تھی کہ وحی کا تعلق کان سے ہے۔ صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم سمجھتے تھے کہ کوئی آسمانی وبال یا مصیبت فوری آنے والی ہے تو ایک دن رات بہت فکر و تردّد میں گزرا' مگر خدا کا شکر ہے کہ کوئی آفت نہ آئی' یعنی کوئی وبال یا غیبی آفت نہ تھی بلکہ قرض کی سختی تھی جو مقروض پر ہوگی۔ (مرآۃ المناجیح جلد 4)

(15) مقروض اگر قرض واپس کرنے کی نیت نہ کرے تو اس کی نیکیاں۔۔۔ قرض خواہ کو دی جائیں گی

حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت قاسم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

آقا دو عالم نورِ مجسم' شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے قرض لیا اور وہ اسے ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے بلکہ اسے ادا کرنے

کے معاملہ میں حریص ہے' پھر وہ اسے ادا کیے بغیر مر گیا تو اللہ عزوجل اس بات پر قادر ہے کہ اس کے قرض خواہ کو اپنے پسندیدہ انعامات کے ذریعے راضی کر دے اور مرنے والے کی مغفرت فرما دے اور جس نے قرض لیا اور وہ اسے ادا کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا ہے' پھر وہ اسے ادا کیے بغیر مر گیا تو اس سے پوچھا جائے گا: کیا تو یہ گمان کرتا تھا کہ ہم فلاں کو تجھ سے اس کا پورا حق لے کر نہ دیں گے؟ پھر اس کی نیکیوں میں سے کچھ نیکیاں لے لی جائیں گی اور قرض خواہ کی نیکیوں میں قرض کے بدلے کے طور پر ڈال دی جائیں گی اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوئیں تو قرض خواہ کے گناہ اس کے نامہ اعمال میں ڈال دیے جائیں گے''۔ (المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح)

تین پیسے قرض دبانے کا وبال

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ''فتاویٰ رضویہ'' میں فرماتے ہیں:

''جو دنیا میں کسی کے تین پیسے قرض دبائے گا' قیامت کے دن اس کے بدلے 700 (سات سو) باجماعت نمازیں (جس کا قرض دبایا ہوگا' اس کو) دینی پڑ جائیں گی''۔ (فتاویٰ رضویہ' جدید)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا طریقہ

اعلیٰ حضرت' امام اہل سنت' عاشقِ غوثِ اعظم' فقیہ بے مثال' محدث لاجواب' الشاہ' الحافظ' القاری' العالم' المفتی' المناظر اسلام' کرادی جنہوں نے حق و باطل کے درمیان پہچان' وہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن اپنے ''ملفوظات'' میں فرماتے ہیں کہ

''اس زمانے میں قرض دینا اور یہ خیال کرنا کہ وصول ہو جائے گا' ایک مشکل خیال ہے میرے پندرہ سو روپے لوگوں پر قرض ہیں' جب قرض دیا یہ خیال کر لیا کہ دے دے تو خیر ورنہ طلب نہ کروں گا' جن صاحبوں نے

قرض لیا، دینے کا نام نہ لیا۔ (پھر خود ہی فرمایا:) جب یوں قرض دیتا ہوں تو ہبہ کیوں نہیں کر دیتا (یعنی تحفہ کیوں نہیں دے دیتا)، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا: جب کسی کا دوسرے پر دَین (یعنی قرض) ہو اور اس کی میعاد گزر جائے تو ہر روز اسی قدر روپیہ کی خیرات کا ثواب ملتا ہے جتنا دَین (یعنی قرض) ہے، اس ثوابِ عظیم کے لیے میں نے قرض دیئے، ہبہ نہ کیے کہ پندرہ سو روپے روز میں کہاں سے خیرات کرتا"۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ، جلد اوّل)

(16) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ولی ہیں

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب منزّہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میری امت میں سے جس نے قرض لیا، پھر اس کی ادائیگی کے لیے کوشش کی، پھر ادا کرنے سے پہلے ہی مر گیا تو میں اس کا ولی ہوں"۔

(المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح)

جو بھولا نہ ہم غریبوں کو رضا
یاد اس کی اپنی عادت کیجیے

(17) مقروض کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ عالیشان ہے:

"قرض کی ادائیگی میں مالدار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے اور جب تم میں سے کسی کو مال دار شخص کا حوالہ دیا جائے تو وہ اسی سے مانگے"۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر)

(18) زمین کے چوپائے اور پانی کی مچھلیاں دعا کرتی ہیں

سرورِ عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:

''اللہ عزوجل اس قوم کو پاک نہیں کرتا جس کا کمزور طاقتور سے پریشان ہوئے بغیر اپنا حق وصول نہیں کرسکتا''۔

مزید ارشاد فرمایا: ''جو قرض دینے والے سے اس حال میں جدا ہوا کہ وہ اس سے راضی تھا تو اس کے لیے زمین کے چوپائے اور پانی کی مچھلیاں دعا کرتی ہیں''۔ (ایضاً)

(19) کم قرض تجھے آزاد رکھے گا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:

''کم گناہ تجھ پر موت آسان کریں گے اور کم قرض تجھے آزاد رکھے گا''۔ (ایضاً)

(20) قرض سے آدمی ذلیل بھی ہو جاتا ہے

حضور انور، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:

''قرض زمین میں اللہ تعالیٰ کا جھنڈا ہے، جب وہ کسی کو ذلیل کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کی گردن میں رکھ دیتا ہے''۔ (ایضاً)

(21) مقروض جنت کے دروازے پر روک دیا گیا

حضور پُرنور، شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:

''بے شک تمہارا رفیق جنت کے دروازے پر اپنے قرض کی وجہ سے روک دیا گیا ہے، اگر تم چاہو تو اس کا قرض پورا ادا کرو، اور اگر چاہو تو اسے (یعنی مقروض کو) عذاب کے حوالے کرو''۔ (ایضاً)

مقروض کو مہلت دینے کا اجر

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاِنْ كَانَ ذُوْعُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ (پ3' البقرہ280)

ترجمہ کنزالایمان: ''اور اگر قرض دار تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک اور قرض اس پر بالکل چھوڑ دینا تمہارے لیے اور بھلا ہے' اگر تم جانو''۔

(22) قیامت کی تکالیف سے نجات

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو چاہے اسے اللہ تعالیٰ روزِ قیامت کی تکالیف سے نجات دے تو (اسے) چاہیے کہ وہ تنگدست کو مہلت دے یا معافی''۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

(23) مقروض کو معاف کرنے کا اجر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا' احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے نوکر سے اس نے کہہ رکھا تھا کہ جب تو کسی تنگ دست کے پاس تقاضا کو جائے تو اسے معاف کر دے' ہوسکتا ہے کہ اللہ ہم کو معافی دے دے' فرمایا کہ وہ اللہ سے ملا تو رب تعالیٰ نے اس سے درگزر فرمایا''۔ (صحیح البخاری جلد ۱' مشکوٰۃ المصابیح)

(24) جو آسانی کرے اُس کے لیے آسانیاں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی رحمت' شفیعِ امت صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے مؤمن کی دنیاوی پریشانیوں میں سے ایک پریشانی دور کی' اللہ عزوجل قیامت کے دن کی پریشانیوں میں سے اس کی ایک پریشانی دور فرمائے گا' جو دنیا میں تنگ دست کو آسانی فراہم کرے گا' اللہ عزوجل دنیا و آخرت میں اس کے لیے آسانیاں پیدا فرمائے گا' جو دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا' اور اللہ عزوجل اس وقت تک بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے''۔

(المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح)

(25) مقروض کو آسانی پر عرش کا سایہ

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک' صاحبِ لولاک' سیاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے تنگدست کو مہلت دی یا اس کے قرض میں کمی کی' اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے گا جس دن اس سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا''۔ (ایضاً)

(26) مہلت دینے پر عظیم ثواب

حضرت سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ عزوجل کے محبوب دانائے غیوب' منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی تو اس کے لیے ہر روز اس قرض کی مثل صدقہ کرنے کا ثواب ہے' پھر میں نے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی تو اسے روزانہ

اتنا ہی مال دو مرتبہ صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پہلے تو میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی' اس کے لیے ہر روز اس قرض کی مثل صدقہ کرنے کا ثواب ہے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی' اس کے لیے ہر روز اس قرض سے دوگنا صدقہ کرنے کا ثواب ہے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے روزانہ قرض کی مقدار کے برابر مال صدقہ کرنے کا ثواب تو قرض کی ادائیگی کا وقت آنے سے پہلے ملے گا اور جب ادائیگی کا وقت ہو گیا' پھر اس نے قرض دار کو مہلت دی تو اسے روزانہ اتنا مال دو مرتبہ صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا''۔

ایک روایت میں ہے کہ جس نے قرض کی ادائیگی کے وقت سے پہلے تنگدست کو مہلت دی' اسے روزانہ اتنا مال صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا اور جس نے وقتِ ادائیگی کے بعد مہلت دی' اسے روزانہ اس سے دُگنا مال صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔ (ایضا)

(27) دعائیں قبول' پریشانیاں دُور

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کی دعائیں قبول ہوں اور پریشانیاں دور ہوں تو اسے چاہیے کہ تنگ دست کو مہلت دیا کرے''۔ (ایضا)

(28) جہنم کی تپش سے محفوظ

رسول اکرم' نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو کسی تنگ دست کو مہلت دے گا یا اس سے قرض ساقط کرے گا' اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی تپش سے محفوظ فرمائے گا''۔(تفسیر درِ منثور)

مذمتِ مال

پیارے اسلامی بھائیو!

اگر کسی چیز کی اہمیت یا اصلیت کا اندازہ لگانا ہو تو پہلے اس چیز کی حقیقت کو جانا جاتا ہے کہ اس کام کی یا چیز کی شرعاً کیا حیثیت ہے' ہماری شریعت میں وہ مالداری جس میں سخاوت ہو' مال حرام کا نہ ہو اور اس مال کی زکوٰۃ بھی پوری نکالی جائے' یہ مالداری مذموم نہیں بلکہ یہ مالداری اس کے لیے جنت کا سامان کرے گی۔

اگر وہ اس مالداری سے اپنے غریب رشتہ داروں کی مدد کرتا ہے تو ایک ثوابِ عظیم حاصل کرتا ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: ''قرابت داروں سے نیکی کرنا عمر دراز اور رزق وسیع کرتا ہے اور اگر وہ اسی مالداری سے مساکین کا دل خوش کرتا ہے تو ان کی دعائیں حاصل کرتا ہے''۔

حدیث پاک ہے: ''جنت کی کنجی مساکین کی محبت اور اُن کی مدد ہے''۔

اور اگر وہ اس مالداری سے اُن سفید پوش لوگوں کی مدد کرتا ہے جو اپنی راتوں کو فاقوں میں تو گزار دیتے ہیں لیکن دست درازی سے گریز کرتے ہیں' ان کے دل کسی چیز کو ترس بھی جائیں تو وہ زبان سے اُس کا اظہار نہیں کرتے' انہی کے بارے میں حدیثِ پاک میں ہے:

''اللہ تعالیٰ سوال نہ کرنے والے تنگ دست' عیال دار کو دوست رکھتا ہے''۔

اگر وہ اپنی مالداری سے ان رُوپوش اور سفید پوش لوگوں کی مدد کرتا ہے تو وہ شخص وہ کام کرتا ہے جو اولیاءِ کرام نے کیا' اور ظاہر ہے کہ جب ان غریب و مساکین اور سفید پوش لوگوں کی مدد کرے گا تو وہ اس کو دعائیں دیں گے' ان کے دل خوش ہوں گے اور

کسی مسلمان کا دل خوش کرنا عظیم نیکی ہے۔ حدیث شریف میں ہے: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں کہ تو کسی مسلمان بھائی کا دل خوش کر دے'' لیکن اگر یہی مالداری مالِ حرام پر مشتمل ہے تو نہ اس مال سے صدقہ قبول' نہ ہی اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنا قبول اور اگر اسی مال سے حج کیا وہ بھی نامقبول۔ اب سوچئے کیا فائدہ اس گندے مال کا جس نے آپ کو صرف دنیا کا دلدار بنا دیا' آخرت کی فکر آپ کے دل سے نکال دی' یہ مالداری مذموم ہے۔

اور اگر کوئی مالداری میں کنجوسی کرتا ہے تو کنجوسی تو میرے اللہ کو سخت ناپسند ہے۔ مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے: ''رب تعالیٰ نے فرمایا ہے: اے انسان! خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا'' تو مال کو خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ اور زیادہ عطا کرتا ہے۔

اور اگر کوئی شخص مالدار تو ہے لیکن اپنے مال کی زکوٰۃ شریعت کے مطابق نہیں نکالتا تو وہ جان لے' اُس کے لیے اس کا مال وبالِ جان بن جائے گا۔ حدیث پاک ہے: میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''زکوٰۃ نہ دینے والا قیامت کے دن دوزخ میں ہوگا''۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ!)

یہ وہی مال ہے جس کی خاطر تم نے اتنی محنت کی کہ اپنی راتوں کو دن بنا لیا' یہ وہی مال ہے جس کی خاطر تم نے جھوٹی قسمیں کھائیں' ہاں وہی مال ہے جس کو تم نے سود و رشوت کے ذریعے حاصل کیا' اسی مال کی خاطر تم نے رشتوں کو توڑا' اسی مال کی خاطر تم نے ظلم و ستم کی انتہاء کر دی' اسی مال کی خاطر تم نے مسلمان کو قتل کیا' ارے اس مسلمان کو قتل کیا جس کی عزت اللہ تعالیٰ کے نزدیک خانہ کعبہ سے زیادہ ہے۔

اسی مال کی خاطر تم نے اپنے ایمان تک کی فکر نہ کی' جو مسلمان کے لیے سب سے قیمتی چیز ہے۔

ہاں! یہی مال تمہیں قبر و حشر میں مہنگا پڑے گا۔

اے میرے نادان اسلامی بھائی! ذرا سوچ!

ہاں مالداری وہی اچھی جس میں سخاوت ہو جس کی شریعت کے مطابق زکوٰۃ نکالی جائے اور وہ مال حلال کا ہو۔

اور اگر سود لے کر رشوت لے کر آپ اپنا بینک بیلنس بڑھا لیتے ہو بنگلہ و گاڑی خرید لیتے ہو تو اس سے کیا ہوگا' آپ امیر ہو جاؤ گے' لوگ آپ کو سیٹھ بولیں گے' آپ کی عزت ہوگی۔

او میرے بھائی!

اس دو ٹکے کی سودی عزت پر لعنت بھیج! جس کی بنیاد ہی حرام پر ہے' کیا آپ سودی پیسہ لے کر سود کا کاروبار کر کے عزت والے بن جاؤ گے' یہ آپ کا زعم فاسد ہے' کیا آپ نے یہ قرآنی فیصلہ نہیں سنا:

ترجمہ: ''اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے لیے ہے' مگر منافقوں کو خبر نہیں''۔

کیا حرام کما کر' حرام کھا کر' آپ عزت والے بن جاؤ گے؟

کیا رشوت لے کر آپ عزت والے بن جاؤ گے؟ کیا ایک مہنگے بنگلے میں بیٹھ کر آپ عزت والے بن جاؤ گے؟

ہاں! اگر لوگوں نے تمہاری عزت کی بھی تو دل سے نہیں بلکہ ظاہراً تمہاری عزت کریں گے اور ان کے دل میں تمہارے لیے نفرت ہی ہوگی۔

اگر لوگوں کا مال چھین کر' ان پر ظلم کر کے عزت ملتی تو فرعون بڑی عزت والا ہوتا' اگر مال کی زکوٰۃ نہ دے کر عزت ملتی تو قارون بڑی عزت والا ہوتا اور اگر کسی سیاسی عہدے کی وجہ سے عزت ملتی تو فرعون کا وزیر ہامان بڑی عزت والا ہوتا' پر نہیں یہ عزت والے نہیں' ان کے لیے دنیا و آخرت میں ذلت ہی ذلت ہے۔

او میرے اسلامی بھائی!

عزت تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لیے ہے جنہوں نے اسلام کی راہ میں اپنا مال خرچ کر کے جنت کی بشارت حاصل کر لی' عزت تو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے لیے ہے جنہوں نے کثیر لوگوں کا ماہانہ خرچ اپنے ذمہ لیا تھا' عزت تو اُن مؤمنین کے لیے ہے جن کا مالداری میں سخاوت پر ہاتھ کھلا ہے' جو مالِ حرام کو مالِ نجس و مالِ خبیث سمجھتے ہیں اور اس سے بچتے ہیں' اپنے مال کی پوری زکوٰۃ نکال کر مستحقین تک پہنچاتے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں سخاوت والی مالداری عطا فرمائے! زکوٰۃ نہ دینے والی اور حرام مال کی مالداری سے محفوظ فرمائے! آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم!

مذمتِ مال پر آیاتِ قرآن

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز' تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ نقصان میں ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

ترجمہ کنزالایمان: تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

ترجمہ: بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد بڑی آزمائش ہیں اور اللہ ہی ہے جس کے پاس اجرِ عظیم ہے۔

مذمتِ مال پر احادیث مبارکہ

حدیث 1: جمع کرنے والے ہلاک ہو گئے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مال جمع کرنے والے ہلاک ہو گئے مگر وہ جو مال کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے بندوں پر یوں ہی بکثرت مال خرچ کرے''۔ (احیاء العلوم' جلد سوم' باب 7)

حدیث 2: سب سے زیادہ شریر لوگ کون؟

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سب سے زیادہ شریر لوگ کون ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دولت مند۔

حدیث 3: مالِ باعثِ وبال بھی

حضرت سیدنا سلیمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کو مکتوب بھیجا:

''اے میرے بھائی! دنیا کا ایسا مال جمع کرنے سے بچتے رہنا جس کا تم شکر ادا نہ کر سکو' کیونکہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا: اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ایک ایسے مالدار کو لایا جائے گا جس نے دنیا میں اللہ عزوجل کی اطاعت کی تھی' اس کا مال اس کے سامنے رکھا ہو گا' جب وہ پل صراط کو پار کرنے لگے گا تو اس کا مال اس سے کہے گا: (پل صراط سے) گزر جا! تو نے میرے معاملے میں اللہ عزوجل کا حق ادا کر دیا تھا' پھر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ایک ایسے مال دار کو لایا جائے گا جس نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں کی تھی' اس کا مال اس کے سامنے رکھا ہو گا جب بھی وہ پل صراط کو پار کرنے لگے گا' اس کا مال اس سے کہے گا: تو

ہلاک و برباد ہو! تو نے میرے معاملے میں اللہ عزوجل کا حق کیوں ادا نہ کیا' وہ اسی طرح رہے گا یہاں تک کہ اپنی ہلاکت و بربادی کی دعائیں کرنے لگے گا''۔ (الزواجر عن اقتراف الکبائر)

حدیث 4: مال وجاہ کی محبت نفاق اُگاتی ہے

حضور اکرم' نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مال وجاہ کی محبت اس طرح نفاق اُگاتی ہیں جس طرح پانی سبزہ کو اُگاتا ہے''۔ (مکاشفۃ القلوب)

حدیث 5: جاگیر حاصل نہ کرو

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زمین (جاگیر) حاصل نہ کرو' دنیا سے محبت کرنے لگو گے۔ (احیاء العلوم' جلد 3)

حکایات

حکایت [1]: حضرت علی رضی اللہ عنہ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک درہم اپنی ہتھیلی پر رکھ کر فرمایا کہ یہ ایسی چیز ہے جب تک مجھ سے دور نہ ہوگی مجھے نفع نہ ہوگا۔ (احیاء العلوم' جلد 3)

حکایت 2: روپے کی قدر و منزلت نہیں

ایک دفعہ حواریوں [2] نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ کیا وجہ ہے کہ آپ پانی پر چلتے ہیں اور یہ ہم سے نہیں ہو سکتا' آپ نے فرمایا کہ تمہارے نزدیک روپے پیسے کی قدر و منزلت ہے' وہ میرے نزدیک بے قدرے ہیں۔ (المرجع السابق)

---

[1] منہ سے نکلی ہوئی بات۔ [2] حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابی اور خدام۔

حکایت 3: جسے پیسہ عزت دیتا ہے

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جسے پیسہ عزت دیتا ہے اسے اللہ تعالیٰ ذلیل کرتا ہے۔ (المرجع السابق)

حکایت 4: ابلیس نے درہم و دینار کو چوما

منقول ہے کہ جب سب سے پہلے درہم و دینار بنے تو ابلیس نے انہیں اٹھا کر پیشانی تک بلند کیا اور چوم کر کہا: جو تم سے محبت کرے گا وہ میرا حقیقی غلام ہے۔

(المرجع السابق)

حکایت 5: مال کی دو مصیبتیں

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان کو مال چھوڑ کر مرنے کی دو مصیبتیں ہیں، پوچھا گیا: وہ کیا ہیں؟ فرمایا کہ ایک تو یہ ہے کہ سب کا سب مال اس سے چھن جاتا ہے، دوسرے یہ کہ تمام مال کے متعلق سوال ہو گا، یعنی تمام مال کا حساب (قیامت میں) دینا پڑے گا۔ (المرجع السابق)

مال کے نقصانات

مال کے نقصانات دو قسم کے ہیں:

(1) دینی (2) دنیوی

دینی نقصانات

(1) دینی نقصانات مثلاً مال انسان کو گناہ پر ابھارتا ہے کیونکہ کسی کا گناہ پر قدرت نہ پانا عصمت (پاکدامنی) میں سے ہے۔ نفس جب کسی گناہ پر قدرت کا شعور پا لیتا ہے تو اس کے دواعی (اسباب) بھی اس کی جانب مائل ہو جاتے ہیں اور اس کے بعد وہ اس وقت تک قرار نہیں پاتا، جب تک اس گناہ کا ارتکاب نہ

کرے۔

(2) مال انسان کو مباح لذتوں کی طرف لے جاتا ہے' یہاں تک کہ وہ ان کا اس قدر عادی ہو جاتا ہے کہ انہیں چھوڑنے پر قدرت نہیں پاتا کہ اگر وہ کوشش یا حلال کمائی کے ذریعے انہیں حاصل نہ کر سکے تو حرام کام بھی کرنے لگتا ہے' کیونکہ جس کے پاس مال زیادہ ہو' وہ لوگوں سے میل جول اور تعلقات بڑھانے کا زیادہ محتاج ہو جاتا ہے اور جو اس چیز میں مبتلا ہو گیا' وہ یقیناً لوگوں سے منافقت سے پیش آئے گا اور انہیں راضی یا ناراض کرنے کی خاطر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا مرتکب ہو گا تو اس کے نتیجے میں وہ عداوت' کینہ' حسد' ریاکاری' تکبر' جھوٹ' چغلی اور ان کے علاوہ لعنت و ناراضگی کی موجب کئی بُرے اخلاق میں مبتلا ہو گا۔

(3) مال اُن اُمور میں مبتلا ہونے کا سبب بھی بن جاتا ہے جن سے کوئی مالدار نہیں بچ سکتا' یعنی مال کی اصلاح اور اس میں اضافے کی فکر کے سبب اللہ عزوجل کے ذکر اور اس کی رضا کے کام سے غافل ہو جانا اور ہر وہ شے جو اللہ عزوجل کے ذکر سے غافل کر دے وہ نحوست اور کھلا خسارہ ہے۔

دنیوی نقصانات

آخرت سے پہلے دنیا میں مال داروں کو لاحق ہونے والی دنیوی آفتیں مثلاً مسلسل خوف و غم' پریشانی' اندیشہ' نقصان دور کرنے کی مشقت' مصائب کا سامنا' مال کمانا اور اس کی حفاظت کرنا وغیرہ مزید برآں ہیں۔ (الزواجر عن اقتراف الکبائر)

مال کی حقیقت

یاد رہے کہ مال ایک وجہ سے بہتر ہے اور ایک وجہ سے بُرا' بہتری کی وجہ سے قابل مدح ہے اور بُرائی کی وجہ سے قابل مذمت ہے' کیونکہ مال نہ تو بالکل خیر ہے نہ بالکل شر' بلکہ دونوں کا کوئی سبب ہوا کرتا ہے اور جس شے کا سبب خیر و شر دونوں ہوں'

اس کی کبھی مدح ہو گی اور کبھی مذمت اور ہوشیار اور عقلمند اس سے سمجھ سکتے ہیں کہ مال قابلِ مدح بھی ہے اور قابلِ مذمت بھی۔ (احیاء العلوم جلد 3)

کسبِ حلال کی برکتیں

مسلمانوں کو برباد کرنے والے اسباب میں سے بڑا سبب ان کے جوانوں کی بیکاری اور بچوں کی آوارگی ہے۔ پاکستان کے مسلمانوں پر اخراجات زیادہ اور آمدنی کے ذریعہ محدود بلکہ قریباً نابود ہیں، یقین کرو بیکاری کا نتیجہ ناداری ہے، ناداری کا انجام قرض داری اور قرض داری کا انجام ذلت و خواری ہے، بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ناداری و مفلسی صدہا (سینکڑوں) عیبوں کی جڑ ہے، چوری، ڈکیتی، بھیک، بدمعاشی، جعلسازی اس کی شاخیں ہیں، اور جیل پھانسی اس کے پھل، مفلس کی بات کا وزن ہی نہیں ہوتا، پیشہ ور واعظ اور علماء کو بدنام کرنے والے مہذب بھکاری، اعلیٰ درجہ کا وعظ کہہ کر جب اخیر میں کہہ دیں کہ بھائیو! میرے پاس کرایہ نہیں، میں مفلس ہوں میری مدد کرو، ان دو لفظوں سے وعظ بیکار ہو جاتا ہے۔

بھیک وہ کھٹائی ہے جو وعظ کے سارے نشہ کو اتار دیتی ہے، حق تو یہ ہے کہ مفلس کی نہ تو نماز اطمینان کی، نہ روزہ اور زکوٰۃ و حج کا تو ذکر ہی کیا، یہ عبادتیں اسے نصیب ہی کیسے۔ شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے کیا خوب کہا:

> ”بیوی بچوں اور روٹی کپڑے کا غم، عابد صاحب کو ملکوت کی سیر سے نیچے اتار لاتا ہے، نماز کی نیت باندھتے ہی خیال پیدا ہوتا ہے کہ صبح بچے کیا کھائیں گے؟ اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ بیکاری سے بچیں، اپنے بچوں کو آوارہ نہ ہونے دیں اور جوانوں کو کام پر لگائیں، دوسری قوموں سے سبق لیں، دیکھو ہندوؤں کے چھوٹے بچے یا سکول و کالج میں نظر

آ ئیں گے یا خوانچہ (ریڑھیوں پر اشیاء) بیچتے' مسلمانوں کے بچے یا پتنگ اُڑاتے دکھائی دیں گے یا گیند بلا کھیلتے' دیگر قوموں کے جوان کچہریوں' دفتروں اور عمدہ عمدہ عہدوں کی کرسیوں پر دکھائی دیں گے یا تجارت میں مشغول نظر آ ئیں گے' مگر مسلمانوں کے جوان فیشن ایبل اور عیش پرست ملیں گے' یا بھیک مانگتے دکھائی دیں گے یا بدمعاشی کرتے نظر آ ئیں گے' سینما مسلمانوں سے آباد' کھیل تماشوں میں مسلمان آگے آگے' تیتر بازی' بٹیر بازی اور پتنگ بازی' غرض ساری بازیاں اور ہلاکت کے سارے اسباب مسلم قوم میں جمع ہیں' میں تو یہ دیکھ کر خون کے آنسو روتا ہوں کہ ذلیل پیشہ ور مسلمان ہی ملتے ہیں' میراثی مسلمان' رنڈیاں اکثر مسلمان' زنانے (ہیجڑے) مسلمان' تانگا والے اکثر مسلمان' جواری وشرابی اکثر مسلمان' افسوس! جو دین بدمعاشوں کو دنیا سے مٹانے آیا' اس دین کے ماننے والے آج بدمعاشوں میں اوّل نمبر' یقین کرو ہمارا زندہ رہنا اور ہم پر عذابِ الٰہی نہ آنا صرف اس لیے ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہیں' رب تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۔

ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے' جب تک اے محبوب! تم ان میں تشریف فرما ہو۔

ورنہ پچھلی ہلاک شدہ قوموں نے جو کام ایک ایک کر کے کیے تھے' ہم ان سب کے برابر بلکہ ان سب سے بڑھ کر کرتے ہیں۔

شعیب علیہ السلام کی قوم کم تولنے کی مجرم تھی' لوط علیہ السلام کی قوم نے حرام کاری کی لیکن دودھ میں سے مکھن نکال لینا' ولایتی گھی دیسی بنا کر بیچ دینا وغیرہ وغیرہ'

اُن (قوموں) کے باپ دادوں کو بھی نہ آتا تھا' لہٰذا مسلمانو! ہوش میں آؤ! جلد کوئی حلال کاروبار شروع کرو۔ (اسلامی زندگی)

قرآنِ کریم میں معاش کے بارے آیات

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۔(النبا:11)

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے دن روزگار کے لیے بنایا۔

اور فرمایا:

وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝(الاعراف:10)

ترجمہ کنزالایمان: اور تمہارے لیے اس میں زندگی کے اسباب بنائے' بہت ہی کم شکر کرتے ہیں۔

اس آیت میں معیشت کو نعمت فرمایا اور اس پر شکر کی طلب کی۔

اور فرمایا:

فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۔

ترجمہ کنزالایمان: زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔

احادیثِ مبارکہ سے کسبِ حلال کی اہمیت

حدیث ۱: اللہ عزوجل پاک ہی کو دوست رکھتا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ عزوجل پاک ہے اور پاک ہی کو دوست رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو بھی اسی کا حکم دیا جس کا رسولوں کو حکم دیا' اس نے رسولوں سے

فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۔

ترجمہ کنز الایمان: اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھا کام کرو۔

اور مومنین سے فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۔

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں۔

(بہارِ شریعت جلد دوم' بحوالہ صحیح مسلم)

حدیث 2: کسبِ معاش کی ترغیب

حضرت مقداد ابن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

''کسی شخص نے کبھی کوئی کھانا اس سے اچھا نہ کھایا کہ انسان ہاتھوں کی کمائی سے کھائے' اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں کے عمل سے کھاتے تھے''۔ (مشکوٰۃ المصابیح' صحیح بخاری جلد 1)

حدیث 3: حلال کمائی کی تلاش فرض ہے

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا' احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال کمائی کی تلاش ایک فرض کے بعد دوسرا فرض ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

بقدرِ ضرورت طلبِ معاش فرض ہے

''صاحب مرأۃ المناجیح'' اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

''یعنی عباداتِ فرضیہ کے بعد یہ فرض ہے کہ اس پر بہت سے فرائض موقوف ہیں' خیال رہے کہ یہ حکم (مذکورہ حدیث کا) سب کے لیے نہیں' صرف ان کے لیے ہے جن کا خرچ دوسروں کے ذمہ نہ ہو بلکہ اپنے ذمہ

ہو اور اس کے پاس مال بھی نہ ہو ورنہ خود مالدار پر اور چھوٹے بچوں پر فرض نہیں، یہ خیال رہے کہ بقدرِ ضرورت معاش کی طلب ضروری ہے''۔

ایک اہم مسئلہ

علماء کرام کثر ہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بقدرِ ضرورت کمائی فرض ہے اور زیادہ مباح اور فخر و زیادتی مال کے لیے کمائی مکروہ ہے۔ (مراۃ المناجیح، جلد 4)

حدیث 4: کون سا کسب بہت پاکیزہ

حضرت رافع ابن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ عرض کیا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کون سا کسب بہت پاکیزہ ہے؟ فرمایا: انسان کے اپنے ہاتھ کی دستکاری اور ہر سچی تجارت۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

حدیث 5: چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ''جس نے لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے سے بچنے کے لیے اپنے اہلِ خانہ کی تربیت و پرورش کے لیے اور اپنے ہمسایہ کے ساتھ احسان و رحم دلی کے لیے رزقِ حلال کمایا، اللہ تعالیٰ اسے روزِ قیامت یوں اُٹھائے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا ہوگا۔ اور جس نے زرِ کثیر جمع کرنے کے لیے، تکبر و فخر کے اظہار کے لیے اور ریاکاری کے لیے رزقِ حلال کمایا، وہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ سے یوں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوگا''۔ (تنبیہ الغافلین جلد دوم)

حدیث 6: اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

''اللہ تعالیٰ ایمان دار کاروباری سے محبت کرتا ہے''۔ (احیاء العلوم جلد دوم)

حدیث 7: سب سے زیادہ حلال کمائی کون سی؟

حضور پُر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سب سے زیادہ حلال جو انسان کھائے وہ اس کا کسب ہے''۔ (المرجع السابق)

حدیث 8: جو مانگنے سے بچے گا اسے بچا لیا جائے گا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص اپنے لیے بھیک مانگنے کے دروازے کھول لیتا ہے' اللہ تعالیٰ اس پر فقر و احتیاج کا دروازہ کھول دیتا ہے' جو مانگنے سے بچتا ہے اللہ تعالیٰ اسے مانگنے سے بچا لیا لیتا ہے' جو بے نیازی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز بنا دیتا ہے' تم میں سے کوئی شخص رسّی لے کر لکڑیاں اکٹھی کرنے کے لیے وادی کی طرف نکل جائے' پھر گٹھا اٹھا کر بازار لائے اور انہیں کھجوروں کے ایک مُد کے عوض (بدلے) بیچ ڈالے تو یہ اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے سوال کرتا پھرے اور لوگ اس کی ہتھیلی پر کوئی چیز رکھیں یا اسے دھتکاریں''۔ (تنبیہ الغافلین' جلد دوم)

حدیث 9: کسبِ معاش بھی ایک جہاد ہے

حضرت ابو المخارق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ ایک نوجوان اعرابی وہاں سے گزرا' شیخین کریمین (حضرت ابو بکر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما) کہنے لگے: افسوس! اس کی جوانی اور اس کی طاقت اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف ہوئی ہوتی تو اجر عظیم کا حق دار ٹھہرتا' تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تو اس (شخص) کی کاوش بوڑھے والدین سے صلہ رحمی کے لیے ہے تو یہ جہاد میں ہے' اگر چھوٹے بچوں کی تربیت و پرورش کے

لیے ہے تب بھی گویا جہاد میں ہے' اگر کسبِ معاش کی کاوش خود اپنے لیے ہے تا کہ دوسروں کا دست نگر نہ بن سکے تب بھی جہاد میں ہے اور اگر ریا کاری' دکھلاوا اور شہرت کے لیے ہے تو پھر شیطان کے راستے میں ہے۔ (المرجع السابق)

حدیث 10: تندرست فارغ آدمی سے اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور تاجدارِ مدینہ منورہ' سردارِ مکہ مکرمہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

''اللہ تعالیٰ ایسے مؤمن بندے سے پیار کرتا ہے جو عیال دار اور کسبِ معاش میں مگن ہو' تندرست فارغ آدمی سے بالکل پیار نہیں کرتا جو نہ تو کسی دنیاوی شغل میں مصروف ہو اور نہ ہی اُخروی عمل کے لیے مستعد (یعنی تیار)''۔ (المرجع السابق)

حدیث 11: حکمت کے چشمے پھوٹنے لگتے ہیں

رسول اکرم' نورِ مجسم' شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

''جو شخص چالیس روز تک اس طرح رزقِ حلال کھائے گا کہ اس میں حرام کی آمیزش نہ ہونے دے تو اللہ رب العزت اس کے دل کو پُر نور فرما دے گا' اس کے دل سے حکمت کے چشمے پھوٹنے لگتے ہیں' دوسری روایت میں ہے: اس کے دل سے دنیا کی محبت مٹ جاتی ہے''۔

(کیمیائے سعادت)

حدیث 12: حلال سے دعائیں قبول ہوتی ہیں

حضرت سعد رضی اللہ عنہ عظیم الشان صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے تھے' انہوں نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دعا فرمائیں کہ میری تمام دعائیں درِ اجابت پر مقبول ہوا کریں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: رزقِ حلال کھاؤ تا کہ تم مستجاب الدعوات بن جاؤ۔ (ایضاً)

حدیث 13: حلال کی تلاش میں تھکے ماندے شخص کی شان

حضور پاک، صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص رزقِ حلال کی تلاش میں تھکا ماندہ گھر جاتا ہے، وہ مرحوم و مغفور[1] ہوتا ہے، جب صبح اُٹھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوتا ہے''۔ (ایضاً)

حدیث 14: روپیہ پیسہ کی اہمیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

''ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں روپیہ پیسہ کے سوا کوئی چیز کام نہ دے گی''۔ (اسلامی زندگی، بحوالہ شعب الایمان، جلد 6)

کسبِ حلال کے عقلی فوائد

(1) حلال کمائی پیغمبروں کی سنت ہے۔

(2) کمائی سے مال بڑھتا ہے اور مال سے صدقہ، خیرات، حج، زکوٰۃ، مسجدوں کی تعمیر، خانقاہوں کی عمارت ہو سکتی ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مال سے جنت خرید لی کہ ان کے لیے فرمایا گیا: ''اِفْعَلُوْا مَا شِئْتُمْ'' (یعنی تم جو چاہے کرو)۔

(3) کمائی کھیل کود اور صدہا جرموں کو روک دیتی ہے، چوری، ڈکیتی، بدمعاشی، چغلی، غیبت، لڑائی جھگڑے سب بیکاری کے نتیجے ہیں۔

(4) کسب سے انسان کو محنت کی عادت پڑتی ہے اور دل سے غرور نکل جاتا ہے۔

(5) کسب میں، غربت و فقیری میں امن ہے اور غریبی دنیا برباد کر کے دونوں میں منہ کالا کرتی ہے۔ الا ماشاء اللہ

(6) جو کوئی کمائی (کسبِ حلال) کے لیے نکلتا ہے تو اعمال لکھنے والے فرشتے کہتے

[1] مرحوم: رحم کیا ہوا۔ مغفور: بخشا ہوا۔

ہیں کہ اللہ تعالیٰ تیری اس حرکت میں برکت دے اور تیری کمائی کو جنت کا ذخیرہ بنائے اس دعا پر زمین و آسمان کے فرشتے آمین کہتے ہیں۔

(اسلامی زندگی بحوالہ تفسیر روح البیان)

انبیاء کرام علیہم السلام کے پیشے

کسی پیغمبر نے نہ سوال کیا' نہ ناجائز پیشے کیے' ہر نبی نے کوئی نہ کوئی حلال پیشہ ضرور کیا' چنانچہ آدم علیہ السلام نے اوّلاً کپڑا بُننے کا کام کیا اور بعد میں آپ کھیتی باڑی میں مشغول ہو گئے' ہر قسم کے بیج جنت سے ساتھ لائے تھے' ان کی کاشت فرماتے تھے' ان کے سوا سارے پیشے کیے۔ نوح علیہ السلام کا کام لکڑی کا کام تھا (بڑھئی پیشہ)' ادریس علیہ السلام درزی گری فرماتے تھے' حضرت ہود اور حضرت صالح علیہما السلام تجارت کرتے تھے' حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مشغلہ کھیتی باڑی تھا' حضرت شعیب علیہ السلام جانور پالتے اور ان کے دودھ سے معاش حاصل کرتے تھے' لوط علیہ السلام کھیتی باڑی کرتے تھے' موسیٰ علیہ السلام نے چند سال بکریاں چرائیں' داؤد علیہ السلام زِرہ بناتے تھے' سلیمان علیہ السلام اتنے بڑے بادشاہ ہو کر درختوں کے پتوں سے پنکھے اور زنبیلیں بنا کر گزر فرماتے تھے۔

عیسیٰ علیہ السلام سیر و سیاحت میں رہے نہ کہیں مکان بنایا' نہ نکاح کیا اور فرماتے تھے کہ جس نے مجھے ناشتہ دیا ہے وہ ہی شام کا کھانا دے گا۔ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریاں بھی چرائی ہیں اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مال کی تجارت بھی فرمائی' غرض ہر قسم کی حلال کمائیاں سنّت انبیاء ہیں' اس کو عار جاننا نادانی ہے۔

(اسلامی زندگی بحوالہ تفسیر عزیزی)

کسب جاری رکھو

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''کسب نہ چھوڑو (حلال روزی کے لیے کوشش جاری رکھو) کیونکہ خدائے تعالیٰ آسمان پر سے سونا چاندی نہیں برساتا' یعنی اس بات کی اُسے قدرت تو ہے مگر کسی حیلہ سے روزی دینا اُس کی عادتِ کریمہ ہے''۔ (فیضانِ سنت قدیم بحوالہ احیاء العلوم)

عبادت کا فلسفہ

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اطاعت اللہ رب العزت کا خزانہ ہے' دعا اس کی چابی ہے اور لقمہ حلال اس کے دانت ہیں (چابی کے اگر دانت ہی خراب ہوئے تو خزانہ کیسے مل گا)۔ (کیمیائے سعادت)

فارغ رہنے کی مذمت

فارغ رہنا خود ایک عیب ہے جو کئی عیبوں کو پیدا کرتا ہے' ہمارے معاشرے میں لوگوں کی ایک تعداد فارغ ہے' کوئی کام نہیں کرتی اور اُن کا نظریہ خیال یہ ہے کہ کوئی اچھی اور زیادہ تنخواہ والی نوکری ملے تو ٹھیک' ورنہ کام کرنا بیکار ہے حالانکہ اس چیز کو وہ بھی سمجھتے ہیں کہ تھوڑے سے آگے جا کر بہت زیادہ ہو جاتا ہے' قطرہ قطرہ کر کے دریا بن جاتا ہے اور بیکار رہنا باعثِ فساد ہے' ایک مشہور کہاوت ہے: مصروف رہنا اگر مشقت میں ڈالتا ہے تو بیکار رہنا باعثِ فساد ہے' اور جو کوشش کرتا ہے تو وہ کچھ نہ کچھ پالیتا ہے۔ ایک مشہور عربی کہاوت ہے: جس نے کسی کام میں کوشش کی وہ اس کام کے کُل یا جز کو پالے گا' لہٰذا محنت کو نہیں چھوڑنا چاہیے' محنت میں عظمت ہے' محنت سے ہی انسان کو ترقی ملتی ہے۔ حالی کہتے ہیں:

مشقت کی ذلت جنہوں نے اٹھائی جہاں میں ملی ان کو آخر بڑائی
کسی نے بغیر اس کے ہرگز نہ پائی فضیلت نہ عزت نہ فرماں روائی
نہال اس گلستاں میں جتنے بڑھے ہیں ہمیشہ وہ نیچے سے اوپر چڑھے ہیں

نہ بونصر[1] تھا نوع میں ہم سے بالا　　نہ تھا بوعلی[2] کچھ جہاں سے نرالا
طبیعت کو بچپن سے محنت میں ڈالا　　ہوئے اس لیے صاحبِ قدرِ والا
اگر فکرِ کسب ہنر تم کو بھی ہو　　تمہیں پھر ابونصر اور بوعلی ہو

تو کسبِ حلال کو کبھی بھی نہیں چھوڑنا چاہیے۔

میری نانی امی رحمۃ اللہ علیہا فرمایا کرتی تھیں:

''بیٹا محنت کرو کہ محنت سے تمہیں دولت ملے گی اور دولت تم خود استعمال کرو گے لیکن عزت باہر سے ہوگی کہ تم کسی کے محتاج نہ ہو گے''۔

اُن کا فرمانا سچ تھا کہ اپنی دولت تو ہم خود استعمال کرتے ہیں لیکن لوگوں میں عزت بھی ہوتی ہے' جو لوگوں کا محتاج ہوگا اس کی عزت کہاں ہوگی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہمیں کسبِ حلال کمانے اور کھانے کی توفیق عطا فرمائے! اور لوگوں کی محتاجی سے ہر دم بچائے' آمین!

بشر کو ہے لازم کہ ہمت نہ ہارے　　جہاں تک ہو کام آپ اپنے سنوارے
خدا کے سوا چھوڑ دے سب سہارے　　کہ ہیں عاضی زور' کمزور سارے
آڑے وقت تم دائیں بائیں نہ جھانکو　　سدا اپنی گاڑی کو تم آپ ہانکو
تمہیں اپنی مشکل کو آساں کرو گے　　تمہیں درد کا اپنے درماں کرو گے
تمہیں اپنی منزل کا ساماں کرو گے　　کرو گے تمہیں کچھ اگر یاں کرو گے
چھپا دستِ ہمت میں زورِ قضا ہے　　مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

کسبِ معاش کو ترک نہ کرو

حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تم پر ضروری ہے کہ تم عیب جوئی کرنے

---

[1] ابونصر فارابیؒ عہد عباسی کا بہت بڑا مسلمان فلسفی۔

[2] بوعلی سینا' عہد عباسی کا مشہور فلسفی اور طبیب۔

والے، بلا وجہ تعریفوں کا پُل باندھنے والے، طعنہ زنی کرنے والے اور کسبِ معاش کو ترک کر کے مرنے والوں کی طرح بن کر نہ بیٹھ جاؤ۔ (تنبیہ الغافلین، جلد دوم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تمنا

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

''موت تو کسی نہ کسی مقام پر آ کر ہی رہے گی لیکن میرے نزدیک بہترین اور حسین موت یہ ہے کہ میں اپنے اہل وعیال کے لیے بازار میں رزقِ حلال کسب میں مشغول ہوں تو موت آئے''۔ (کیمیائے سعادت)

حصولِ معاش میں مختلف پیشوں کی فضیلت

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے، ایک شخص نے اُٹھ کر پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پیشے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا پیشہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی: درزی کا کام، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو راستی سے کام کرے تو بہت اچھا ہے، قیامت کے دن تو ادریس پیغمبر کے ہمراہ بہشت[1] میں جائے گا۔ پھر ایک اور آدمی نے اُٹھ کر عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پیشے کی نسبت آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا: تو کیا کام کرتا ہے؟ اس نے عرض کی: کھیتی باڑی! آپ نے فرمایا: یہ بہت اچھا کام ہے، اس واسطے کہ یہ کام حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تھا، یہ مبارک اور فائدہ مند کام ہے۔

خداوند تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے تجھے برکت دے گا اور قیامت کے دن بہشت میں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نزدیک ہوگا۔ پھر ایک اور آدمی نے اُٹھ کر عرض کی:

---

[1] جنت کو کہتے ہیں۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی رائے میں میرا پیشہ کیسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو کیا کام کرتا ہے؟ اس نے عرض کی: میرا کام تعلیم ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے کام کو اللہ تعالیٰ بہت ہی اچھا جانتا ہے اگر تو خلقت کو نصیحت کرے گا تو قیامت کے دن حضرت خضر علیہ السلام کا سا ثواب تجھے ملے گا اور اگر تو عدل کرے گا تو آسمان کے فرشتے تیرے لیے معافی کے خواستگار ہوں گے' پھر ایک اور آدمی نے اُٹھ کر عرض کیا: یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پیشے کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں: آپ نے فرمایا: تیرا پیشہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی: سوداگری' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو راستی (سچائی) سے کام کرے گا تو بہشت میں پیغمبری کا ہمراہی ہوگا۔ (اُنیس الارواح)

بہشت کا دروازہ کھول دیا جائے گا

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''حلال کی کمائی کا کپڑا پہنو اور توبہ کرو اور حرام کا کپڑا نہ پہنو' جب ایسا کرو گے تو بہشت کے ساتوں دروازوں میں سے ایک دروازہ تمہارے لیے کھول دیا جائے گا اور تمہاری نماز کو قبول کیا جائے گا''۔ (ایضاً)

رزق انسان کو موت کی طرح ڈھونڈتا ہے

حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر سالہا سال تو مارا مارا پھرے تو جو رزق تیری قسمت میں لکھا جاچکا ہے وہ بغیر تیری کوشش اور طلب کے تجھے مل جائے گا اور اگر تو زیادہ چاہے تو ایک ذرہ بھر بھی نہ لے گا' فقر کی راہ میں ثابت قدم وہ ہے جو روزی سے دل نہ لگائے کہ آج تو نے کھالیا' کل کیا کھاؤ گے؟ ایسے شخص کو اصحابِ طریقت' بددین اور بددیانت کہتے ہیں۔ پھر فرمایا: اہل سلوک لکھتے ہیں: جس طرح موت انسان کو ڈھونڈتی ہے اور اس کے کندھے پر لکھی ہے' اسی طرح

رزق بھی لکھا ہوا ہے اور وہ انسان کو ڈھونڈتا ہے جہاں کہیں انسان جاتا ہے' رزق اس کے ہمراہ جاتا ہے' اگر بیٹھتا ہے تو رزق بھی اس کے ساتھ بیٹھ جاتا ہے۔ (اسرارالاولیاء)

نجات کا راستہ

ہشام عبدالملک نے حضرت ابو حازم مکی علیہ الرحمہ سے سوال کیا کہ وہ کون سا عمل ہے جس کے ذریعہ نجات حاصل ہو سکے؟ فرمایا: حلال جگہ سے جو دام حاصل ہو' اس کو حلال جگہ ہی خرچ کرو' اس نے کہا کہ اتنا دشوار کام کون کر سکتا ہے؟ فرمایا کہ جس کو جنت کی خواہش اور جہنم کا خوف رکھتے ہوئے رضائے خداوندی کی طلب ہو گی۔
(تذکرۃ الاولیاء)

ایک بزرگ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

حضرت عبداللہ منازل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ
''جو شخص کسب و ہنر کرتا ہے اور خدا پر بھروسہ رکھتا ہے وہ اُس شخص سے ہزار گنا بہتر ہے جو کسب و ہنر نہیں کرتا اور خلوت نشین ہو کر اپنا بوجھ دوسروں پر ڈالتا ہے''۔ (اقوال اولیاء)

کسبِ حلال سے عبادت کی سعادت

حضرت ابوبکر وراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں علی الصبح اُٹھتا ہوں تو میں نہیں جانتا کہ کس نے حلال روزی کھائی اور کس نے حرام؟ لیکن جب کسی کو بے ہودگی اور غیبت کرتے ہوئے دیکھتا ہوں تو سمجھتا ہوں کہ لقمۂ حرام کھانے والا ہے اور جب کسی کو نیکی کی تلقین کرتے اور استغفار پڑھتے ہوئے پاتا ہوں تو سمجھتا ہوں کہ حلال روزی کھانے والا ہے' کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

الاناء یرشع من المآء۔
(یعنی برتن میں سے وہی نکلتا ہے جو اس کے پیٹ میں ہوتا ہے)۔ (ایضاً)

حلال کی فضیلت

حضرت ابراہیم گاذرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ
''علم پڑھنے کے بعد کسبِ حلال سے کوئی چیز افضل نہیں' حلال کھاؤ' حلال پہنو''۔ (ایضاً)

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی ہر دعا قبول ہو؟

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ
''اگر تو چاہتا ہے کہ تیری ہر دعا قبول ہو تو لقمۂ حلال کے سوا پیٹ میں کچھ نہ ڈال' اور فرمایا: ہر مرتبہ حلال روزی کھانے سے ہی (حاصل) ہوتا ہے۔ اور فرمایا: نماز روزہ حج اور جہاد سے وہ درجہ نہیں ملتا جو حلال کی روزی کھانے سے حاصل ہوتا ہے''۔ (ایضاً)

رزق میں برکت کا وظیفہ

ایک صحابی رضی اللہ عنہ خدمتِ اقدس (صلی اللہ علیہ وسلم) میں حاضر ہوئے اور عرض کی: دنیا نے مجھ سے پیٹھ پھیر لی' فرمایا: کیا وہ تسبیح تمہیں یاد نہیں' جو ملائکہ کی تسبیح ہے اور جس کی برکت سے روزی دی جاتی ہے' خلقِ دنیا آئے گی تیرے پاس ذلیل وخوار ہو کر' طلوعِ فجر کے ساتھ سو بار کہا کر:

سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحٰنَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ۔

اُن صحابی (رضی اللہ عنہ) کو سات دن گزرے تھے کہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی: ''حضور! دنیا میرے پاس اس کثرت سے آئی کہ میں حیران ہوں' کہاں اُٹھاؤں' کہاں رکھوں؟''۔

اس تسبیح کا آپ بھی ورد رکھیں، حتی الامکان طلوعِ صبحِ صادق کے ساتھ ہو، ورنہ صبح سے پہلے جماعت قائم ہو جائے تو اس میں شریک ہو کر بعد کو عدد پورا کیجئے اور جس دن قبلِ نماز بھی نہ ہو سکے تو خیر طلوعِ شمس سے پہلے۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

پریشانی دُور کرنے کا وظیفہ

''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ''...... کی کثرت کریں یہ 99 بلاؤں کو دفع (یعنی دور) کرتی ہے، اُن بلاؤں میں سب سے آسان تر پریشانی ہے، اور 60 بار پڑھ کر پانی پر دم کر کے روز پی لیا کریں۔ (ایضاً)

رزقِ حلال کمانا بہت مشکل ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

''رزقِ حلال کمانا ایک پہاڑ اُٹھا کر دوسری جگہ منتقل کرنے سے زیادہ دشوار اور مشکل مرحلہ ہے''۔ (تنبیہ الغافلین، جلد دوم)

رزقِ حلال سے مریض شفاء پا جائیں

حضرت یونس بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صاف ستھرا درہم راہِ خدا میں خرچ کرنا، اسلام میں کسی مسلمان بھائی کا سکون پانا، کسی سنّت پر عمل پیرائی کم سے کم تر ہوتی جا رہی ہے، اگر ہمیں حلال کا ایک درہم بھی مل جائے تو ہمارے مریض شفاء پا جائیں۔ (ایضاً)

فساد سے بچنے کا فارمولا

حضرت شقیق بن ابراہیم علیہ الرحمہ اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کرتے تھے:

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ ۔ (الشوریٰ 27)

ترجمہ: اور اگر کشادہ کر دیتا اللہ تعالیٰ رزق کو اپنے (تمام) بندوں کے

لیے تو وہ سرکشی کرنے لگتے زمین میں۔

کہ اگر اللہ تعالیٰ بغیر کسی کسبِ معاش کے بندوں کو رزق دے دیتا تو یہ فارغ بیٹھے رہتے اور باہمی دھنگا فساد کرتے' لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں کسبِ معاش کے شغل میں مصروف رکھا تاکہ نہ فرصت پائیں' نہ فساد کریں۔ (ایضاً)

کسبِ حلال کے سلسلے میں اہم نصیحتیں

حضرت فقیہہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو شخص پاکیزہ و حلال رزق کمانا چاہے' اسے چاہیے کہ پانچ چیزوں کی محافظت کرے:

(1) کسبِ معاش کی خاطر اللہ تعالیٰ کے فرائض میں تاخیر اور کوتاہی نہ کرے اور نہ ہی فرائض متاثر ہونے دے۔

(2) مخلوقِ خدا میں سے کسی کو اذیت سے دوچار نہ کرے۔

(3) کسبِ معاش سے اپنی اور اہل خانہ کی عزتِ نفس مقصود ہو' مال جمع کرنا اور ذخیرہ اندوزی نہ ہو۔

(4) کسبِ معاش کی خاطر نفس کو ہلکان نہ کرے۔

(5) رزق کو اپنی کاوش ہی نہ سمجھے بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا سمجھے' کسبِ معاش کو ذریعہ نجات جانے۔ (تنبیہ الغافلین' جلد دوم)

حرام مال کی نحوست

انسان کی فطرت ہے کہ وہ گندی اور گھٹیا چیز کو ناپسند کرتا ہے' اسے گندی چیز سے گھن آتی ہے اور وہ اس سے بچتا ہے' لیکن کچھ چیزیں ایسی ہیں جو ظاہراً اچھی لگتی ہیں' لیکن ان میں گندی چیزوں سے زیادہ گندگی خفا ہوتی ہے' مثال کے طور پر حرام کا روپیہ بظاہر حلال کے روپیہ جیسا ہی ہے کہ یہ بھی کاغذ کے نوٹ ہیں اور حلال کے روپیہ بھی

نوٹ ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں حرام کے روپیہ میں گندگی داخل ہو چکی ہوتی ہے' ہمارا اسلام ہمیں پاک وصاف مسلمان بنانا چاہتا ہے' اسلام جہاں ظاہری پاکیزگی کا حکم دیتا ہے: ''الطھور شطر الایمان'' یعنی طہارت ایمان کا حصہ ہے' وہاں ہمیں باطنی عیوب جو غیر حسی ہیں' ان سے بھی بچنے کا حکم دیتا ہے۔

اسی طرح اگر حرام ذرائع سے مال حاصل کیا تو ظاہراً یہ کاغذ کے نوٹ ہیں جیسے نوٹ حلال کے ہوتے ہیں ویسے ہی ہیں' لیکن حقیقت اس کے خلاف ہے کیونکہ حرام ذرائع سے حاصل شدہ مال میں حرمت آ چکی ہے اور اگر کوئی شخص انہیں حرام کے نوٹوں سے کوئی چیز خریدتا ہے تو اب حرمت اس چیز میں بھی آ گئی اور پھر اسے کھاتا ہے تو اس نے حرام کھایا اور یہی حرام کی خوراک اس کے جسم میں جاتی ہے تو اسی حرام خوراک سے خون بنتا ہے اور خون سے گوشت بن جاتا ہے' اسی بارے میں میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ حق ہے' فرمایا: ''جو گوشت حرام سے اُگا ہے' جنت میں داخل نہ ہو گا (یعنی ابتداءً) اور جو گوشت حرام سے اُگا ہے اس کے لیے آگ زیادہ بہتر ہے''۔

پیارے اسلامی بھائیو!

فی زمانہ حرام سے بچنا بہت مشکل ہو چکا ہے لیکن ناممکن نہیں' جو دنیا میں حرام سے بچ جائے گا اور اپنے اہل وعیال کو بھی بچائے گا' وہ دنیا وآخرت میں کامیاب ہو جائے گا اور اگر حرام میں پڑ جائے گا اور اس سے نہیں بچے گا تو دنیا وآخرت میں نحوست میں مبتلا ہو گا تو حرام سے تب تک نہیں بچا جا سکتا جب تک مالِ حرام کے متعلق ہم علم نہ سیکھیں گے اور ہمیں حرام کی وعیدوں اور حلال کی برکتوں کا علم نہ ہو گا تو حرام کے بارے میں علم سیکھنا کہ گناہ سے بچا جا سکے اور مال خبیث' مالِ پاک میں داخل نہ ہو' اتنا علم ہر اس شخص پر فرض ہے جو تجارتی اور کاروباری دنیا میں داخل ہے' اگر کوئی شخص حرام کھانے کی وعیدوں کو پڑھ لے اور اس کے دینی ودنیوی نقصان کا اسے علم ہو جائے اور

اس میں خوفِ خداعزوجل کا تھوڑا سا بھی مادہ ہوا تو خداعزوجل کی قسم! وہ زندگی بھر کبھی بھی حرام مال کی طرف منہ نہیں کرے گا' اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہمیں مالِ حرام سے ہر دم بچائے رکھے' اور حلال مال کمانے اور کھانے کی توفیق بھی مرحمت فرمائے' آمین!

حرام کی تعریف

کل ما تیقنت کو نه ملکا للغیر منهیا عنه فی الشرع .

(منہاج العابدین)

ترجمہ: ہر وہ چیز جس کے بارے یقین ہو کہ غیر کی ملکیت ہے' شریعت میں اس کا استعمال ممنوع ہو' حرام کہلائے گی۔

مالِ حرام کے بارے آیاتِ قرآنیہ

قرآن مجید میں ناجائز طور پر مال حاصل کرنے کی سخت ممانعت آئی ہے' اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝

(پ2' البقرہ188)

ترجمہ کنز الایمان: اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لیے پہنچاؤ کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر کھالو۔

اور فرمایا:

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال نہ کھاؤ مگر یہ کہ کوئی سودا تمہاری باہم رضامندی کا ہو۔ (پ5' النساء29)

ایک اور جگہ فرمایا:

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! حرام نہ ٹھہراؤ وہ ستھری چیزیں کہ اللہ نے تمہارے لیے حلال کیں اور حد سے نہ بڑھو بے شک حد سے بڑھنے والے اللہ کو ناپسند ہیں اور کھاؤ جو کچھ تمہیں اللہ نے روزی دی حلال پاکیزہ اور ڈرو اللہ سے جس پر تمہیں ایمان ہے۔ (پ7 المائدہ 88-87)

اور فرمایا:

کنز الایمان: ''وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں''۔ (پ5 النساء 10)

مالِ حرام کے بارے احادیث

حدیث 1: مالِ حرام کی وجہ سے عذابِ قیامت

رسول انور صاحب کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:

''جس نے دنیا میں حرام مال کمایا اور غیر حق میں خرچ کیا اسے ذلت کے گھر میں پھینکا جائے گا پھر کتنے ہی اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مال میں خیانت کرنے والے ہیں جن کے لیے قیامت کے دن عذاب ہوگا۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ○ (پ15 الاسراء 97)

ترجمہ کنز الایمان: جب کبھی بجھنے پر آئے گی ہم اسے اور بھڑکا دیں گے۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر)

حدیث 2: حرام لباس کی نحوست

سرکارِ والا تبار بے کسوں کے مددگار صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:

''بے شک اللہ عزوجل اس بات سے بلند و برتر ہے کہ وہ بندے کا کوئی عمل یا نماز قبول کرے جبکہ اس پر حرام کا لباس ہو''۔ (ایضاً)

حدیث 3: مالِ حرام سے کوئی نیکی قبول نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:

''جس نے حرام مال کمایا پھر اس سے غلام آزاد کیا اور صلہ رحمی کی تو یہ اس پر گناہ ہوگا''۔ (ایضاً)

حدیث 4: حرام ترک کردو

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! تم میں سے کسی شخص کو اس وقت تک موت نہ آئے گی جب تک وہ اپنا رزق نہ پالے' طلب رزق میں تاخیر نہ کرو' اللہ تعالیٰ سے ڈرو' اچھے طریقے سے رزق طلب کرو' جو حلال ہو اسے حاصل کرلو اور جو حرام ہو اسے ترک کردو''۔ (تنبیہ الغافلین' جلد دوم)

حدیث 5: حرام بے تکا آتا ہے

حضورِ اکرم' نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ

''حلال گزارہ بھر رزق ہی میسر آتا ہے جبکہ حرام بے تکا آتا ہے''۔ (منہاج العابدین)

حدیث 6: مالِ حرام کھانے سے دعا قبول نہیں ہوتی

ایک حدیث پاک کے آخر میں ہے:

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بندے کا ذکر فرمایا جو طویل سفر کرتا ہے' پریشان حال اور چہرہ غبار آلود ہے' آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے کہہ رہا

ہے: اے پروردگار! اے پروردگار! جبکہ اس کا کھانا حرام ہے' پینا حرام ہے' لباس حرام ہے اور حرام سے ہی اسے غذا ملی ہے' اب اس کی دعا کیسے قبول ہوگی؟''۔ (مکاشفۃ القلوب)

حدیث 7: اپنا محاسبہ کرلو

رسول کریم' رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ کہاں سے مال کماتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کی پرواہ نہ کرے گا کہ کہاں سے اسے دوزخ میں داخل کرے''۔

(احیاء العلوم' جلد دوم)

حدیث 8: حرام وحلال کی پرواہ ختم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

''لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی یہ پرواہ نہیں کرے گا کہ اس نے جو مال حاصل کیا ہے وہ حرام ہے یا حلال''۔ (صحیح بخاری' جلد 1)

حدیث 9: حرام خور جنت سے محروم

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

''جس نے حرام غذا کھائی وہ جنت میں نہیں جائے گا''۔

(تاریخ الخلفاء بحوالہ ابویعلیٰ' مشکوٰۃ المصابیح جلد 1 بحوالہ بیہقی)

حدیث 10: مالِ حرام کا وبال

رسولِ خدا' احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اگر مالِ حرام کھانے والے لوگ ستر مرتبہ بھی راہِ خدا میں شہید ہو جائیں

تب بھی ان کی شہادت اُن کی توبہ نہیں بن سکے گی کیونکہ حرام مال کی توبہ یہ ہے کہ وہ مال مالک کو لوٹا دیا جائے' اُس سے اپنے استعمال کے لیے حلال کرلیا جائے (یعنی معاف کروالیا جائے)''۔ (بحر الدموع)

حدیث 11: عملِ خیر سے محرومی

حرام اور مشتبہ چیزیں کھانے والا عملِ خیر سے محروم ہو جاتا ہے اور اگر اتفاق سے کوئی عملِ خیر اس سے سرزد ہو بھی جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شرفِ قبولیت حاصل نہیں کرسکتا' بلکہ مردود ہو جاتا ہے' ایسے شخص کو فقط مشقت اٹھانے' جانفشانی کرنے اور وقت ضائع کرنے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''کتنے ہی شب بھر قیام کرنے والوں کو سحر خیزی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا' اور کتنے ہی روزہ رکھنے والوں کو بھوکے' پیاسے رہنے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

''اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نماز قبول نہیں فرماتا جس کے پیٹ میں حرام ہو''۔ (منہاج العابدین)

حدیث 12: لقمۂ حرام کی سزا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے کہ

''جب ابن آدم کے پیٹ میں حرام کا لقمہ جاتا ہے تو زمین و آسمان کا ہر فرشتہ اس پر لعنت کرتا ہے جب تک وہ لقمہ اس کے پیٹ میں رہتا ہے اور اگر اسی حالت میں مرجائے تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے''۔ (مکاشفۃ القلوب)

حرام کے بارے اقوالِ بزرگانِ دین

(1) افضل عبادت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ تم افضل عبادت سے غافل ہو جس کا نام حرام سے بچنا ہے۔ (احیاء العلوم جلد دوم)

(2) کمان کی طرح جھک جاؤ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اگر تم نماز پڑھتے پڑھتے کمان کی طرح جھک جاؤ اور روزہ رکھتے رکھتے چلہ کی طرح دُبلے ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ تمہارے یہ اعمال قبول نہ کرے گا جب تک کہ حرام سے نہ بچو گے۔ (ایضا)

(3) حرام سے احتیاط چاہیے

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جسے کچھ ملا ہے[1] تو اسی طرح ملا ہے کہ جو پیٹ میں ڈالا سمجھ کر ڈالا (کہ یہ خالص حلال ہے، حرام تو نہیں)۔ (ایضا)

(4) حرام سے بچنے سے عظیم رتبہ

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

''جو شخص اپنے کھانے کی چیز سمجھ لیتا ہے (کہ میں حلال کھا رہا ہوں، حرام تو نہیں کھا رہا) اللہ تعالیٰ اسے صدیق کہتا ہے، تو اسے مسکین[2]! جب روزہ افطار کیا کر تو دیکھ لیا کر کہ کس کے پاس افطار کرتا ہے''۔ (ایضا)

(5) نیک کام میں مالِ حرام خرچ کرنا کیسا

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

---

[1] جو بھی رتبہ ملا ہے۔

[2] اس سے سالکین کی طرف اشارہ ہے نہ کہ عام مساکین۔ (محمد اسد قادری عفی عنہ)

''جو شخص اللہ کی اطاعت[1] میں مالِ حرام خرچ کرے' اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص اپنا کپڑا پیشاب سے پاک کرے' حالانکہ کپڑا بجز پانی کے پاک نہیں ہوتا' اسی طرح گناہوں کو سوائے مالِ حلال کے کوئی چیز نہیں دور کرتی''۔ (ایضاً)

آپ علیہ الرحمہ کا یہ فرمانا حق ہے کہ حلال مال جو صدقہ کیا جائے اس سے گناہ کی گندگی دور ہو جاتی ہے' گناہ گندے ہیں اور مالِ حرام بھی گندا ہے تو اگر کوئی شخص گندے مال سے گندے گناہوں کو دھوئے گا تو گندگی دور نہیں ہوگی بلکہ گندگی میں اضافہ ہوگا۔

(6) مشتبہ مال کی نحوست

صوفیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص چالیس دن تک مالِ مشتبہ کھاتا ہے' اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور یہی معنی ہے اس آیت کا:

كَلَّا بَلْ سكته رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○ (المطففین: 14)

ترجمہ کنز الایمان: کوئی نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے ان کی کمائیوں نے۔

اللہ اکبر! کیسا سخت ارشاد ہے' اس ارشاد میں وعید ہے۔ مشتبہ مال کی تعریف امام غزالی علیہ الرحمہ ''منہاج العابدین'' میں اس طرح فرماتے ہیں کہ

''ہر وہ چیز جس کے بارے میں یقین تو نہ ہو بلکہ ظن غالب ہو کہ غیر کی ملکیت ہے' ایسی چیز مشتبہ ہے''۔

تو جاننا چاہیے کہ اس مال کی وجہ سے جس میں شبہ ہے۔ کھانے سے چالیس دن بعد دل سیاہ ہو جاتا ہے تو جو مالِ حرام کھاتا ہے اور سالہا سال سے کھا رہا ہے' اس کے

---

[1] اس سے مراد تمام نیک کام ہیں۔

دل کی حالت کیسی بگڑ چکی ہوگی۔

(7) دل چمڑے کی طرح ہو جاتا ہے

بعض اکابر فرماتے ہیں کہ

''آدمی ایک لقمہ (حرام کا) کھاتا ہے اور اس سے اس کا دل چمڑے کی طرح بگڑ جاتا ہے اور پھر کبھی اپنی حالتِ اصلی پر نہیں آتا''۔ (ایضاً)

آج کل لوگ کہتے ہیں: سکون واطمینان نہیں ملتا' نماز پڑھنے کو دل نہیں کرتا' اگر پڑھتے ہیں تو اطمینان سے نہیں پڑھی جاتی' نماز میں روحانیت نہیں ملتی' نیکی کرنے کو دل نہیں کرتا' ہم اس شخص سے پوچھتے ہیں: کیا تمہارا رزق ٹھیک ہے؟ اس میں حرام کی آمیزش تو نہیں؟ اگر حرام کی آمیزش ہے تو سکون واطمینان کو تلاش نہ کر بلکہ توبہ کر اور اپنے مال سے گندا مال دور کر۔ آج کل انسان درندہ صفت کیوں بنتا جارہا ہے؟ اس کی یہی وجہ ہے کہ حرام کھانے کی لت پڑ چکی ہے جس کی وجہ سے نیکی کو دل نہیں کرتا اور گناہوں میں مزا آتا ہے۔

ہم اللہ عزوجل سے عافیت کا سوال کرتے ہیں کہ الٰہی! ہمیں مالِ حرام سے بچا لے' آمین!

(8) سارا جسم نافرمان

حضرت سہل بن عبداللہ تُستری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

''جو شخص مال حرام کھاتا ہے' اس کے اعضاء خواہ مخواہ نافرمان ہو جاتے ہیں' اس کو خبر ہو یا نہ ہو اور جس کی غذا حلال ہوتی ہے اس کے اعضاء اطاعت کرتے ہیں اور اس کو خیرات کی توفیق ہوتی ہے''۔ (ایضاً)

(9) قبولیتِ دعا میں آڑ

حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

''بنی اسرائیل ایک مرتبہ سخت ترین قحط سے دوچار ہوئے' کئی بار بارش کی دعائیں کی گئیں لیکن قبول نہ ہوئیں' آخر اس وقت جو نبی علیہ السلام موجود تھے' ان پر وحی نازل ہوئی کہ ان لوگوں سے کہو: دعا کے لیے تو تم باہر نکل کر میرے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہو جبکہ تمہارے دل پلید اور پیٹ مالِ حرام سے پُر' تمہارے ہاتھ مظلوموں کے خون سے رنگے ہیں' تمہارا ایسی حالت میں باہر نکلنا میرے قہر و غضب میں مزید اضافے کا باعث ہے' جاؤ! مجھ سے دور ہو جاؤ!''

(کیمیائے سعادت)

(10) ایک کھجور نے چالیس روز کی عبادت بے لذت کر دی

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ ایک رات بیت المقدس میں لیٹے ہوئے تھے' مسجد میں آپ تنہا ہی تھے' جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو مسجد کا دروازہ کھلا اور ایک ضعیف اور نورانی شخص چالیس ہمراہیوں کے ساتھ مسجد میں داخل ہوئے اور محراب کے پاس آ کر سب نے نفل پڑھے اور پھر سب محراب کی طرف پشت کر کے بیٹھ گئے' ایک شخص ان میں سے بولا: آج کوئی ایسا شخص بھی مسجد میں ہے جو ہم میں سے نہیں' وہ ضعیف شخص مسکرائے اور فرمایا: ہاں ہے! اور وہ ابراہیم بن ادھم (رحمۃ اللہ علیہ) ہے' جو چالیس دن سے عبادت میں لذت نہیں پاتا' جب حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمہ نے یہ بات سنی تو آپ کونے سے اُٹھے اور اس مردِ ضعیف کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے: آپ نے سچ فرمایا' مگر یہ تو بتایئے کہ اس کی کیا وجہ ہے؟

وہ کہنے لگے کہ فلاں روز آپ نے بصرے میں کھجوریں خریدی تھیں' قریب ہی ایک کھجور کسی دوسرے کی گری ہوئی پڑی تھی' آپ نے سمجھا کہ یہ آپ ہی کی گری ہے' اس لیے آپ نے اسے بھی اُٹھا لیا اور اپنی کھجوروں میں ملا لیا' بس اس پرائی کھجور کے

آپ کے مال میں مل جانے سے آپ کی عبادت میں جو مزہ تھا وہ جاتا رہا۔ حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمہ یہ سنتے ہی بصرہ روانہ ہوئے اور اُس شخص کے پاس جس کی کھجور تھے' پہنچے اور اس سے معافی چاہی۔ (تذکرۃ الاولیاء)

حرام میں پھنسنے کے خوف سے حلال چھوڑ دیتے

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کنّا ندع سبعین بابًا من الحلال مخافة ان نقع فی باب من الحرام ۔

ترجمہ: ہم حرام کے ایک کام میں پھنس جانے کے خوف سے ستر (70) قسم کے حلال کاموں کو چھوڑتے تھے۔ (رسالہ قشیریہ)

(12) ایک خراب لقمہ کی تباہ کاریاں

جو ہاتھ میں آیا بے سوچے سمجھے پیٹ میں اُنڈیلتے' دھکیلتے رہنا تشویش ناک ہے' چنانچہ حضرت سیدنا معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صرف ایک خراب لقمہ بعض اوقات دل کی کیفیت کو اس قدر تباہ کر دیتا ہے کہ پھر عمر بھر دل راہِ راست پر نہیں آتا' اور بعض اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ وہی خراب لقمہ سال بھر تک تہجد کی نعمت سے آدمی کو محروم کر دیتا ہے' نیز بعض اوقات ایک بار بدنگاہی کرنے والے عرصہ تک تلاوتِ قرآن کی سعادت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

(فیضانِ سنت (جدید) بحوالہ منہاج العابدین)

(13) راہ پُر خار ہے

حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

''آدمی بے چارہ ایسے مکان اور سرائے پر راضی ہوا ہے جس کے حلال کا

حساب دینا ہوگا اور جس کے حرام کا عذاب سہنا ہوگا''۔ (اقوال اولیاء)

راہ پُرخار ہے کیا ہونا ہے پاؤں افگار ہے کیا ہونا ہے
خشک ہے خون کہ دشمن ظالم سخت خونخوار ہے کیا ہونا ہے
ارے او مجرم بے پروا دیکھ سر پہ تلوار ہے کیا ہونا ہے
کام زنداں کے کئے اور ہمیں ذوقِ گلزار ہے کیا ہونا ہے
گھر بھی جانا ہے مسافر کہ نہیں مت پہ کیا مار ہے کیا ہونا ہے
پار جانا ہے نہیں ملتی جاؤ زور پر دھار ہے کیا ہونا ہے
ہائے بگڑی تو کہاں آ کر ناؤ عین منجھدار ہے کیا ہونا ہے
دل ہمیں تم سے لگانا ہی نہ تھا اب سفر بار ہے کیا ہونا ہے
باتیں کچھ اور بھی تم سے کرتے پر کہاں وار ہے کیا ہونا ہے
کیوں رضاؔ کڑھتے ہو ہنستے اُٹھو جب وہ غفار ہے کیا ہونا ہے

(حدائق بخشش)

(14) حرام کو چھوڑنے کا اجر

حضرت سیدنا ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ
''جو حرام کو ترک کرے گا' دوزخ اس پر ترک ہوگی''۔ (ایضاً)

حرام کھانے والے کو سوچنا چاہیے کہ کیا میں نے دنیا میں ہی رہنا ہے؟ کیا میں نے مرنا نہیں؟ کیا میں نے اندھیری قبر میں نہیں جانا؟

حدیثِ پاک میں ہے: آخرت کے معاملے میں گھڑی بھر کے لیے غور وفکر کرنا ایک سال کی نفلی عبادت سے بہتر ہے' تو انسان اپنا محاسبہ کرلے کہ اگر حرام سے حاصل شدہ کاغذ کے چند ٹکوں کی وجہ سے مجھے عذاب میں مبتلا کر دیا گیا تو اس وقت میرا کیا بنے گا؟ بے بسی کا عالم ہوگا' آج تو تم زمین پر اترا کر چلتے ہو اور اپنے مسلمان

بھائیوں پر حرام کی کمائی کے بل بوتے پر فخر کرتے ہو ان کو حقیر سمجھتے ہو حالانکہ حلال پر گزر بسر کرنے والا تم جیسے ہزاروں سے ہزار گنا بہتر ہے چاہے تم حرام مال سے سوچ بھی کرلو غریبوں کو خوب نوازو پر اس پر کوئی اجر نہیں ملے گا' آج زمین پکار پکار کر ہمیں خوابِ غفلت سے بیدار کر رہی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ زمین روزانہ دس باتوں کی نداء کرتی ہے:

(1) اے ابنِ آدم! آج تو میری پیٹھ پر دنیا کے لیے کوششوں میں مصروفِ عمل ہے لیکن یاد رکھ کہ آخر کار تیرا ٹھکانہ میرا پیٹ ہوگا۔

(2) آج تو میری پیٹھ پر اللہ عزوجل کی نافرمانیوں میں مشغول ہے' لیکن یاد رکھ کہ تجھے میرے اندر عذاب دیا جائے گا۔

(3) آج تو میری پشت پر قہقہے لگا رہا ہے لیکن یہ بھی یاد رکھ کہ تجھے میرے پیٹ میں رونا پڑے گا۔

(4) آج تو میری پشت پر خوشیاں منانے میں مصروف ہے حالانکہ تو میرے شکم میں غم میں مبتلا ہوگا۔

(5) آج تو میری پیٹھ پر مال جمع کرتا پھر رہا ہے لیکن کل میرے اندر اس پر شدت سے ندامت محسوس کرے گا۔

(6) آج تو میری پشت پر حرام کھا رہا ہے' لیکن کل میرے پیٹ میں تجھے کیڑے مکوڑے کھائیں گے۔

(7) آج تو میری پیٹھ پر فخر محسوس کر رہا ہے' لیکن کل میرے شکم میں ذلت و رسوائی کا سامنا کرے گا۔

(8) آج تو مجھ پر بڑی خوشی سے چل رہا ہے' لیکن کل مجھ میں بڑی غمگین حالت میں

اتارا جائے گا۔

(9) آج تو میرے اوپر روشنیوں میں چل پھر رہا ہے' لیکن کل تجھے میرے اندر اندھیروں میں چھوڑ دیا جائے گا......اور......

(10) آج تو پوری جماعت کے ساتھ مجھ پر چلتا ہے' لیکن کل مجھ میں بالکل تنہا ڈالا جائے گا۔ (المنبہات علی الاستعداد لیوم المعاد)

عبرت! عبرت! عبرت ہے!

اسلامی بھائیو!

آج ہی حرام روزی سے سچی توبہ کرلو' جو مال حرام ذرائع سے حاصل کیا ہے' اس کو ان کے مالکوں کو واپس کر دو' اگر وہ نہ ملیں تو اتنا مال بلا نیتِ ثواب کسی شرعی فقیر کو دے دو' اگر دنیا و آخرت میں کامیابی چاہتے ہو تو آج سے پکا ارادہ کرلو کہ آج کے بعد میں کسی سے بھی حرام مال نہیں لوں گا' جو لے لیا اس کو واپس لوٹا دوں گا' آج دنیا کی چند روزہ تنگی کل بروزِ قیامت سے بہتر ہے بلکہ صد ہزار گنا سے زیادہ بہتر ہے' جہنم کا ہلکا عذاب بھی کسی سے برداشت نہ ہوگا۔

حدیث پاک میں ہے کہ جہنمیوں کے لیے ہلکاترین عذاب ان کے پاؤں میں آگ کے جوتے ہوں گے جن سے ان کا دماغ ہنڈیا کے جوش مارنے کی طرح کھولے گا' ان کے کان اور داڑھیں آگ کے انگارے برسا رہے ہوں گے' پلکیں آگ کے شعلوں کا منظر پیش کریں گی' اُن کے پیٹ کی آنتیں پاؤں سے نکلی دکھائی دیں گی' وہ سمجھے گا کہ جہنمیوں میں سے شدید ترین عذاب مجھے دیا جا رہا ہے حالانکہ اسے جہنم کا ہلکاترین عذاب دیا جا رہا ہوگا۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ!)

اور اگر تم سچے دل سے تائب ہو گئے اور حرام خوری اور دیگر گناہوں سے بچتے رہے تو پھر درگزر فرمانے والا اپنا عفو و کرم فرمائے گا' پھر ٹھکانہ جنت ہوگا جس میں ایسی

نہریں بہہ رہی ہیں جن کی لمبائی ایک مہینے کا فاصلہ ہے' اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے' برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے' جو ایک بار اس نہر سے پانی پی لے گا اسے پھر کبھی بھی پیاس نہ لگے گی اور اس کا جام اس کو نصیب ہوگا' جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سے محبت رکھے گا' یہ نہر تسنیم ہے جس کا ذکر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اپنے ایک شعر میں بھی کیا:

فیض ہے یا شہِ تسنیم نرالا تیرا　　　آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا

جس جنت میں ایسی نعمتیں ہیں جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا' نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی کے ذہن میں اُن عظیم نعمتوں کا خیال گزرا' اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حرام کمانے اور کھانے سے بچائے' ہمیں دوزخ کی آگ سے بچائے اور ہمیں جنت الفردوس میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جگہ عطا فرمائے' آمین!

دعا کی قبولیت کا نسخہ

اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ارشاد فرمایا:

''اگر تم مجھ سے دعا کا ارادہ کرو تو اپنے پیٹ کو حرام غذا سے محفوظ رکھو اور یوں عرض کرو: اور قدیم احسان اور وسیع فضل والے! اے وسیع رحمت والے! تو میں تمہارا سوال پورا فرمادوں گا''۔ (بحر الدموع)

پرہیزگاری کی اہمیت

بعض اہل علم کا قول ہے:

''دنیا کی حلال چیزوں پر حساب ہے اور حرام پر عذاب ہے اور حرام ایک

ایسی بیماری ہے جس کا علاج فقط یہی ہے کہ بندہ حرام کھانے سے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پناہ چاہے"۔

حرام خود کے بارے اشعار:

اشبہ من یتوب علی حرام کبیض فاسد تحت الحمام

ترجمہ: جو شخص حرام کو ترک کیے بغیر توبہ کرے میں اسے کبوتری کے نیچے پڑے ہوئے خراب انڈے سے تشبیہ دیتا ہوں

یطول عِناوہ فی غیر شغل وآخرہ یقوم بلا تموم

ترجمہ: کہ اس (کبوتری) کی تھکن بے کار کام میں بڑھتی رہتی ہے اور آخر کار وہ ناکام ہو کر اُٹھ کھڑی ہوتی ہے۔

اذا کان المقام علی حرام فلا مضی لتطول القیام

ترجمہ: جب حرام پر ہی ڈٹے رہنا ہو تو لمبی لمبی عبادتوں کا کیا فائدہ؟

حرام خور توفیقِ عبادت سے محروم

حرام اور مشتبہ چیزوں سے بچنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ حرام اور مشتبہ چیزوں کا استعمال کرنے والا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے دھتکار دیا جاتا ہے اور اسے عبادت کی توفیق نصیب نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا صحیح معنوں میں حق طیب و طاہر شخص ہی ادا کر سکتا ہے۔ (منہاج العابدین)

امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

کیا اللہ تعالیٰ نے جنبی کو مسجد میں داخل ہونے اور بے وضو کو قرآن پاک کے چھونے سے نہیں روکا؟ بلکہ ارشاد فرمایا:

وَلَاجُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰی تَغْتَسِلُوْا ۔(النساء43)

ترجمہ: اور نہ جنابت کی حالت میں مگر یہ کہ تم سفر کر رہے ہو یہاں تک کہ تم غسل کرلو۔

لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۔(واقعہ 79)

ترجمہ: اس کو نہیں چھوتے مگر پاک صاف۔(یعنی قرآن پاک کو نہیں چھوتے)۔

جنابت اور حدث مباح امر ہیں' ان مباح اُمور کی موجودگی میں دخولِ مسجد اور لمسِ قرآن کی ممانعت ہے جبکہ حرام اور مشتبہ تو ناجائز ہے' پھر حرام اور مشتبہ چیزوں کی غلاظت ونجاست سے آلودہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کیسے ممکن ہے' اور ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی حقِ بندگی کا دعویٰ کیسے کرسکتا ہے' ہرگز ایسا ممکن نہیں۔(ایضاً)

اے کاش! امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا سمجھانا ہماری سمجھ میں آ کر دل میں اتر جائے۔ آمین!

ایک لقمے کا اثر

حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''میں ایک آیتِ مبارکہ پڑھا کرتا تھا تو اس میں میرے لیے علم کے ستر دروازے کھول دیئے جاتے تھے' پھر جب میں نے امراء(یعنی امیر لوگوں کا) کا مال کھایا اور اس کے بعد جب میں نے وہ آیت پڑھی تو اس میں میرے لیے ایک دروازہ بھی نہ کھلا''۔(بحرالدموع)

حرام کا وبال

حرام غذا ایک ایسی آگ ہے جو فکر کی چربی پگھلا دیتی ہے اور حلاوتِ ذکر کی لذت ختم کردیتی ہے اور سچی نیتوں کے لباس کو جلا دیتی ہے اور حرام ہی سے بصیرت کا

اندھا پن پیدا ہوتا ہے' لہٰذا مالِ حلال جمع کرو اور اسے میانہ روی سے خرچ کرو' خود بھی حرام سے بچو اور اپنے گھر والوں کو بھی اس سے بچاؤ اور حرام خوروں کی صحبت میں نہ بیٹھو' اور اُن کا کھانے کھانے سے بچتے رہو' اور جس کا ذریعہء معاش حرام ہو اس کی صحبت اختیار نہ کرو' اگر تم اپنی پرہیزگاری میں سچے ہو تو نہ ہی کسی کی حرام پر رہنمائی کرو کہ اگر وہ اسے کھالے تو اس کا حساب تم سے لیا جائے اور نہ ہی حرام کے حصول میں کسی کی مدد کرو' کیونکہ معاون بھی عمل میں شریک ہی ہوتا ہے۔

یاد رکھو! حلال کھانے ہی سے اعمال قبول ہوتے ہیں اور فاقہ و تنگدستی کو چھپانے اور تنہائی میں رو رو کر آہیں بھرنے کو اعمال کی قبولیت اور رزقِ حلال کمانے کے سلسلہ میں نہایت اہم مقام حاصل ہے۔ (ایضاً)

مالِ حرام کی دنیا و آخرت میں نحوست

لوگوں کے دلوں سے خوفِ خدا اُٹھ گیا ہے اور حرام و حلال کی تمیز بھی جاتی رہی' مال کی محبت نے ان کی آنکھوں پہ غفلت کی پٹی باندھ رکھی ہے' ایسے لوگوں کے لیے یہ حدیثِ پاک جس کو امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے اپنی ''مسند'' میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' تازیانہ عبرت ہے۔

آقا و عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''جو بندہ مالِ حرام حاصل کرتا ہے اگر اس کو صدقہ کرے تو مقبول نہیں' اور خرچ کرے تو اس کے لیے اس میں برکت نہیں' اور اپنے بعد چھوڑ مرے تو جہنم میں جانے کا سامان ہے''۔

پیارے اسلامی بھائیو!

مال کی یہی تو تین حالتیں ہیں اور مالِ حرام کی تینوں حالتیں خراب ہیں' اگر کوئی شخص مالِ حرام کما کر صدقہ کرتا ہے تو ثواب کی بجائے مستحقِ عذابِ نار بنتا ہے' صدقہ تو

بلاؤں کو دُور کرتا ہے لیکن حلال مال کا صدقہ بلاؤں کو دور کرے گا بُری موت سے بچائے گا' رحمتیں لائے گا' اور حرام مال کا صدقہ بلائیں دور کرنے کی بجائے اور زیادہ بلاؤں میں پھنسائے گا اور اگر حرام کا گندا مال خود پر اور اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرتا ہے تو اس میں برکت نہیں ہوتی۔ امام غزالی علیہ الرحمہ برکت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ کسی کے پاس مال تو کم ہے مگر اس سے فوائد زیادہ محسوس کرتا ہے' اور اسی سے زیادہ تر لوگوں کو فائدہ پہنچتا رہتا ہے اور اس وجہ سے اس سے بہت سی برکات کا ظہور ہونا شروع ہو جاتا ہے اور اب کسی کے مال میں برکت ہی نہ ہوئی تو لاکھوں روپے کما کر بھی وہ خسارے میں ہے۔ آج کل لوگ برکت کا رونا روتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو بہت زیادہ کماتے ہیں' ہماری تنخواہ بہت اچھی ہے' لیکن برکت نہیں ہے' پیسوں کا پتہ ہی نہیں چلتا' اس حالت میں اے نادان مسلمان! کبھی تنہائی میں اپنے دل سے پوچھنا کہ برکت کیوں نہیں؟ سکون کیوں نہیں؟ بے چینی کیوں ہے؟ کہیں میرے مال میں حرام تو نہیں داخل ہو گیا' میں نے سود تو نہیں کھایا؟ میں نے رشوت تو نہیں لی؟ کسی پر ظلم کر کے حرام مال تو نہیں کمایا؟ میرے پیٹ میں حرام لقمہ تو نہیں داخل ہو گیا؟ کیا میرا مال مکمل حلال ہے؟ ان باتوں میں ضرور غور کرے اور اگر مال ہی حرام کا ہے تو برکت کہاں سے آئے گی؟ برکت کی جگہ نحوست آئے گی' اگر حرام مال کا کپڑا جسم پر ہے تو نماز قبول نہیں ہو گی' اللہ تعالیٰ سے جتنی بھی دعائیں مانگ لو' اپنی دعاؤں میں چاہے کتنا ہی رو لو' کوئی دعا قبولیت کا درجہ نہیں پائے گی' نحوست ہی نحوست آئے گی جو دین و دنیا کی بربادی لائے گی' یہ دولت تو تیرے دنیا سے جاتے ہی کسی اور کی ہو جائے گی' لیکن جب باری حساب کی آئے گی تب تیری شامت آ جائے گی' تجھ کو مہلت بھی نہ دی جائے گی' تجھ کو تیری اک اک کرتوت یاد آئے گی' پھر تجھ کو یہ حرام دولت بہت رُلائے گی' اس وقت تجھے کوئی بات سمجھ نہ آئے گی۔ خدارا! تصور میں لاؤ وہ وقت جب

آفت ہی آفت چھا جائے گی' سوچو اس وقت یہ حرام دولت تیرے کیا کام آئے گی' بس تجھے عذاب میں پھنسائے گی۔

پھر اگر اسی حرام مال کو جس کے لیے تو نے اپنے ایمان تک کی فکر نہ کی کہ معاذ اللہ! ایمان جاتا ہے تو جائے' لیکن مالِ غلیظ تو ہاتھ آئے' اگر اس مالِ غلیظ کو تو چھوڑ کر مر گیا تو حدیثِ پاک نے صاف بتا دیا کہ ''یہ مال جہنم میں جانے کا سامان ہے''۔

مالِ حرام کھایا جب' تجھ پر آئیں آفتیں تب
اپنے کرتوت ہیں یہ سب کہ خودی کو خود پھنسائے جاتا ہے
ڈاکہ زنی کو تو چھوڑ' قتل و غارت سے بھی منہ موڑ
کیوں لوگوں کے مال و عزت کو چُرائے جاتا ہے
کما کر مالِ حرام چاہتا ہے امن و امان
کچھ نہیں صرف اپنے دل کو سمجھائے جاتا ہے
حبِ دنیا نے کیا تجھ کو موت سے غافل
اور تو دن رات خوشیاں منائے جاتا ہے
دین سیکھنے میں آئے تجھ پر سُستی و غفلت
علمِ دنیا میں ہی خود کو لگائے جاتا ہے
اے مردِ مسلماں تخیل میں لا وہ وقت بھی
جو تیری عظمت کے گیت تجھے سنائے جاتا ہے
یہی اولاد تجھے چھوڑ آئے گی تاریک قبر میں
جن کی خاطر تو حرام کمائے جاتا ہے
اُٹھتیں ہیں میتیں روز و شب' پتہ ہے تجھے ہر وقت
دیکھتا ہے تو یہ سب اور خود کو اندھا بنائے جاتا ہے

دنیا سے ہم نے جانا ہے' جو بویا وہی کمانا ہے
اپنا کیا ٹھکانا ہے یہی ڈر ستائے جاتا ہے
بدوں کو نیک' نیکوں کو کامل وہی کرتے ہیں اشیرؔ
پھر کیوں تُو خود کو رُلائے جاتا ہے

تجارت کے فضائل و مسائل

جب کوئی انسان کسی دوسرے انسان سے محبت کرتا ہے تو محبت کرنے والا اپنے محبوب کے لیے ہر کام میں بہتری و کامیابی ہی چاہتا ہے' اس کو نقصان والے کام سے بچاتا ہے مُحب اگر اپنے محبوب کو مشورہ دے تو اس کے حق میں بہتر مشورہ ہی دیتا ہے' یہ تو مخلوق کا معاملہ ہے تو جو مالکِ کائنات اپنے بندے سے ستّر ماؤں سے بڑھ کر محبت فرماتا ہے اور اس کے پیارے محبوب رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جو فرماتے ہیں کہ مجھے اپنی امت کا ایک بچہ دنیا و مافیہا[1] سے پیارا ہے' تو اے نادان مسلمان! تو ہی بتا! کیا اللہ و رسول (عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں غلط یا بے کار کام کا حکم دیں گے؟ ہرگز نہیں! وہ تو دنیا و آخرت میں ہمارا بھلا چاہتے ہیں' انسان کا دیا ہوا مشورہ یا کیا ہوا کام تو غلط ہوسکتا ہے' اس میں ناکامی ہوسکتی ہے لیکن اللہ و رسول (عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم) جس کام کا حکم فرمادیں' اس میں بہتری ہی بہتری ہے' وہ کام انسان کے لیے کسی زاویہ سے بھی غلط نہیں ہوسکتا جو مسلمان اللہ و رسول (عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم) کے حکم کو یا اُن کے بتائے ہوئے رستے یا طریقے کو بے کار اور فضول سمجھے گا' معاذ اللہ! وہ تو اپنے ایمان ہی سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

قرآن و حدیث کا ہر حکم یا بتایا ہوا کام انسان کی فلاح و کامرانی کے لیے ہے۔

---

[1] دنیا اور جو کچھ اس میں ہے۔ (محمد اسد قادری عفی عنہ)

تو اے مردِ مسلماں! اگر تو دنیا و آخرت کی کامیابی سے ہمکنار ہونا چاہتا ہے تو اسلام کے بتائے ہوئے سنہری اصولوں کو اپنا شعار بنالے' انشاءاللہ! تمہیں دنیا میں بھی سکون واطمینان حاصل ہوگا اور آخرت میں کوئی خوف نہ ہوگا' ہمارا اسلام وہ واحد مذہب ہے جو مسلمان کی زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی کرتا ہے' پہلی سانس سے آخری سانس تک' جس مذہب نے انسان کے لیے رہنمائی دی ہے وہ ہمارا عظیم مذہب اسلام ہے۔

I Love Islam

اسلام نے تجارت کے لیے ہمیں بہترین اصول وقوانین بتائے ہیں' تو جو کوئی ان اصول وقوانین کو سیکھ کر اُن پر عمل کرے گا وہ فلاح[1] پا جائے گا۔

اسلام نے اچھے تاجروں کے لیے جو خالص کسبِ حلال کے لیے کوشش کرتے ہیں' جھوٹ' دھوکہ وفریب اور قسمیں وغیرہ کھانے سے بچتے ہیں' دنیا و آخرت میں کامیابی کی نوید سنائی ہے اور جو تاجر مذکورہ کاموں کے برعکس ہیں' ان کی سخت مذمت فرمائی ہے۔

تجارت کے بارے میں آیاتِ قرآنیہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (پ18' النور 37)

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور خرید وفروخت اللہ کی یاد سے۔

اور فرمایا:

---

[1] عربی لغت میں دنیا وآخرت میں کامیابی کو "فلاح" کہتے ہیں۔ (محمد اسد قادری عُفی عنہ)

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا نِ انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا ۔

(پ28' القصص: 11)

ترجمہ کنزالایمان: اور جب انہوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھا تو اسکی طرف چل دیئے اور تمہیں خطرہ میں چھوڑ گئے۔

احادیث

تاجر کے لیے خوشخبریاں

تاجر کی شان

حدیث 1: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التاجر الصدوق الامين مع النبيين والصديقين والشهداء ۔(رواہ مشکوٰۃ المصابیح)

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سچا اور امانت دار تاجر پیغمبروں' صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔

تجارت اعلیٰ پیشہ

''صاحب مرأة المناجیح'' اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس (حدیث) سے معلوم ہوا کہ دیگر پیشوں سے تجارت اعلیٰ پیشہ ہے' پھر تجارت میں غلہ کی' پھر کپڑے کی' پھر عطر کی تجارت افضل ہے' ضروریاتِ زندگی اور ضروریاتِ دینی کی تجارت دوسری تجارتوں سے بہتر ہے' پھر سچا تاجر مسلمان بڑا ہی خوش نصیب ہے کہ اسے نبیوں' ولیوں کے ساتھ حشر نصیب ہوتا ہے مگر یہ ہمراہی ایسی ہوگی جیسے خدّام[1] اپنے آقا کے

[1] خادم کی جمع۔

ساتھ ہمراہی ہوتی ہے' یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ تاجر نبی بن جائے گا' اچھا تاجر تاجور[1] ہے' بُرا تاجر فاجر ہے۔ (مرأۃ المناجیح' جلد 4)

سب سے پاکیزہ کمائی

حدیث 2: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور انور' نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

''بے شک سب سے پاکیزہ کمائی ان تاجروں کی ہے جو بات کریں تو جھوٹ نہ بولیں اور جب ان کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت نہ کریں اور جب وعدہ کریں تو اس کی خلاف ورزی نہ کریں اور جب کوئی چیز خریدیں تو اس میں عیب نہ نکالیں اور جب کچھ بیچیں تو اس کی بے جا تعریف نہ کریں اور جب ان پر کسی کا کچھ (روپیہ) آتا ہو تو اس کی ادائیگی میں سُستی نہ کریں اور جب ان کا کسی پر آتا ہو تو اس کی وصولی کے لیے سختی نہ کریں''۔ (المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح)

اے کاش!

ہمارے تاجر بھائیوں کا اس حدیثِ پاک پر عمل ہو جائے' غور تو فرمایئے کہ ایک تاجر کے لیے کتنے پیارے اور سنہری اصول ہیں' اگر ہمارے معاشرے میں ان سنہری اصولوں پر عمل ہونا شروع ہو جائے تو ہمارے معاشرے میں امن و امان قائم ہو جائے' تجارت میں ترقی ہو' مال میں برکت ہو۔

رزق کے دس حصے

حدیث 3: آقا و مولیٰ' حضور محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

''تجارت کیا کرو' مخلوق کے رزق کے دس حصوں میں نو حصے تجارت میں

---

[1] مثل مشہور ہے کہ تاجر کے سر پر تاج ہے۔

ہیں''۔(کیمیائے سعادت)

ایک اور روایت میں ہے کہ

''رب تعالیٰ نے رزق کے دس حصے کیے' نو حصے تاجر کو دیئے اور ایک حصہ ساری دنیا کو''۔(اسلامی زندگی)

بہترین اور سچا تاجر

حدیث 4: حضور اکرم' نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ سب سے بہترین کسبِ معاش کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بندے کا اپنے ہاتھ سے کمانا اور ہر وہ تجارت جس میں شُبہ ہو نہ خیانت''۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

''سچا تاجر روزِ قیامت عرشِ الٰہی کے سائے تلے ہوگا''۔

(تنبیہ الغافلین' جلد دوم)

جنت اور دوزخ میں اگر کاروبار ہوتا

حدیث 5: رسولِ خدا' احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

''اگر جنت میں کاروبار ہوتا تو کپڑے کا ہوتا' اور اگر دوزخ میں کاروبار ہوتا تو سنارے کا ہوتا''۔(کیمیائے سعادت)

کپڑے کا کاروبار

حدیث 6: حضور اکرم' نورِ مجسم' رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ

''تم کپڑے کا کاروبار کرو' تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی پارچہ فروش (کپڑے کے تاجر) تھے''۔(تنبیہ الغافلین' جلد دوم)

ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ

''تمام کاروباروں اور تجارتوں سے بہتر کپڑے کا کاروبار ہے''۔

(کیمیائے سعادت)

بیع میں نرمی کرنے والے کے لیے اجر

حدیث 7: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ اس شخص پر رحمتیں کرے جو نرم ہو جب بیچے اور خریدے اور جب تقاضا کرے''۔

مقبول بندہ

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

''بیچنے میں نرمی یہ ہے کہ گاہک کو کم یا خراب چیز دینے کی کوشش نہ کرے اور خریدنے میں نرمی یہ ہے کہ قیمت کھری دے اور بخوبی ادا کرے بیوپاری کو پریشان نہ کرے تقاضے میں نرمی یہ ہے کہ جب اس کا کسی پر قرض ہو تو نرمی سے مانگے اور مجبور مقروض کو مہلت دے دے اس پر تنگی نہ کرے جس میں یہ تین صفتیں جمع ہوں وہ اللہ تعالیٰ کا مقبول بندہ ہے''۔

(مراۃ المناجیح، جلد 4)

تاجروں کی رہنمائی

حدیث 8: حضرت قیس ابن ابی غرزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رحمتِ عالم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے گروہِ تجار! بیع میں لغو اور قسم ہو جاتی ہے اس کے ساتھ صدقہ کو ملا لیا

کرو۔ (بہارِ شریعت جلد 2 بحوالہ ابوداؤد)

تاجروں کی مذمت میں احادیث

حدیث 1:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التجار یحشرون یوم القیامۃ فجارا الا من اتقی وبر وصدق ۔(رواہ مشکوۃ المصابیح)

ترجمہ: حضرت عبید ابن رفاعہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن بیوپاری' بدکار اٹھائیں گے بجز ان کے جو پرہیزگاری کریں' بھلائی کریں اور سچ بولیں۔

حدیث 2: تجار[1] بدکار ہیں

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پُرنور' شافع یومُ النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تجار بدکار ہیں' لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا اللہ عزوجل نے بیع حلال نہیں کی ہے؟ فرمایا: ہاں! بیع حلال ہے لیکن یہ لوگ بات کرنے میں جھوٹ بولتے ہیں اور قسم کھاتے ہیں' اس میں جھوٹے ہوتے ہیں''۔

(بہارِ شریعت جلد 2 بحوالہ حاکم' طبرانی)

حدیث 3: تاجروں کی مذمت

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمیں ذکر کیا گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ

---

[1] تاجر کی جمع۔

''اگر تم چاہو تو میں قسم اُٹھا کر کہہ سکتا ہوں کہ تاجر گنہگار ہیں''۔

(تنبیہ الغافلین' جلد دوم)

مزید ارشاد فرمایا کہ مجھے تاجروں پر تعجب ہوتا ہے کہ وہ دنوں کو قسمیں اُٹھاتے اور راتوں کو حساب و کتاب کرتے ہیں۔ (ایضاً)

تاجر کے لیے علم سیکھنا فرض ہے

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''خرید و فروخت کا علم حاصل کرنا فرض ہے' اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار ہی نہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا معمول مبارک یہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ بازار تشریف لے جاتے اور دُرّہ استعمال فرماتے ہوئے کہتے: کوئی ایسا شخص نہ ہو جو اس بازار میں خرید و فروخت کرے اور اس (خرید و فروخت) کے مسائل سے آشنا نہ ہو' ورنہ نہ چاہتے ہوئے بھی وہ سود کا ارتکاب کر بیٹھے گا''۔ (کیمیائے سعادت)

تاجر کی تین خصلتیں

کسی دانا کا قول ہے کہ جس تاجر میں تین خصلتیں ہوں' محتاجی دونوں جہاں میں اس کا مقدر بن جاتی ہے:

پہلی خصوصیت: جھوٹ' بے ہودہ کلام اور قسمیں اٹھانے سے زبان محفوظ نہ ہو۔

دوسری خصوصیت: کھوٹ' ملاوٹ' خیانت اور حسد سے دل پاکیزہ اور صاف ستھرا نہ ہو۔

تیسری خصوصیت: تین چیزوں کی حفاظت نہ ہو: جمعہ' جماعت کی پابندی' حصول علم کے لیے کچھ وقت اور ہر چیز پر رضائے الٰہی کی ترجیح۔ (تنبیہ الغافلین' جلد دوم)

تاجروں کے لیے ہدایات

امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں کہ

''جو اُمور خاص تاجر کے لیے ہیں اور اسے آخرت میں کارآمد ہیں' ان میں سے اسے اپنے دین کا خون کرنا چاہیے' یعنی ہر ایک امر میں دین کا لحاظ رکھنا چاہیے' تاجر کو لائق نہیں کہ معاش میں پڑ کر معاد[1] سے غافل ہو جائے اور اپنی عمر اس وجہ سے برباد کرے اور تجارت میں نقصان اُٹھائے اور آخرت کا نقصان ایسا نہیں کہ دنیوی نفع سے پورا ہو سکے' تو ایسے کاروبار کرنے سے ان لوگوں میں سے ہو جائے گا جو آخرت کو بیچ کر دنیا کی زندگی خریدیں بلکہ عاقل انسان کو چاہیے کہ اپنے نفس پر ترس کھائے اور ترس کھانے کی صورت یہ ہے کہ راُس المال بچائے اور انسان کا راُس المال اس کا دین ہے جس کی تجارت کرتا ہے''۔

حکایت: کسی بزرگ کا قول ہے کہ غافل کے لیے سب سے زیادہ شایان وہ چیز ہے جس کی حاجت اسے درست سب سے زیادہ ہو اور جس چیز کی سب سے زیادہ حاجت بالفعل ہے' وہ یہ ہے کہ آخرت میں اس کا انجام بہتر ہو۔ (احیاء العلوم' جلد دوم)

دس (10) بہترین تجارتیں

سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کے اکثر مشاغل دس صفتیں ہیں:

(1) موزہ سینا (2) تجارت
(3) پلہ داری (4) کپڑا سینا
(5) جوتا بنانا (6) کپڑا دھونا
(7) آہنگری (8) سوت کاتنا

---

[1] آخرت

(9) خشکی اور تری کا شکار کرنا (10) کتابت۔ (ایضاً)

تجارت کے اصول

(1) خوش خلقی

یوں تو ہر مسلمان کو خوش خلق ہونا لازم ہے' مگر تاجر کو خصوصیت سے خوش خلقی ضروری ہے' مسلمان تاجروں کی ناکامی کا ایک سبب ان کی بدخلقی بھی ہے کہ جو گاہک ان کے پاس ایک بار آ گیا' وہ ان کی بدخلقی کی وجہ سے دوبارہ نہیں آتا' ہم نے ہندو تاجروں کو دیکھا کہ جب وہ کسی محلہ میں نئی دکان رکھتے ہیں تو چھوٹے بچوں کو جو سودا خریدنے آئیں کچھ دونک یا چونگا بھی دیتے رہتے ہیں تاکہ بچے اس لالچ میں ہمارے ہی یہاں سے سودا خریدیں' بڑے سوداگر خاص گاہکوں کی پان' بیڑی' سگریٹ بلکہ کبھی کھانے سے بھی تواضع کرتے ہیں' یہ سب باتیں گاہک کی ہلا لینے کی ہیں' اگر تم یہ کچھ نہ کرسکو تو کم از کم گاہک سے ایسی میٹھی بات کرو اور ایسی محبت سے بولو کہ وہ تمہارا گرویدہ[1] ہو جائے۔

(2) دیانتداری

تاجر کو نیک چلن[2]' دیانتدار ہونا ضروری ہے' بدچلن' بدمعاش' حرام خور کبھی تجارت میں کامیاب نہیں ہوسکتا' اسے بدمعاشی سے فرصت ہی نہ ملے گی' تجارت کب کرے۔ مشرکین و کفار تجارت میں بہت دیانتداری سے کام لیتے ہیں' دیانتداری سے ہی بازار سے قرض مل سکتا ہے' دیانتداری سے ہی لوگ اس پر بھروسہ کرتے ہیں' دیانتداری سے ہی بینک اور کمپنیاں چلتی ہیں' کم تولنے والا' جھوٹا' خائن[3] کچھ دن تو بظاہر نفع کما لیتا ہے مگر آخرکار سخت نقصان اُٹھاتا ہے۔

---

[1] چاہنے والا۔ [2] اچھی عادتوں والا۔ [3] خیانت کرنے والا

(3) محنت

یوں تو دنیا میں کوئی کام بغیر محنت نہیں ہوتا مگر تجارت سخت محنت' چستی اور ہوشیاری چاہتی ہے' کاہل سُست آدمی کبھی کسی کام میں کامیاب نہیں ہوسکتا' مثل مشہور ہے کہ بغیر محنت تو لقمہ بھی منہ میں نہیں جاتا' تاجر خواہ کتنا ہی بڑا آدمی بن جائے مگر سارے کام نوکروں پر ہی نہ چھوڑ دے' بعض کام اپنے ہاتھ سے بھی کرے' ہم نے بنیوں[1] کو اپنے ہاتھ سے دالیں دُلتے اور سودا خود اٹھا کر لاتے ہوئے دیکھا۔

(4) اہم بات

تجارت کے چند اصول ہیں: جس کی پابندی ہر تاجر پر لازم ہے' یعنی پہلے ہی بڑی تجارت نہ شروع کردو بلکہ معمولی کام کو ہاتھ لگاؤ' آپ حدیث شریف سن چکے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو لکڑیاں کاٹ کر فروخت کرنے کا حکم دیا۔

(2) ہر شخص اپنی مناسب طاقت سے تجارت کرے' قدرت نے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ کام کے لیے بنایا ہے' کسی کو غلہ کی تجارت پھلتی' کسی کو کپڑے کی' کسی کو لکڑی کی' کسی کو کتابوں کی' غرضیکہ تجارت سے پہلے یہ خوب سوچ لو کہ میں کس قسم کی تجارت میں کامیاب ہوسکتا ہوں۔

(3) کسی ایسے کام میں ہاتھ مت ڈالو جس کی تمہیں خبر نہ ہو اور سب کچھ مردوں کے قبضہ میں ہو۔

ایک سخت غلطی

اوّلاً تو مسلمان تجارت کرتے ہی نہیں اور کرتے بھی ہیں تو اصولی غلطیوں کی وجہ سے بہت جلد فیل ہوجاتے ہیں' مسلمانوں کی غلطیاں حسب ذیل ہیں:

[1] آٹا' دال بیچنے ولا۔

(1) مسلم دکانداروں کی بدخلقی

کہ جو گاہک ان کے پاس ایک دفعہ آتا ہے پھر ان کی بدمزاجی کی وجہ سے دوبارہ نہیں آتا۔

(2) جلد باز یا ناواقف تاجر

دکان رکھتے ہی لکھ پتی بننا چاہتے ہیں' اگر دو دن بکری نہ ہو یا کچھ گھاٹا پڑے تو فوراً بددل ہو کر دکان چھوڑ بیٹھتے ہیں' اس کی بہت مثالیں موجود ہیں۔

(3) نفع بازی

عام طور پر مسلمان تاجر جلد مالدار بننے کے لیے زیادہ نفع پر تجارت کرتے ہیں' ایک نئی چیز (کسی) اور جگہ سستی بکتی ہے اور ان کے ہاں گراں (مہنگا) تو ان سے کوئی خریدے گا؟ عام تجارت میں نفع ایسا چاہیے جیسے آٹے میں نمک' ہاں نادر و نایاب چیزوں پر نفع لیا جائے تو حرج نہیں۔

(4) بے جا خرچ

ناواقف تاجر معمولی کاروبار پر بہت خرچ بڑھا لیتے ہیں' ان کی چھوٹی سی دکان اتنا خرچ نہیں اٹھا سکتی' آخر فیل ہو جاتے ہیں۔ (اسلامی زندگی)

ان اصول کے علاوہ تجارت کے اور بھی بہت سے اصول ہیں جن کو تفصیل سے جاننے کے لیے ''بہارِ شریعت'' جلد دوم' حصہ گیارھواں اور امام غزالی علیہ الرحمہ کی شہرہ آفاق تصنیف ''احیاء العلوم'' کی دوسری جلد کا مطالعہ بے حد مفید ہے۔

مسلمانو! حلال روزی حاصل کرو! بیکاری صدہا گناہوں کی جڑ ہے' رزقِ حلال سے عبادت میں ذوق' نیکیوں کا شوق اور اطاعت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے' جس گھر کے بچے آوارہ اور جوان بیکار ہوں وہ گھر چند دن کا مہمان ہے۔

تاجروں کی حکایات

سارا دن ڈھونڈتے رہے

حضرت سیدنا محمد بن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم الشان ہستی تھی' کپڑے کا کاروبار کرتے تھے' کچھ کپڑے پانچ دینار کے تھے اور بعض کی قیمت دس دینار تھی' ان کی عدم موجودگی میں شاگرد نے ایک اعرابی کو دس دینار کا کپڑا فروخت کیا' واپس تشریف لائے تو شاگرد کی خطا معلوم ہوئی' سارا دن اعرابی کی جستجو میں گھومتے رہے' بالآخر تلاش کر لیا' اس سے فرمایا کہ وہ کپڑا تو پانچ دینار سے زائد نہ تھا' اعرابی نے کہا: میں نے وہ قیمت اپنی خوشی سے ادا کی ہے' حضرت محمد بن المنکدر علیہ الرحمہ نے فرمایا: ارے! میں وہ شئی جو اپنے لیے ناپسند کرتا ہوں' دوسروں کے لیے کیسے پسند کر سکتا ہوں' یا تو یہ سودا ختم کر دو یا اس کپڑے سے بہتر کپڑا لے لو یا پھر اپنے پانچ دینار واپس لے لو' اعرابی نے پانچ دینار واپس لے لیے' (اعرابی نے) کسی سے پوچھا: یہ مردِ پاکباز کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ حضرت محمد بن المنکدر (رحمۃ اللہ علیہ) ہیں' اس نے کہا: سبحان اللہ! کتنا پاک طینت[1] انسان ہے' یہ وہ بلند اقبال آدمی ہے کہ اگر بیاباں میں ابرِ رحمت نہ برسے' ہم نمازِ استسقاء[2] پڑھیں' اللہ تعالیٰ اسی وقت بارانِ رحمت نازل فرمادے گا۔ (کیمیائے سعادت)

سبحان اللہ!

ایک اعرابی کا عقیدہ حضرت محمد بن المنکدر علیہ الرحمہ کے متعلق کتنا اچھا ہے' لیکن افسوس! آج ایک وہابی کا عقیدہ اللہ کے محبوب' آقا دو عالم' نورِ مجسم صلی اللہ علیہ

---

۱ اچھی طبیعت والا۔

۲ بارش طلب کرنے کے لیے یہ نماز پڑھی جاتی ہے۔

وسلم کے متعلق یہ بھی نہیں۔

(2) تاجروں کو نصیحت

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''تاجروں کو دن کا پہلا حصہ آخرت کے لیے اور آخری حصہ دنیا کے لیے مخصوص کرنا چاہیے''۔ (ایضا)

(3) عابد افضل یا امین تاجر

ایک ولی کامل سے عرض کی گئی کہ عبادت گزار افضل ہے یا امین تاجر؟ انہوں نے فرمایا: امانت دار تاجر افضل۔ ہے' وہ ہمہ وقت جہاد میں ہوتا ہے' شیطان ہر لحہ تولتے' لیتے اور دیتے وقت اس کے ساتھ رہتا ہے اور خلافِ شریعت کام پر ابھارتا رہتا ہے مگر وہ ہر کام اس کی منشاء کے خلاف کرتا ہے۔ (ایضا)

(4) محنت میں عظمت

حضرت امام اوزاعی علیہ الرحمہ نے حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمہ کو دیکھا' وہ لکڑیوں کا گٹھا سر پر اُٹھائے تشریف لا رہے تھے' انہوں نے عرض کی: آپ اس مزدوری کی تکلیف کیوں اُٹھا رہے ہیں؟ اس مقصد کے لیے آپ کے بھائی ہی کافی ہیں' انہوں نے خاموش رہنے کی التجا کرتے ہوئے فرمایا:

''حدیث شریف میں ہے کہ رزقِ حلال کی جستجو میں ذلت وخواری کے مقام پر کھڑا ہونا جنت واجب کر دیتا ہے''۔ (ایضا)

(5) سارا مال صدقہ کر دیا

سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے ایک شخص نے اپنے وکیل کو غلہ فروخت کرنے کے لیے واسط سے بصرہ روانہ کیا' جب وہ بصرہ پہنچا تو قیمت بہت کم تھی' وہ

قیمت دوگنا ہونے کے لیے ایک ہفتہ انتظار کرتا رہا' پھر گراں قیمت پر غلہ فروخت کر کے اپنے مؤکل[1] کو اطلاع بھیجی کہ میں نے اتنے نفع پر غلہ فروخت کر دیا' انہوں نے جواب میں لکھا: تو نے قناعت نہ کی' دین کی سلامتی کے ساتھ ہمیں کم منافع بھی کافی تھا' تجھے زیادہ نفع کے عوض میرا دین فروخت نہیں کرنا چاہیے تھا تو عظیم گناہ کا مرتکب ہوا ہے۔

اس گناہ کے کفارہ کے طور پر سارا مال صدقہ کر دو' پھر بھی ممکن ہے کہ ہمیں اس گناہ کی نحوست سے رستگاری[2] نہ ہو سکے۔ (ایضاً)

ہو سکے تو غریبوں سے مہنگے دام خریدیں

کیمیائے سعادت میں امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ فقراء سے جب کچھ خریدو تو مہنگے داموں خریدو' اس سے اُن کا دل خوش ہوگا اور یہ صدقہ کرنے سے بھی زیادہ فضیلت رکھتا ہے' البتہ دولت مند آدمی سے زیادہ قیمت پر خریدنا نہ باعثِ ثواب ہے اور نہ ہی شکر میں داخل' بلکہ دام ضائع کرنا ہے' ان سے تکرار' اصرار کر کے سستا خریدنا بہتر ہے (مگر جھوٹ وغیرہ سے بچے)' تاجر اپنی شے کا بھاؤ زیادہ بتائے' یہ جائز ہے مگر جھوٹ نہ بولے کہ میرا اتنے کا پڑتا ہے اور اُتنے کی خرید ہے' جیسا کہ آج کل کہا جاتا ہے' زیادہ دام بتا کر کمی کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں' اسی طرح گاہک کو بھی چاہیے کہ اچھی طرح جانچ پڑتال کرے' دام کم کرائے کہ یہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی سنت بھی ہے۔

بھاؤ کم کرانا حسنین رضی اللہ عنہما کی سنت ہے

حضرت حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کوشش کرتے کہ جو کچھ خریدتے سستا کروا

---

[1] وکیل کرنے والا۔

[2] درستگی۔

کے خریدتے اور اس میں تکرار و اصرار کرتے' لوگوں نے ان سے عرض کیا: آپ حضرات روزانہ کئی ہزار درہم خیرات کر دیتے ہیں مگر معمولی مقدار کی کوئی چیز خریدتے وقت اس قدر تکرار و اصرار میں کیا نکتہ ہے؟ فرمایا:

''ہم لوگ جو کچھ دیتے ہیں راہِ خدا میں دیتے ہیں اور خرید و فروخت میں دھوکہ کھانا عقل و مال کے نقصان کا باعث ہے''۔ (کیمیائے سعادت)

بازار بدترین جگہ

بازار ایک غفلت کی جگہ ہے یہاں پر گناہوں سے بچنا بہت مشکل ہوتا ہے اور آج کل کے بازاروں سے تو اللہ کی پناہ! بے پردگی اور اختلاطِ مرد و زن بہت زیادہ ہوتا ہے' آج کل کے بازاروں میں گناہوں سے بچنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ حدیث پاک میں بازار کو بدترین جگہ فرمایا۔ چنانچہ کیمیائے سعادت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''بازار بدترین جگہ ہے' بدترین انسان وہ ہے جو سب سے پہلے بازار جاتا ہے اور سب کے بعد وہاں سے واپس آتا ہے''۔

شیطان کا بیٹا بازاروں میں

حضرت معاذ بن جبل فرماتے ہیں کہ شیطان کا ایک دلنبور نامی بیٹا ہے' وہ بازاروں میں اس (شیطان) کا نائب ہے' ابلیس اس سے کہتا ہے:

''بازار جا! بازاریوں کے دلوں میں جھوٹ' خیانت' مکر اور جھوٹی قسمیں پیدا کر' اس شخص کے ہمراہ ہو جا جو سب سے پہلے بازار جاتا ہے اور سب کے بعد وہاں سے لوٹتا ہے''۔ (کیمیائے سعادت)

پچاس ہزار صحیفے

ایک ولی کامل نے ایک تاجر کو خواب میں دیکھا اور پوچھا: اللہ ربّ العزت نے

تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ تاجر نے کہا: اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے پچاس ہزار صحیفے رکھے، میں نے عرض کی: مولا! کیا یہ سب میرے گناہوں کے صحیفے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو نے پچاس ہزار افراد کے ساتھ معاملات کیے ہیں ان میں سے ہر ایک کا صحیفہ جُدا ہے، تاجر نے کہا: میں نے ہر صحیفہ اوّل تا آخر دیکھا، اگر کسی نے ایک پیسہ بھی مکر وفریب سے کمایا ہوگا یا کسی کا نقصان کیا ہوگا تو اس کا بوجھ اس کی گردن پر ہو گا، جب تک وہ اس سے عہدہ برآ نہ ہوگا اسے کوئی چیز فائدہ نہ دے گی۔

عبرت ہی عبرت ہے! میرے تاجر اسلامی بھائیو! آپ کا تو اپنے کاروبار میں سینکڑوں، ہزاروں لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے، اگر کسی کا بھی آپ نے حق دبالیا، اس کو دھوکہ دیا، ناپ تول میں کمی کی اور اس کے سبب آپ کی پکڑ ہوگئی تو قیامت میں تمہاری نیکیاں اس کو دے دی جائیں گی، جن جن کا تم نے حق دبایا ہوگا اور اگر تمہاری نیکیاں ختم ہوگئیں تو اُن کے گناہ تمہارے نامۂ اعمال میں ڈال دیئے جائیں گے تو اس وقت کتنی حسرت ہوگی، اگر اس حسرت وپشیمانی سے بچنا چاہتے ہو تو مکر وفریب، جھوٹی قسمیں کھانے، دھوکہ دینے، ناپ تول میں کمی کرنے سے باز آجاؤ اور سچی توبہ کرلو۔

آج مسلمان کا مسلمان سے دشمنوں والا سلوک ہوتا جارہا ہے، ایک ہی مارکیٹ میں ایک جیسی دکان والوں کا آپس میں سخت اختلاف چلتا ہے، اگر ایک کے پاس گاہک آجائے تو دوسرا تمنا کرتا ہے کہ یہ میرے پاس کیوں نہیں آیا؟ اور اس بنیاد پر دوکاندار ایک دوسرے سے حسد کا شکار بھی ہوتے ہیں، ایک دوکاندار کی یہ سوچ ہوتی ہے کہ دن بھر میں جتنے گاہک آئیں میرے ہی پاس آئیں، کسی دوسری دوکان پر نہ جائیں، اس کے برعکس پہلے کے مسلمانوں کا انداز ہی نرالا تھا، ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی خیر خواہی کے لیے تیار رہتا تھا، اللہ کرے کہ وہ سنہری وقت کی ایک جھلک ہمیں بھی دیکھنی نصیب ہو! جس میں ہر مسلمان کے دل میں احترامِ مسلم کا جذبہ کوٹ

کوٹ کر بھرا ہوتا تھا' مسلمان خود بھوکا رہ لیتا تھا لیکن اپنے مسلمان بھائی کو بھوکا نہیں دیکھ سکتا تھا' وہ اس کے دُکھ کو اپنا دُکھ سمجھتا تھا' وہ اس کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتا تھا' اگر اسے مال کی ضرورت ہوتی تو اس کی ضرورت کو پوری کرتا تھا۔ الغرض! ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے حقوق کی ہر طرح سے حفاظت کرتا تھا' جس کی وجہ سے مسلم معاشرہ امن وامان کا گہوارہ تھا' اس کے چمن میں پیار ومحبت کی ہوا نسیمِ سحر کی طرح رواں تھی' اس کے بازار علم وحکمت کا پتا دیتے تھے' اس کی کچہریاں انصاف کا آئینہ تھیں' اس کے مدرسوں میں علم وعمل کی بہار تھی' اس کی مسجدوں میں خوف وخشیت کے سبب آہ وبُکا کی دل سوز آوازیں گونجا کرتی تھیں' یہ لوگ تقویٰ وپرہیزگاری میں اپنی مثال آپ تھے۔

احترامِ مسلم

خلیفۂ اعلیٰ حضرت' حضرت ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ الغنی فرمایا کرتے تھے کہ ''پہلے کے اہل مدینہ والوں کا یہ حال تھا کہ ایک شخص کپڑے کی دکان پر گیا اور دکاندار سے بہت زیادہ مقدار میں کپڑا طلب کیا تو دکاندار نے کپڑا دینے سے انکار کر دیا اور اس سے کہا: بھائی صاحب! آج ہماری اچھی بکری ہوگئی ہے' ہمارا ہمسایہ دکاندار صبح سے فارغ بیٹھا ہے' آپ اپنا مطلوبہ کپڑا ان سے لے لیجئے!''

اے کاش!

ہمیں بھی احترامِ مسلم کا ایسا جذبہ نصیب ہو جائے!

کھوٹا سکہ

حضرت سیدنا شیخ ابوعبداللہ خیاط رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آتش پرست[1]

---

[1] آگ کی پوجا کرنے والا۔

کپڑے سلواتا اور ہر بار اُجرت میں کھوٹا سکہ دے جاتا' آپ اس کو لے لیتے' ایک بار آپ کی غیر موجودگی میں شاگرد نے آتش پرست سے کھوٹا سکہ نہ لیا' جب حضرت سیدنا شیخ عبداللہ خیاط علیہ الرحمہ واپس تشریف لائے اور ان کو یہ معلوم ہوا تو آپ علیہ الرحمہ نے شاگرد سے فرمایا: تو نے کھوٹا درہم کیوں نہیں لیا؟ کئی سال سے وہ مجھے کھوٹا سکہ ہی دیتا رہا ہے اور میں بھی چپ چاپ لے لیتا ہوں تاکہ یہ کسی دوسرے مسلمان کو نہ دے آئے۔ (احترامِ مسلم بحوالہ احیاء العلوم)

ذخیرہ اندوزی کیا ہے؟ اور اس پر وعیدیں

ذخیرہ اندوزی کی تعریف

ذخیرہ اندوز وہ ہوتا ہے جو غلہ خرید کر اس نیت سے رکھتا ہے کہ مہنگا ہونے پر اسے فروخت کرے۔ (کیمیائے سعادت)

ایک اور تعریف

قحط اور گرانی کے زمانہ میں غلہ یا جانوروں کا چارہ خرید کر اس نیت سے ذخیرہ اندوزی کرے تاکہ جب خوب زیادہ گراں ہو جائے تو بیچے گا کیونکہ ایسا کرنے سے گرانی[1] بڑھ جاتی ہے اور لوگ مصیبت میں پھنس جاتے ہیں' اس لیے شریعت نے اس کو ناجائز اور گناہ کا کام قرار دیا ہے۔

(جہنم کے خطرات)

ذخیرہ اندوزی کے حرام ہونے کی وجہ

ذخیرہ اندوزی سے لوگوں کو بہت مشقت اُٹھانا پڑتی ہے' اس لیے اسے حرام کیا گیا ہے' خوراک انسان کا سہارا ہے' جب فروخت ہو تو تمام مخلوق کے لیے خریدنا مباح

[1] مہنگائی۔

ہے، لیکن جب ایک شخص خرید کر ذخیرہ کر لیتا ہے تو دیگر لوگ اس کے خریدنے سے عاجز آ جاتے ہیں، یہ اس طرح کہ ایک شخص مباح پانی ذخیرہ کرے تاکہ لوگ تشنہ ہو کر گراں قیمت دے کر خریدیں، غلہ اس نیت سے خریدنا گناہ ہے، غلہ کا مالک کسان جب چاہے اسے فروخت کر سکتا ہے، اس پر واجب نہیں کہ جلد فروخت کرے، مگر تاخیر نہ کرنا بہتر ہے، اگر دل میں یہ میلان ہو کہ قیمت زیادہ ہونے پر فروخت کروں گا تو یہ میلان قابلِ مذمت ہے۔ (کیمیائے سعادت)

ذخیرہ اندوزی مطلقاً منع نہیں

احتکار (ذخیرہ اندوزی) حکر سے بنا ہے، بمعنی ظلم و بدصحبتی، شریعت میں انسان یا جانور کی غذاؤں کا ذخیرہ کر لینا احتکار کہلاتا ہے۔ تنگی کے زمانہ میں ذخیرہ اندوزی ناجائز ہے، فراخی[1] میں جائز یعنی اگر انسان یا جانور بھوکے مر رہے ہیں، بازار میں یہ چیزیں ملتی نہیں، مگر یہ ظالم اور زیادہ مہنگائی کے انتظار میں اشیاءِ ضرورت کا ذخیرہ کیے بیٹھا ہے، یہ جرم ہے، ممانعت کی تمام حدیثوں میں احتکار سے یہی مراد ہے، مطلقاً ذخیرہ کرنا حرام نہیں، ورنہ مسلمان غلہ بھوسہ وغیرہ کی تجارت نہ کر سکیں گے۔

(مرأۃ المناجیح جلد 4)

غلہ روکنے پر احادیث

حدیث 1:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احتکر فھو خاطی رواہ مسلم۔ (مشکوۃ المصابیح)

ترجمہ: حضرت معمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] خوشحالی۔

نے فرمایا: جو غلہ روکے وہ خطا کار ہے۔

ذخیرہ اندوزی کب منع ؟

''صاحب مرأۃ المناجیح'' اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ یعنی (یہ ذخیرہ اندوز) گنہگار ہوگا۔ امام مالک نے اس حدیث کی بناء پر فرمایا کہ مطلقاً مال کا ذخیرہ کرنا ناجائز ہے' مال غذا کی قسم کا ہو یا اور (قسم کا) باقی جمہور[1] ائمہ[2] کے ہاں صرف غذاؤں کا روکنا منع ہے' وہ بھی صرف تنگی کے زمانہ میں' اگر اسکے روکنے سے بازار پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور چیز عموماً مل ہی رہی ہے تو بلا کراہت جائز ہے۔ (مرأۃ المناجیح جلد 4)

حدیث 2:

عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الجالب مرزوق والمحتکر ملعون ۔ (مشکوۃ المصابیح)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں: غلہ لانے والا روزی دیا جائے گا' روکنے والا لعنتی ہے۔

ذخیرہ اندوزی کی مذمت

''مرأۃ المناجیح'' میں اس حدیث پاک کی شرح میں ہے:

''جو تاجر باہر سے شہر میں غلہ لائے جس کی وجہ سے یہاں کا قحط دور ہو جائے' اللہ اسے روزی دے' اور جو غلہ کو ذخیرہ کر کے قحط پیدا کرے' اس پر خدا کی پھٹکار[1]۔ اور ہو سکتا ہے کہ یہ خبر ہو' یعنی غلہ لانے والے کو برکتیں ملیں گی اور ذخیرہ والا لعنتی ہی مرے گا''۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ!) (مرأۃ المناجیح جلد 4)

---

[1] اکثر۔ [2] امام کی جمع۔

[1] لعنت۔

حدیث 3: ذخیرہ اندوز سے اللہ بیزار

قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم من احتکر طعاما اربعین یوما یرید بہ الغلاء فقد بریء من اللّٰہ وبریء اللّٰہ منہ ۔ رواہ رزین ۔(مشکوٰۃ المصابیح)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو چالیس دن غلہ روکے کہ اس کے مہنگے ہونے کا انتظار کرے تو وہ اللہ سے دور ہو گیا اور اللہ اس سے بیزار ہو گیا۔

چالیس دن کی حکمت

''مرأۃ المناجیح'' میں اس حدیث کی شرح میں فرمایا:

''چالیس دن کا ذکر حد بندی کے لیے نہیں تا کہ اس سے کم ذخیرہ اندوزی جائز ہو بلکہ مقصد یہ ہے کہ جو ذخیرہ اندوزی کا عادی ہو جائے (اس کی یہ سزا چالیس دن کوئی کام کرنے سے عادت پڑ جاتی ہے) اس لیے چالیس دن نماز باجماعت کی تکبیر اولیٰ پانے کی بڑی فضیلت ہے کہ اتنی مدت میں وہ جماعت کا عادی ہو جائے گا' ہر جگہ ذخیرہ اندوزی میں یہ ہی قید ہے کہ غلہ کی گرانی کے لیے اس کا ذخیرہ کرنا ممنوع ہے' وہ بھی جبکہ لوگ تنگی میں ہوں اور یہ بہت زیادہ گرانی کا انتظار کرے کہ خوب نفع سے بیچے ۔ یہ فرمانِ عالی شان انتہائی غضب کا ہے: جو بادشاہ کی حفاظت سے نکل جائے اس کا حال کیا ہوتا ہے؟ جو چاہے اس کا مال لوٹ لے' جو چاہے اس کا خون کر دے' جو چاہے اس کے زن و فرزند[1] کو ہلاک کر دے تو جو رب تعالیٰ کی امان و عہد سے نکل گیا' اس کی بدحالی کا اندازہ نہیں ہو سکتا'

---

[1] بیوی بچے۔

لہٰذا یہ ایک جملہ (اور اللہ اس سے بیزار ہو گیا) ہزار ہا عذابوں کا پتہ دے رہا ہے' رب تعالیٰ محفوظ رکھے' آمین!'' (مرآۃ المناجیح جلد 4)

حدیث 4:

اور کنز العمال جلد 4 کی حدیث پاک میں ہے کہ

''جو اس نیت سے ذخیرہ اندوزی کرے کہ مسلمانوں پر گرانی[1] لا دے تو اس شخص سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بیزار ہیں''۔

حدیث 5: ذخیرہ اندوز نافرمان

حضور پاک' صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:

''جس نے کھانا ذخیرہ کیا' وہ نافرمان ہے''۔ (الزواجر عن اقتراف الکبائر)

حدیث 6: چالیس برس کے اعمال برباد

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو ایک ہی رات میری امت پر گرانی ہونے کی تمنا کرے' اللہ تعالیٰ اس کے چالیس برس کے اعمال کو غارت و برباد کر دے گا''۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ!) (جہنم کے خطرات بحوالہ کنز العمال جلد 4)

حدیث 7: ذخیرہ اندوز کی شامت

آقا دو عالم' نورِ مجسم' شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص چالیس روز تک غلہ کو گراں قیمت ہونے کے لیے ذخیرہ کرتا ہے'

---

[1] مہنگائی۔

اگر وہ سارا غلہ صدقہ بھی کر دے' پھر بھی اس گناہِ عظیم کا کفارہ ادا نہیں کر سکتا''۔ (کیمیائے سعادت)

حدیث 8: بھاؤ کا تقرر[1]

رحمت عالمیان' فخر انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ''بھاؤ کا تقرر میں نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ ہی بھاؤ کا تقرر فرمانے والا ہے''۔ (تنبیہ الغافلین' جلد اوّل)

حدیث 9: سب سے بڑا ذخیرہ اندوز کون؟

رحمتِ کونین' ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''سب سے بڑا ذخیرہ اندوز وہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ قیمتیں کم کر دے تو غمگین ہوتا ہے اور اگر قیمتیں زیادہ کر دے تو خوش ہوتا ہے''۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر)

حدیث 10: ذخیرہ اندوز کے لیے وعید شدید

حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''جو مسلمانوں پر ان کی روزی (غلہ) روکے' اللہ تعالیٰ اسے کوڑھ اور مفلسی میں مارے گا''۔ (مشکوٰۃ المصابیح جلد ۱)

عبرت ناک حکایت

حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے:

''ایک دفعہ کچھ کھانا مسجد کے دروازے کے پاس رکھا ہوا تھا' جب

---

[1] مقرر کرنا۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ باہر نکلے تو آپ نے دریافت فرمایا: یہ کھانا کیسا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یہ کھانا شہر کے باہر سے ہمارے پاس لایا گیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ اس کھانے میں اور اس کو ہمارے شہر میں لانے والے میں برکت عطا فرمائے! آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ موجود کسی نے کہا: اے امیر المؤمنین! یہ ذخیرہ کیا گیا ہے' آپ نے دریافت فرمایا: کس نے ذخیرہ کیا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: فَروخ (حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام) اور فلاں نے جو آپ کا غلام ہے' آپ نے دونوں کو بُلا بھیجا' وہ دونوں حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا: تمہیں مسلمانوں کے کھانے کو روکنے کا کس نے اختیار دیا؟ انہوں نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! ہم اپنے اموال سے خریدتے اور بیچتے ہیں۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جس نے مسلمانوں پر ان کا کھانا روک لیا اللہ اسے کوڑھ اور افلاس میں مبتلا کر دے گا۔ پس اسی وقت حضرت فروخ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! میں اللہ عزوجل سے اور آپ سے عہد کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی بھی کھانے کو ذخیرہ نہیں کروں گا۔ لہٰذا انہوں نے اسے مصر کی طرف بھیج دیا' جبکہ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام نے کہا: ہم اپنے اموال سے خریدتے اور بیچتے ہیں۔ بہرحال ابو یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس غلام کو کوڑھ کی حالت میں دیکھا ہے''۔ (الزواجر عن اقتراف الکبائر)

ذخیرہ اندوزی کی جائز اور ناجائز صورت

ذخیرہ اندوزی منع ہے اور سخت گناہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ غلہ روکنے والا ملعون[1] ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ گرانی کے زمانہ میں غلہ خرید لے اور اس کی بیع نہ کرے بلکہ روک رکھے کہ لوگ جب خوب پریشان ہوں گے تو خوب گراں کر کے بیچوں گا' اور اگر یہ صورت نہ ہو بلکہ فصل میں غلہ خریدتا ہے اور رکھ چھوڑتا ہے' کچھ دنوں بعد جب گراں (مہنگا) ہو جاتا ہے تب بیچتا ہے' یہ نہ ذخیرہ اندوزی ہے نہ اس کی ممانعت' اور غلہ کے علاوہ دوسری چیزوں میں ذخیرہ اندوزی کی ممانعت نہیں' لہٰذا دوسری چیزوں کو روک کر جس بھاؤ چاہے بیچ سکتا ہے' شرعاً ممنوع نہیں۔ اور فصل کے موقع پر غلہ خرید کر رکھنا' پھر گراں ہونے پر بیچنا بھی شرعاً جائز ہے' البتہ گرانی کے زمانہ میں غلہ خرید کر نہ بیچنا اور لوگوں کے خوب پریشان ہونے پر زیادہ گراں کر کے بیچنا گناہ ہے۔ (فتاویٰ فیض الرسول' جلد دوم)

دل تاریک ہو جاتا ہے

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جو شخص چالیس روز تک ذخیرہ اندوزی کرتا ہے' اس کا دل تاریک ہو جاتا ہے''۔ (کیمیائے سعادت)

غلہ کو نذر آتش کرنے کا حکم

حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی کہ فلاں مقام پر ذخیرہ شدہ غلہ موجود ہے' آپ رضی اللہ عنہ نے اس غلہ کو نذر آتش کرنے کا حکم دیا۔ (ایضاً)

عظیم لوگوں کا عظیم تقویٰ

ایک تابعی رحمۃ اللہ علیہ بصرہ میں مقیم تھے' ان کا ایک غلام ''سوس'' میں اقامت

---

[1] لعنتی۔

گزیں تھا' اس نے اُن تابعی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا' اس سال گنے کو بیماری لگ گئی ہے' اس سے پہلے کہ لوگ اس راز سے آگاہ ہوں بہت سی شکر خرید لیں' انہوں نے بہت سی شکر خرید لی اور وقتِ مقررہ پر فروخت کر دی' انہیں تیس ہزار درہم منافع ہے' پھر دل میں کہنے لگے: مولا! میں نے مسلمانوں سے دھوکہ کیا ہے' گنے کی بیماری ان سے مخفی رکھی ہے یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ انہوں نے تیس ہزار درہم لیے' شکر فروش کے پاس گئے اور کہنے لگے: یہ تمہارا مال ہے' دکاندار نے کہا: یہ کیسے میرا مال ہے؟ جواب میں تمام قصہ سنا دیا' اس شخص نے کہا: میں نے آپ کے لیے یہ رقم حلال کر دی ہے' وہ تابعی گھر آ کر شب بھر فکر میں ڈوبے رہے' کہنے لگے: ممکن ہے کہ یہ شخص شرم و حیاء کی وجہ سے رقم نہ لے رہا ہو' میں نے اس کے ساتھ فریب کیا ہے' دوسرے روز اس شخص کے گھر تشریف لے گئے اور اتنا اصرار کیا کہ وہ رقم لینے پر مجبور ہو گیا۔ (ایضاً)

نیک نیتی کا صلہ

بنی اسرائیل کا ایک عابد ایک مرتبہ ریت کے ٹیلے کے پاس سے گزرا' ٹیلے کو دیکھ کر آرزو کرنے لگا: اگر میرے پاس اس ٹیلے جتنا آٹا ہو تو میں بنی اسرائیل کو ان قحط زدہ دنوں میں آٹا دے کر انہیں سیر کرا دوں' اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے نبی کی طرف وحی فرمائی کہ جا کر میرے فلاں بندے کو میرا یہ پیغام دے دو کہ اگر تمہارے پاس ایک ٹیلے جتنا آٹا ہوتا تو تمہیں اس کا صدقہ کرنے کا جو ثواب ملتا ہم محض تمہارے نیک ارادے پہ ہی اتنا ثواب عطا فرمائے دیتے ہیں' یعنی جب اس عابد نے نیک نیتی سے صدقہ کرنے کا ارادہ کیا اور مسلمانوں کے ساتھ شفقت و ہمدردی کا جذبہ ظاہر کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے اجر کی خوشنودی ایک نبی کے ذریعے سنا دی' لہٰذا ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ دوسرے مسلمان کے لیے شفیق و رحیم ہو۔

(تنبیہ الغافلین' جلد اوّل)

احساسِ مسلم

کسی زاہد کے گھر گندم کا ڈھیر تھا' اسی دوران لوگ قحط سالی کا شکار ہو گئے' انہوں نے گندم اٹھائی اور ساری کی ساری بیچ ڈالی' پھر بقدرِ ضرورت خریدنے کے لیے چل پڑے' انہیں کہا گیا: آپ نے بقدرِ ضرورت بیچتے وقت اپنے پاس گندم کیوں نہ رکھ لی؟ کہنے لگے: میں نے چاہا کہ میں بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ان کی تکلیف میں شریک ہو جاؤں۔ (ایضاً)

چوری کا مال خریدنے کا گناہ

چوری کے گناہ میں شامل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:

''جس نے چوری کے مال کو جاننے کے باوجود (وہ مال خریدا)' وہ اس کے عیب اور گناہ میں شریک ہو گیا''۔ (الزواجر عن اقتراف الکبائر)

چور پر لعنت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور شافع محشر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

''چور پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے''۔ (صحیح بخاری)

ہاتھ کاٹ دیا گیا

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چور لایا گیا تو اس کا ہاتھ کاٹا گیا' پھر حضور نے فرمایا کہ وہ کٹا ہوا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکا دیا جائے۔ (انوار الحدیث)

ضروری بات

اگر حکومتِ اسلامیہ ہوتی تو چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹا جاتا' موجودہ صورت میں ان کے لیے یہ حکم ہے کہ مسلمان ان کا بائیکاٹ کریں' ان کے ساتھ کھانا پینا' اُٹھنا بیٹھنا اور کسی قسم کے اسلامی تعلقات نہ رکھیں' یہاں تک کہ وہ لوگ توبہ کر کے اپنے افعالِ قبیحہ سے باز نہ آ جائیں' اگر مسلمان ایسا نہ کریں گے تو وہ بھی گناہ گار ہوں گے۔

(ایضاً)

چوری کا مال خریدنا کیسا؟

اعلیٰ حضرت' مجددِ دین وملت' الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاویٰ رضویہ'' جلد 17 صفحہ 165 میں اس بارے میں فرماتے ہیں:

''چوری کا مال دانستہ (جان بوجھ کر) خریدنا حرام ہے بلکہ اگر معلوم نہ ہو تو مظنون (گمان) ہو جب بھی حرام ہے''۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 17)

اگر معلوم ہو گیا کہ جو مال میں نے خریدا وہ چوری کا ہے

اس مسئلہ کے بارے میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

''پھر اگر ثابت ہو جائے کہ یہ چوری کا مال ہے تو اس کا استعمال حرام ہے بلکہ مالک کو دیا جائے اور وہ نہ ہو تو اس کے وارثوں کو اور ان کا بھی پتہ نہ چل سکے تو فقراء کو''۔ (ایضاً)

ملاوٹ کا وبال

ملاوٹ کرنا بہت بڑا جرم ہے' قرآن و حدیث میں اس کی سخت ممانعت اور مذمت آئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ○ (پ24 المؤمن 19)

ترجمہ کنزالایمان: اللہ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے۔

اور فرماتا ہے:

فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَ اَخْفٰى ○ (پ16 طٰہٰ 7)

ترجمہ کنزالایمان: وہ تو بھید کو جانتا ہے اور اسے جو اس سے بھی زیادہ چھپا ہے۔

اے ملاوٹ کرنے والے غور کر!

اے مکار دھوکے باز ملاوٹ کرنے والے اور ان باطل بیوعات اور فاسد تجارات کے ذریعے لوگوں کا مال کھانے والے! جان لے! تیری کوئی نماز نہیں نہ زکوٰۃ نہ روزہ اور نہ ہی حج جیسا کہ اس صادق ومصدوق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: جو اپنی مرضی سے نہیں بولتے اور دھوکے باز خاص طور پر اس فرمانِ عبرت نشان میں غور وفکر کریں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''جس نے ہمیں دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں''۔

''اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دھوکے کا معاملہ عظیم اور اس کا انجام بہت خطرناک ہے کیونکہ اکثر اوقات یہ چیز اسے اسلام سے نکلنے کی طرف لے جاتی ہے اسی وجہ سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (اسی چیز کے بارے میں) ''لَيْسَ مِنَّا'' (وہ ہم میں سے نہیں) فرماتے ہیں جو بہت زیادہ قبیح (برا) ہو اور اپنے کرنے والے کو خطرناک معاملے کی طرف لے جائے اور اس سے کفر کا خوف ہو کیونکہ جو اپنے دین کو زوال کی طرف

لے جاتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنتا ہے: جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں' پھر بھی دنیا کی محبت کو دین پر ترجیح دیتے ہوئے اور گمراہوں کے راستے پر رضامند رہتے ہوئے ملاوٹ سے باز نہیں آتا''۔

ملاوٹ کرنے والے کی مذمت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث پاک مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کے پاس سے گزرے جس کے سامنے اناج کا ڈھیر رکھا ہوا تھا' اللہ عزوجل نے آپ کی طرف وحی کی کہ اس میں اپنا دستِ اقدس داخل کریں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا تو اس ڈھیر کے اندر تری سے آپ کا مبارک ہاتھ بھیگ گیا' آپ نے دستِ رحمت باہر نکال کر فرمایا:

''اے صاحبِ طعام (یعنی اناج والے)! یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس پر بارش ہوگئی تھی' تو آپ نے ارشاد فرمایا: تم نے بھیگے ہوئے اناج کو اوپر کیوں نہ رکھا کہ لوگ دیکھ لیتے' جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں''۔

(فیوض الباری شرح صحیح البخاری)

اشیاء خوردنی میں ملاوٹ بدترین گناہ ہے' اشیاء خوردنی میں ملاوٹ کرنا ایک بدترین قسم کی خیانت اور بے ایمانی ہے' کیونکہ اس سے صرف ایک شخص کی حق تلفی نہیں ہوتی بلکہ پورے معاشرے کی حق تلفی ہوتی ہے' اوپر کچھ اور نیچے کچھ' اور غلہ رکھنا حق تلفی اور دھوکا ہے۔

ملاوٹ والی چیز کی ملاوٹ بتا کر بیچنا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاویٰ رضویہ'' میں ''دُرِ مختار''

ہماری شریعت میں کسی مسلمان بھائی کو دھوکہ دینا یا اس سے مکروفریب کرنا سخت منع اور گناہ ہے۔قرآن وحدیث میں اس کی سخت ممانعت ومذمت آئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا یَحِیْقُ الْمَکْرُ السَّیِّیءُ اِلَّا بِاَھْلِہٖ ؕ (پ22 فاطر43)

ترجمہ کنزالایمان: اور بُرا داؤ (فریب) اپنے چلنے والے پر ہی پڑتا ہے۔

دھوکے باز جنت میں داخل نہ ہوگا

حضور پُرنور شافع یومِ النشور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:

''دھوکے باز جنت میں داخل نہ ہوگا اور نہ ہی بخیل اور نہ ہی احسان جتلانے والا''۔ (الزواجر عن اقتراف الکبائر)

مکر کرنا فاسقوں کا کام

رسولِ اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:

''مؤمن سیدھا سادہ کرم کرنے والا جبکہ فاسق مکار کمینہ ہے''۔ (ایضاً)

ناپ تول میں کمی کرنا

ناپ تول میں کمی کرنا گھناؤنا جرم ہے اسلام اس سے سخت منع فرماتا ہے یہ کبیرہ گناہوں میں شامل ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے قرآن وحدیث میں سخت وعید سنائی گئی ہے اور انہیں عذابِ الیم سے ڈرایا گیا ہے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَ اِذَا کَالُوْھُمْ اَوْ وَّزَنُوْھُمْ یُخْسِرُوْنَ ۝ اَلَا یَظُنُّ اُولٰٓئِکَ اَنَّھُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝ لِیَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ یَّوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (پ30 المطففین 1تا6)

ترجمہ کنز الایمان: کم تولنے والوں کی خرابی ہے○ وہ کہ جب اوروں سے ماپ لیں اور جب انہیں ماپ تول کر دیں' کم کر دیں○ کیا ان لوگوں کو گمان نہیں کہ انہیں اٹھنا ہے○ ایک عظمت والے دن کے لیے○ جس دن سب لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے○

شانِ نزول

سیدنا سدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اس آیتِ مبارکہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ جب ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شریف میں تشریف لائے تو وہاں پر ایک شخص تھا جس کا نام ابوجہینہ تھا' اس کے دو پیمانے تھے: ایک کے ساتھ دیتا اور دوسرے کے ساتھ لیتا تھا تو اللہ عزوجل نے یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ط ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا○ .(پ15 بنی اسرائیل رکوع 4)

ترجمہ: اور ناپو تو پورا ناپو اور برابر ترازو سے تولو یہ بہتر ہے' اور اس کا انجام اچھا ہے۔

حدیث 1: ناپ تول میں کمی' رزق میں کمی کا باعث

رسولِ خدا' احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس قوم میں بھی لوٹ مار یعنی چوری کی کثرت ہوئی' اللہ عزوجل نے ان کے دلوں میں دشمن کا رعب ڈال دیا جس قوم میں بھی زنا عام ہوا ان میں اموات کی کثرت ہوگئی' جس قوم نے بھی ناپ تول میں کمی کی' اللہ عزوجل نے ان کے رزق کو کم کر دیا' جس قوم نے بھی ناحق فیصلہ کیا ان میں لڑائی جھگڑا عام ہو گیا اور جس قوم نے بھی عہد کو توڑا' اللہ عزوجل نے

ان پر دشمن کو مسلط کر دیا“۔ (بحرالدموع)

ناپ تول میں کمی کی نحوست

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپ تول کرنے والوں سے فرمایا کہ ”بے شک تم لوگ ایسے کام پر لگائے گئے ہو کہ اس کام میں تم سے پہلے کچھ امتیں ہلاک ہوگئیں“۔

(جہنم کے خطرات بحوالہ ترمذی جلد 1)

مطلب یہ ہے کہ ناپ تول میں کمی نہ کرو کیونکہ تم سے پہلے کچھ امتوں نے ناپ تول میں کمی کی تھی تو ان پر خدا کا عذاب آ گیا اور ان کو عذابِ الٰہی نے ہلاک کر ڈالا لہٰذا تم لوگ ناپ تول کرنے میں ہرگز ہرگز کبھی کمی نہ کرنا ورنہ تمہارے لیے بھی عذابِ الٰہی سے ہلاکت کا خطرہ ہے۔

ناپ تول کرتے وقت کچھ زیادہ تولیں

حضرت سوید بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے جو مزدوری لے کر تولتا تھا فرمایا کہ ”زن وارجح“ یعنی وزن کرو اور کچھ زیادہ بڑھا کر تولو کم نہ تولو۔ (ایضاً)

کم تولنے والوں کی مذمت

حضرت سیدنا نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک بیچنے والے کے پاس سے گزرتے ہوئے فرما رہے تھے: اللہ سے ڈر! اور ماپ تول پورا پورا کر! کیونکہ کمی کرنے والوں کو میدانِ محشر میں کھڑا کیا جائے گا یہاں تک کہ ان کا پسینہ ان کے کانوں کے نصف تک پہنچ جائے گا“۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر)

آگ کے دو پہاڑ

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

''میں ایک مرتبہ اپنے پڑوسی کے پاس گیا' اس حال میں کہ اس پر موت کے آثار نمایاں تھے اور وہ کہہ رہا تھا: آگ کے دو پہاڑ' آگ کے دو پہاڑ' آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں نے اس سے پوچھا: کیا کہہ رہے ہو؟ تو اس نے بتایا: اے ابویحییٰ! میرے پاس دو پیمانے تھے' ایک سے دیتا اور دوسرے سے لیتا تھا۔ حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں اٹھا اور ایک پیمانے کو دوسرے پر (توڑنے کی خاطر) مارنے لگ گیا' تو اس نے کہا: اے ابویحییٰ! جب بھی آپ ایک کو دوسرے پر مارتے ہیں' معاملہ زیادہ شدید اور سخت ہو جاتا ہے' پس وہ اسی مرض میں مر گیا''۔ (ایضاً)

کم تولنے کے بارے میں حکایت

ایک شخص کا بیان ہے:

''میں ایک مریض کے پاس گیا جس پر موت کے آثار نمایاں تھے' میں نے اسے کلمۂ شہادت کی تلقین شروع کر دی لیکن اس کی زبان پر کلمہ جاری نہیں ہو رہا تھا' جب اسے افاقہ[1] ہوا تو میں نے کہا: اے بھائی! کیا وجہ ہے کہ میں تجھے کلمۂ شہادت کی تلقین کر رہا تھا لیکن تمہاری زبان پر کلمہ جاری نہیں ہو رہا تھا۔ اس نے بتایا: اے میرے بھائی! ترازو کے دستے کی سوئی میری زبان پر تھی' جو مجھے بولنے سے مانع تھی۔ میں نے اسے کہا: اللہ عزوجل کی پناہ! کیا تم کم تولتے تھے؟ اس نے کہا: نہیں! اللہ عزوجل کی قسم! مگر میں نے کچھ مدت اپنے ترازو کا بٹ (یعنی پتھر) صحیح نہ کیا۔ پس

---

[1] جب وہ ٹھیک ہوا۔

یہ اس کا حال ہے جو اپنے ترازو کا پتھر صحیح نہ کرے تو اس کا کیا حال ہو گا جو تولتا ہی کم ہے''۔ (ایضاً)

ترازو کے غبار کے سبب گرفت

حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ کا ایک غلام تھا' جس نے کئی سال تک آپ کی خدمت کی اور چالیس سال تک عبادت کی' ابتدائی دور میں وہ تولنے کا کام کرتا تھا' جب فوت ہوا تو خواب میں دیکھا گیا' پوچھا گیا: اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اس نے جواب دیا: اچھا سلوک کیا' البتہ مجھے جنت سے روک دیا گیا اور میرے ذمے اس فقیر (پیمانہ) کی غبار سے جس کے ساتھ میں ماپا کرتا تھا' چالیس فقیر نکالے گئے۔

(رسالہ قشیریہ)

قسم کھانے سے برکت اُٹھ جاتی ہے

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ۝ (پ 17' الحج 10)

ترجمہ کنزالایمان: یہ اس کا بدلہ ہے جو تیرے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

حدیث 1: مال بک جاتا ہے' برکت چلی جاتی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''خرید و فروخت میں زیادہ قسمیں کھانے سے بچو' کیونکہ قسم مال تو بکواتی ہے لیکن اس کی برکت مٹا دیتی ہے''۔ (الزواجر عن اقتراف الکبائر)

حدیث 2: دنیا کے بدلے آخرت بیچ دی

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''ایک اعرابی بکری لے کر گزرا' میں نے اس سے پوچھا: اسے تین درہم میں بیچتے ہو؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! نہیں بیچتا' پھر تین درہم کی بیچ دی' میں نے اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس نے دنیا کے بدلے اپنی آخرت بیچ دی''۔ (ایضاً)

حدیث 3: قسم کھانا بے فائدہ

حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قسم اٹھانے والا یا تو قسم توڑ کر گنہگار ہوگا یا اپنی قسم پر شرمندہ ہوگا''۔

(بحر الدموع بحوالہ السنن الکبریٰ للبیہقی)

جھوٹی قسم کی سزا

اسرائیلیات میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی:

''یارب عزوجل! جو تیرے نام کی جھوٹی قسم اُٹھائے اس کی کیا سزا ہے؟ فرمایا: میں اس کی زبان کو آگ کے دو انگاروں کے درمیان پاٹ دوں گا' عرض کیا: یارب عزوجل! تو جو جھوٹی قسم کے ذریعے کسی مسلمان کا مال لوٹ لے' اس کی سزا کیا ہے؟ فرمایا: میں جنت سے اس کا حصہ کاٹ دوں گا''۔ (ایضاً)

عظمتِ خداوندی سے ناواقف

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ پاک ہے:

''اللہ عزوجل نے مجھے اس بات کا اِذن (اجازت) دیا ہے کہ میں حاملین

عرش میں سے ایک فرشتے کا تذکرہ کروں، اس کے قدم سب سے نچلی زمین میں گڑھے ہوئے ہیں اور اس کی گردن عرش سے متصل ہے، وہ اپنا سر اٹھا کر عرض کرتا ہے: یاالٰہی! تو کتنا عظیم ہے! تو اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: جو میرے نام کی جھوٹی قسم اٹھاتا ہے وہ میری عظمت کو نہیں جانتا"۔

(ایضاً)

جواء حرام ہے

جواء حرام ہے، یہ دنیا و آخرت میں بہت بدانجام ہے، آج کل جواء کئی طریقوں سے کھیلا جاتا ہے، کبھی حرام لیا جاتا ہے تو کبھی اپنا مال حرام میں دیا جاتا ہے، اس جوے نے گھر کے گھر تباہ و برباد کر کے رکھ دیئے جسے جوے کی ایک بار لت پڑ جائے پھر اس کا ٹھیک ہو جانا بہت مشکل ہو جاتا ہے، جواری کو ہوش تب آتی ہے جب کنگال ہو جاتا ہے، اور اگر کوئی جوے سے بہت حرام روپے بھی حاصل کرلے لیکن وہ خوش نہ ہو، یہ حرام روپے جس پر یہ اِتراتا ہے اس میں نہ برکت ہے نہ صدقہ کرنے پر اجر اور اگر چھوڑ کر مراتو جہنم میں جانے کا سامان ہے۔

مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ رحمۃ القوی تفسیر نعیمی میں فرماتے ہیں:

"دیکھا گیا ہے کہ مسلمان جوے میں اگر کبھی جیت بھی جائے تو یہ جوے کا جیتا ہوا اس کا اپنا اصلی مال لینے آتا ہے کہ پھر جواری کی ہمت بڑھ جاتی ہے، زیادہ جواء کھیلتا ہے اور بہت سا مال ہار جاتا ہے جیسا کہ بارہا کا تجربہ ہے"۔

اور حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ رحمۃ القوی فرماتے ہیں:

"جوا کھیلنا اور جوے کے ذریعے حاصل ہونے والی آمدنی حرام، اور اس کا استعمال گناہ کبیرہ اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے، قرآن پاک کی

سورۂ مائدہ میں ''انما الخمر والمیسر '' فرما کر اللہ تعالیٰ نے شراب اور جوئے کو حرام فرما دیا ہے اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواء کھیلنے کی حرمت اور ممانعت کو بیان کیا ہے''۔

حدیث 1:

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

''جو نبرد (جواء کھیلنے کا آلہ) سے کھیلے اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی کی''۔

ایک اور حدیث میں ہے:

حدیث 2:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

''جس نے نردشیر (جواء کھیلنے کا سامان) سے جوا کھیلا تو گویا اس نے اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون میں ڈبو دیا''۔ (جہنم کے خطرات بحوالہ ابن ماجہ)

مسائل وفوائد

جواء کھیلنا حرام و گناہ ہے اور اس سے حاصل کی ہوئی کمائی بھی حرام و ناجائز ہے اور جواء کھیلنے کے تمام سامان و آلات کو خریدنا' بیچنا' استعمال کرنا ناجائز و گناہ ہے' بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ جواء کھیلنے کے آلات کو اگر کوئی توڑ پھوڑ ڈالے تو اس سے کوئی تاوان نہیں لیا جائے گا' اس زمانہ میں لاٹری کا بہت رواج ہے' مگر خوب سمجھ لو! کہ یہ بھی ایک قسم کا جواء ہی ہے' اور اس کے ذریعے انعام کے نام سے جو رقم ملتی ہے وہ جوئے کے ذریعے کمائی ہے' لہٰذا یہ بھی ناجائز ہے' ہر مسلمان کو اس سے بچنا شرعاً لازم و ضروری ہے۔

رشوت

رشوت لینا دینا اور دونوں کے درمیان دلالی کرنا حرام وگناہ ہے' قرآن میں رشوت کو''سحت''یعنی مالِ حرام کہا گیا ہے اور حدیثوں میں اس کی شدید ممانعت آئی ہے' رشوت لینے والا دراصل اپنا ہی نقصان کرتا ہے' مسلمان رشوت سے اپنی دنیا و آخرت خراب کرلیتا ہے' لیکن اس مالِ حرام سے نفع بہت کم اٹھاتا ہے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے والے' اور رشوت لینے والے اور ان دونوں کے درمیان دلالی کرنے والے پر لعنت فرمائی:

ایک اور حدیث پاک میں ہے:

الراشی المرتشی کلاھما فی النار .

ترجمہ: رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں دوزخی ہیں۔

رشوت کی تعریف

رشوت کے معنی اپنے کے لیے یا کسی کی حق تلفی کے لیے رقم دے کر وہ کام کرنا ہے۔ کتاب التعریفات' باب الراء میں رشوت کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

الرشوۃ ما یقطی لا بطال حق او لا حقاق باطل .

ترجمہ: یعنی رشوت وہ رقم ہے جو اپنے ناجائز فائدے یا دوسرے کا حق مارنے کے لیے دی جائے۔

فی زمانہ رشوت کا حرام لین دین بہت عام ہو چکا ہے' تقریباً ہر محکمہ رشوت سے آلودہ ہے۔ پتہ نہیں مسلمان مسلمان کا ہی خون چوس کر کیوں فخر محسوس کرتا ہے؟ اس کی مجبوریوں سے کیوں فائدہ اُٹھاتا ہے؟ رشوت لینے والا یہ اچھی طرح جان لے کہ اگر یہ

حرام مال حاصل بھی کر لیتا ہے لیکن اس سے فائدہ کچھ حاصل نہیں ہوتا' کئی مرتبہ ایسے ہوتا ہے کہ یہ حرام کا روپیہ اصلی مال بھی لے جاتا ہے۔ ٹریفک پولیس بالخصوص اس رشوت کی وجہ سے بدنام ہے' کچہریوں میں' امتحانات کے دوران' کسی بڑے محکمے میں اپنا ناجائز کام نکلوانے کے لیے' نوکری حاصل کرنے کے لیے' ڈاکہ زنی میں پکڑے جانے والے ڈاکو اور اس کے علاوہ بہت سے محکمے ایسے ہیں جن میں سرِ عام یہ غلیظ رشوت لی اور دی جاتی ہے' لیکن ایک بات ہے! دینے والا دینے پر خوش نہیں ہوتا لیکن لینے والے ضرور اپنے گندے اور گھناؤنے کام سے خوش ہوتا ہے۔

مسئلہ

رشوت کا مال حرام ہے اور رشوت لینا دینا حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

اہم مسئلہ

رشوت سے فقط توبہ کافی نہیں بلکہ توبہ کے ساتھ ساتھ جس سے بھی رشوت کا حرام مال حاصل کیا' اس تک اتنا مال پہنچانا ضروری ہے کہ اگر وہ نہ رہے ہوں تو ان کے وارثوں کو وہ رقم واپس کرے اور اگر جس شخص سے رشوت حاصل کی اس کو نہیں جانتا اور نہ ہی اس کا پتہ ہے کہ کہاں رہتا ہے؟ تو یہ مالِ حرام' بلا نیت ثواب کسی شرعی فقیر کو دے دیا جائے' تب توبہ قابلِ قبول ہے۔

مسئلہ: اگر کسی مسلمان کا حق مارا جاتا ہو اور رشوت دینے سے وہ حق مل جاتا ہے اور رشوت دینے کے بغیر وہ حق نہ مل سکتا ہو تو ایسی صورت میں رشوت دینا جائز ہے' یہ رشوت نہیں ہے بلکہ ظالم سے بچنے کے لیے پیسے خرچ کرنا ہے' مگر رشوت لینا کسی حالت میں بھی جائز نہیں' رشوت لینے والا بہر حال گنہگار ہوگا۔ (کتبِ فقہ)

بٹائی پر جانور دینا

بٹائی پر جانور دینے کا طریقہ

آج کل لوگ اپنے جانور کسی دوسرے کو دے دیتے ہیں تاکہ وہ شخص اسے پالے اس سے جو بچے ہوں گے یا اس سے جو نفع حاصل ہوگا وہ آپس میں نصف نصف تقسیم کریں گے' اس طریقے کو بٹائی پر جانور دینا کہتے ہیں۔

بٹائی پر جانور دینا ناجائز ہے

''بہارِ شریعت'' میں ہے:

''بعض لوگ گائے' بکری بٹائی پر دیتے ہیں کہ جتنے بچے پیدا ہوں گے دونوں نصف نصف لیں گے' یہ اجارہ فاسد اور ناجائز و حرام ہے' بچے اسی کے ہیں جس کی گائے اور بکری ہے''۔

بٹائی پر جانور دینے کی جائز صورت

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو شخص جانور پال رہا ہے' اس کو اگر جانور کے بچوں میں سے یا نفع سے نصف نہ ملے تو جانور پالنے والے کو اس کا کیا فائدہ ہوگا؟ تو ہمارے علماء کرام کثرہم اللہ تعالیٰ نے علم سے شرق و غرب روشن فرما دیئے ہیں۔ ہمارے علماء کرام اس مسئلہ میں فرماتے ہیں کہ

''جانور کو پالنے والے کو اس کے کام یعنی پالنے کی اجرتِ مثل ملے گی''۔

مثال کے طور پر کسی شخص نے اپنا جانور بٹائی پر دیا تو جانور کے بچے اور اس کا نفع مالک کا ہی ہوگا اور جس کو جانور بٹائی پر دیا ہے' اس شخص کے ساتھ جانور کو پالنے کی اجرت طے کرے گا کہ میں تجھے ماہانہ یا سالانہ اس جانور کو پالنے کا اتنا روپیہ دوں گا' پھر یہ صورت جائز ہے۔

اور حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ ''ردالمحتار'' جلد سوم میں اس مسئلہ کے بارے ارشاد فرماتے ہیں:

اذا دفع البقرة بعلف فيكون الحادث بينهما نصفين مما حدث فهو لصاحب البقرة وللاخر مثل علفه واجر مثله تاتارخانيه .

مرغی کو بٹائی پر دینا

آج کل لوگ مرغیوں کو بھی بٹائی پر دیتے ہیں کہ ان سے جو انڈے حاصل ہوں گے وہ نصف نصف تقسیم کر لیں گے۔ اس مسئلہ کے بارے میں ''بہارِ شریعت'' میں ہے:

''کسی کو مرغی دی کہ جو کچھ انڈے دے گی دونوں نصف نصف تقسیم کر لیں گے' یہ اجارہ فاسد اور ناجائز و حرام ہے' انڈے اس کے ہیں جس کی مرغی ہے''۔

اس کی بھی جائز صورت وہی ہے جو بکری یا گائے کو بٹائی پر دینے کی ابھی گزری۔ (بہارِ شریعت' جلد دوم' حصہ چودھواں)

کھیت کو بٹائی پر دینے کی جائز صورت

مفتی وقار الدین قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ''وقار الفتاویٰ'' جلد سوم میں فرماتے ہیں:

''زمین کو کاشت کے لیے بٹائی پر دینا جائز ہے۔ بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث شریف ہے:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین یہودیوں کو دی' اس شرط پر کہ اس میں زراعت

کا کام کریں اور پیداوار میں آدھا ان کا ہوگا''۔

لہٰذا زراعت کے لیے زمین دینا جائز ہے' ناجائز کہنے والا جاہل ہے۔

(وقار الفتاویٰ' جلد سوم' صفحہ 276)

کھیت کو بٹائی پر دینے کی ناجائز صورت

کھیت کی زمین بٹائی پر دینے کے لیے جو شرائط ہیں' ان میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ ہر ایک کا پیداوار میں حصہ مقرر ہو' یعنی ہر ایک کے لیے اس کی مقدار کا متعین ہونا ضروری ہے' مثال کے طور پر کھیت جس شخص کو بٹائی کے لیے دیا اس کو کہہ دے کہ جب فصل تیار ہو جائے تو فصل میں سے دو حصے تمہارے اور تین حصے میرے یا ایک حصہ تمہارا اور تین حصے میرے یا دونوں کی نصف نصف۔ تب یہ صورت جائز ہوگی' لیکن اگر مقرر کیا کہ اس زمین کی پیدوار جتنی بھی' کم ہو یا زیادہ تم نے مجھے دو من' چار من یا دو بوریاں' چار بوریاں ضرور دینی ہیں تو اس صورت میں یہ عقد ناجائز ہوگا۔

(وقار الفتاویٰ' جلد سوم' بتغیرِ قلیل)

کپاس اور کھیت کی بالیں چننے کا مسئلہ

آج کل کپاس چنواتے ہیں یا کھیت کے کٹنے کے وقت جو بالیں گرتی ہیں اُن کو چنواتے ہیں اور ان کی مزدوری اسی میں سے نصف مقرر کی جاتی ہے' اس کے بارے میں ''صاحبِ بہارِ شریعت علیہ الرحمہ'' فرماتے ہیں کہ

''کھیت کٹتا ہے تو بالیں ٹوٹ کر گرتی ہیں' کاشت کاروں کا قاعدہ ہے کہ ان بالیوں کو چنواتے ہیں اور انہی میں سے نصف مزدوری دیتے ہیں یا کپاس چنواتے ہیں اس کی مزدوری بھی اس میں سے دی جاتی ہے بلکہ کھیت کاٹنے والے کو بھی اسی میں سے نصف مزدوری دیتے ہیں' یہ سب اجارے ناجائز ہیں''۔ (بہارِ شریعت' جلد دوم)

زمین پر درخت لگا کر نصف نصف کرنا کیسا؟

کسی شخص کو اپنی زمین دی جاتی ہے کہ تم اس میں درخت لگاؤ تو درخت دونوں میں نصف نصف ہوں گے' اس مسئلے کے بارے میں ''بہارِ شریعت'' میں ہے:

''(کسی کو اپنی) زمین دی کہ اس میں درخت نصب کرے' درخت ان دونوں کے مابین نصف نصف ہوں گے' یہ اجارہ فاسد اور ناجائز و حرام ہے' درخت مالکِ زمین کے قرار پائیں گے اور پیڑ لگانے والے کو درختوں کی قیمت اور اس کے کام کی اجرتِ مثل مالکِ زمین دے گا''۔

(ایضاً)

بھینس کا دودھ نصف نصف کرنا کیسا؟

کسی شخص کو بھینس دی کہ اسے کھلائے پلائے' اس سے جو دودھ حاصل ہوگا وہ نصف نصف ہوگا' اس صورت کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ یہ اجارہ فاسد اور ناجائز و حرام ہے' بھینس کا کل دودھ مالک کا ہے اور دوسرے کو اس کی اجرت ملے گی اور جو کچھ اس نے اپنے پاس سے کھلایا' اس کی قیمت ملے گی اور گائے نے جو کچھ چرا اس کا کچھ معاوضہ نہیں' اور دوسرے نے جو کچھ دودھ حذف کر لیا' اتنا ہی دودھ مالک کو دے کہ دودھ مثلی ہے۔ (ایضاً)

جفتی کی قیمت

آج کل جانوروں کو جفتی کے لیے دیا جاتا ہے اور اس کی قیمت بھی وصول کی جاتی ہے جو کہ ناجائز ہے۔ ''بہارِ شریعت'' میں ہے:

''نر جانور کو جفتی کرنے کے لیے اجرت پر دینا ناجائز ہے اور اجرت لینا بھی ناجائز ہے''۔ (ایضاً)

گروی کے مسائل

گروی کو رہن کہا جاتا ہے، گروی کا جواز کتاب و سنت سے ثابت ہے اور اس کے جائز ہونے پر اجماع منعقد۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ۔

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو گروی ہو قبضہ میں دیا کرو۔

اس آیت میں سفر میں گروی رکھنے کا ذکر ہے اور احادیث سے بھی ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں اپنی زرہ گروی رکھی۔

حدیث 1: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے غلہ اُدھار خریدا تھا اور لوہے کی زرہ اس کے پاس رہن رکھی تھی۔ (صحیح بخاری، کتاب البیوع)

حدیث 2: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جَو کے مقابل میں اپنی زرہ گروی رکھ دی تھی۔ (ایضاً)

گروی رکھنے کا مقصد

لغت میں رہن (گروی) کے معنی روکنا ہیں، اس کا سبب کچھ بھی ہو، اور اصطلاحِ شرع میں دوسرے کے مال کو اپنے پاس اس لیے رکھنا کہ اس کے ذریعہ سے اپنے حق کو کُلاً یا جزءً وصول کرنا ممکن ہو، مثلاً کسی کے ذمہ اس کا دَین[1] ہے۔ اس مدیون (قرض لینے والے) نے اپنی کوئی چیز دائن (قرض دینے والے) کے پاس اس لیے رکھ دی ہے کہ اس کو اپنے دَین (قرض) کی وصولی کے لیے ذریعہ ہے، رہن کو اُردو زبان میں

[1] قرض۔

گروی بولتے ہیں، کبھی اس چیز کو بھی رہن کہتے ہیں جو رکھی گئی ہے، اس کا دوسرا نام مرہون ہے، چیز کے رکھنے والے کو راہن کہتے ہیں اور جس کے پاس رکھی گئی اس کو مرتہن کہتے ہیں، عقد رہن بالاجماع جائز ہے۔ قرآن مجید اور حدیث شریف سے اس کا جواز ثابت ہے۔ رہن میں یہ خوبی ہے کہ دائن و مدیون دونوں کا اس میں بھلا ہے کہ بعض مرتبہ بغیر رہن رکھے کوئی دیتا نہیں، مدیون کا بھلا یوں ہوا کہ دَین (قرض) مل گیا اور دائن کا بھلا ظاہر ہے کہ اس کو اطمینان ہوتا ہے کہ اب میرا روپیہ مارا نہ جائے گا۔

(بہارِ شریعت، جلد دوم)

کرایہ پر کھیت لینا

آج کل کھیت کرایہ پر ایک مقررہ مدت کے لیے دیا جاتا ہے اور اس کا کرایہ پیشگی وصول کر لیا جاتا ہے، اس پر اقرار نامہ بھی لکھا جاتا ہے اور کھیت کرایہ پر لینے والا کھیت کو مقررہ مدت کے بعد بغیر پیسوں کے چھوڑ دیتا ہے، یہ صورت جائز ہے کہ اجارہ میں داخل ہے، مثال کے طور پر زید نے بکر سے دو ایکڑ زمین دو سال کے لیے ایک لاکھ روپے پر حاصل کی کہ زید دو سال تک اس زمین سے نفع حاصل کرے گا اور دو سال بعد زمین بغیر پیسے واپس لیے بکر کو دے دے گا۔ یہ صورت جائز ہے کہ یہ صورت اجارہ میں داخل ہے یعنی دو سال کے لیے کھیت کرائے پر دیا اور کرایہ پیشگی (Advance) لے لیا۔ ایسا ہی بہارِ شریعت، حصہ یازدہم پر ہے۔

(فتاویٰ فیض الرسول، جلد دوم)

گروی رکھنا جائز لیکن اس سے نفع حرام

ہمارے ملک میں گروی رکھنے کا نظام جو رائج ہے وہ حرام ہے کیونکہ یہاں ہوتا یوں ہے کہ زمین یا مکان رہن لے کر اس کا نفع قرض خواہ کھاتا رہتا ہے یا اس میں خود رہتا ہے، یہ بھی نفع اُٹھانے کی ایک صورت ہے اور پھر قرض خواہ قرض وصول کر کے

زمین واپس کرتا ہے' یہ خالص سود ہے کیونکہ سود کی تعریف اس پر صادق آ رہی ہے:
''کل قرض جر منفعة فھو ربوا'' یعنی ہر وہ قرض کھینچے وہ سود ہے۔

(تفسیر نعیمی بتغیر)

انوارالحدیث میں گروی کھیت سے نفع اُٹھانے کے بارے میں لکھا ہے:
''کھیت رہن رکھنے کا جو عام رواج ہے کہ کسی شخص کو کچھ روپے دے کر اس کا کھیت اس شرط پر رہن رکھتے ہیں کہ ہم کھیت سے نفع حاصل کرتے رہیں گے اور گورنمنٹ کا لگان دیتے رہیں گے' پھر جب تم روپے ادا کرو گے تو ہم کھیت واپس کر دیں گے' یہ ناجائز ہے' اس لیے کہ قرض دے کر نفع حاصل کرنا سود ہے اور سود حرام ہے''۔ (انوارالحدیث)

رہن میں رکھے ہوئے مکان سے نفع اٹھانے کی جائز صورت

''تفسیر نعیمی'' جلد 3 میں ہے کہ
''پنجاب کا مروّجہ رہن حرام ہے کیونکہ یہاں زمین رہن لے کر اس کا نفع قرض خواہ کھاتا رہتا ہے اور پھر پورا قرض وصول کر کے زمین واپس کرتا ہے' یہ خالص سود ہے۔ اس کی تدبیر یہ ہے کہ زمین کی بیع وفا کر دی جائے' اب اس کا منافع حلال ہوگا اور مقصود بھی حاصل ہو جائے گا' یعنی بجائے رہن نامہ کے بیع نامہ لکھا جائے اور ساتھ ہی اقرار نامہ رجسٹری کرا دیا جائے کہ جس وقت بائع چاہے اپنی زمین کسی قیمت سے واپس لے لے' اب زمین کا منافع قرض خواہ کو حلال ہے کہ وہ زمین اس کی مِلک ہو چکی''۔ (تفسیر نعیمی' جلد سوم)

ضروری نوٹ

جدید فقہی مسائل کے مصنف نے مالِ مرہون سے استفادہ حاصل کرنے کو حرام

تو لکھ دیا، لیکن مولوی جی کی نظر آگے نہ گئی کہ اس کا حل کیا ہے؟ اس میں کثیر عوام الناس مبتلا ہیں، ان کو گناہ سے کیسے بچایا جا سکے۔ پگڑی کے مسئلہ میں تو مولوی جی بہت بڑھ چڑھ کر کہتے ہیں کہ اب عرف میں اس کا بہت رواج ہو چکا ہے، اب پگڑی کو کوئی اور نام دے کر جائز ہونا چاہیے۔ یہاں آ کر اُن کی نظر کو کیا ہو گیا۔ ہاں! ایک بات ضرور ہے جو نظر مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامِ عالیشان کو نہ جان سکی، وہ عجیب نظر مسئلہ کے حل کو کیسے جانتی، اس مسئلے کا حل تو اس نظر نے دیا جس نظر میں مدینے کا فیضان تھا، جس نظر میں بغداد کی چمک تھی، جس نظر میں بریلی کی تڑپ تھی، اس حکیم الامت نے عوام کو اس مسئلہ کا حل دیا اور مسلمانوں کو گناہ سے بچالیا۔

کلکِ رضا ہے خنجر خونخوار برق بار — اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں
منارِ قصرِ رضا تو بلند کافی ہے — تم اس کے ایک ہی زینہ پر چڑھ کر دکھلا دو
''فتاوائے رضویہ'' تو اک کرامت ہے — ذرا ''حدائقِ بخشش'' ہی پڑھ کر دکھلا دو

(سید اشرف برکاتی مارہروی)

اگر مرہون شے مرتہن کے پاس ہلاک ہو جائے

اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی ''فتاویٰ رضویہ'' میں فرماتے ہیں:

> ''اگر مرہون شے مرتہن کے قبضہ میں ہلاک ہو گئی یا عادل کے قبضہ میں ہلاک ہو گئی تو قبضہ والے دن اس شے کی قیمت اور قرض کو دیکھا جائے گا، اگر اس شے کی قیمت قرض کی مثل ہے تو قرض ساقط ہو جائے گا اور اگر قیمت زیادہ ہے تو قرض ساقط ہو جائے گا جو زائد ہے، اس میں مرتہن امین ہو گا اور قیمت قرض سے کم ہے، مرہون کی قیمت کے برابر ساقط ہو جائے گا اور باقی قرض کے سلسلہ میں مرتہن راہن کی طرف رجوع

کرے گا''۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 17' صفحہ 689)

باغات کے پھولوں کی خرید و فروخت

اگر باغات میں پھول اور پھل انسانوں کے لیے قابلِ انتفاع (فائدہ کے قابل) ہیں تو اِس کی بیع وشراء جائز ہے' ورنہ نہیں۔ مثلاً گلاب وجوہی وغیرہ کے پھول نکل آئے ہوں تو ان کی بیع وشراء پورے موسم کے لیے درست ہے' کیونکہ اس کا پھول ہی انسانوں کے لیے قابل انتفاع[1] ہے اور اگر ایسے درختوں پر پھول آگئے ہوں جن کے پھول عموماً قابلِ انتفاع نہیں مثلاً آم' لیچی' سیب' ناشپاتی وغیرہ اگرچہ اس کے چھوٹے چھوٹے پھل بھی نمودار ہو گئے ہوں' اس کی بیع وشراء جائز نہیں۔

(فتاویٰ یورپ' صفحہ 453)

باغ میں اگر بعض درختوں کے پھول قابلِ انتفاع ہو جائیں تو اس کی بیع

باغات میں عموماً یکبارگی پھل نمودار نہیں ہوتے اور نہ یکبارگی سب کے سب قابلِ استعمال ہو جاتے ہیں' اگر باغ کے تمام درخت ایک ہی قسم کے پھل کے ہوں' پھر ان میں بعض درختوں کے پھل اس قابل ہو گئے ہوں کہ اس سے اچار' چٹنی وغیرہ بنائی جا سکے (یعنی ان سے کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور حاصل ہوتا ہو) اور بعض پھل ابھی اس قابل بھی نہ ہوں تو تبعاً پورے باغ کے پھلوں کی خرید وفروخت جائز ہے' پھر اس کا مالک پھلوں کے پکنے یا قابل استعمال ہونے تک پھلوں کو درختوں پر رکھنے کی صریح اجازت دے دے یا اس علاقہ میں یہی تعامل ہو کہ خریدار خام پھلوں کو درختوں پر خرید لیتے ہیں اور پختہ ہونے کے بعد توڑتے ہوں تو اس تعامل کے ذیل میں خریدار مالکِ باغ کی اجازت کے بغیر اپنے پھلوں کو درختوں پر رکھ سکتا ہے لیکن درختوں کو کسی قسم کا نقصان پہنچانے پر اسے تاوان دینا ہوگا۔ (ایضاً)

---

[1] جس سے فائدہ حاصل کیا جا سکے۔

گندم کی تیار فصل خریدنا کیسا؟

گیہوں (گندم) وغیرہ کی تیار کھڑی فصل بیچنا جائز ہے' بشرطیکہ فوراً کاٹ لی جائے' اگرچہ یہ معلوم نہیں کہ گیہوں کتنا ہے؟

اور ہدایہ آخرین صفحہ 21 میں ہے:

یجوز بیع الطعام والحبوب مجازفة ۔

یعنی کھانے اور اناج کو اندازے سے بیچنا جائز ہے۔

اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ ربہ القوی اپنے فتاویٰ میں ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

''کھیت اگر تیار ہو گیا اور ابھی کاٹ لیا جائے گا تو (اس کی بیع) جائز ہے''۔ (فتاویٰ فقیہ ملت' جلد دوم)

گندم کے ڈھیر کو اندازے سے خریدنا یا بیچنا کیسا؟

آج کل ہماری مارکیٹوں میں گندم' چاول' پھل' سبزیوں کے ڈھیر کی خرید و فروخت کی جاتی ہے' جس میں مبیع کی مقدار اور تعداد معلوم نہیں ہوتی تو اس طرح کی بیع کرنا جائز ہے جو مبیع کو مجہول کہہ کر بیع کو ناجائز کہے' وہ غلطی پر ہے۔

اسی طرح ''فتاویٰ فقیہ ملت'' جلد دوم صفحہ 194 پر ہے:

''اناج' کھانے اور کپڑوں کے ڈھیر کی بیع جائز ہے جس کی مقدار اور تعداد معلوم نہ ہو''۔

فتاویٰ عالمگیری مع خانیہ' جلد سوم میں ہے:

جهالة المبيع ما نعة الجواز البيع اذا كان يتعذر معها التسليم وان كان لا يتعذر لم يفسد العقد كجهالة كيل الصبرة بان باع صبرة معينة ولم يعرف قدر كيلها وكجهالة

عدد الشباب المعنية بان باع اتوابا معنية ولم يعرف عددها كذا في المحيط۔

گندم کو آٹے کے بدلے بیچنا

گندم کو آٹے سے بیچنا ناجائز ہے' جیسا کہ حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ

''گیہوں (گندم) کی بیع آٹے سے مطلقاً ناجائز ہے' اگرچہ ناپ یا وزن میں دونوں جانب برابر ہوں''۔ (بہارِ شریعت)

اور حضرت علامہ علاؤ الدین حصکفی علیہ رحمۃ القوی' دُرِ مختار' جلد چہارم میں تحریر فرماتے ہیں:

لا يجوز بيع البر بدقيق مطلقًا ولو متساويا لعدم المسوى فيحرم لشبة الربا ۔

گندم کو جو اور چنا سے بیچنا کیسا؟

گندم کو جو کے آٹے سے بیچنا جائز ہے' اور گندم کو چنا سے کمی بیشی کے ساتھ اُدھار بیچنا بھی جائز ہے کہ جنس مختلف ہیں اور اختلاف جنس و قدر کمی بیشی کو مباح کرتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا اختلف النوعان فبيعوا كيف شئتم ۔(ایضاً)

چکی والے کا پینے کے بعد کچھ آٹا نکالنا کیسا؟

چکی والے گندم وغیرہ پیسنے کے بعد فی کلو تیں چالیس گرام آٹا ''کاٹ'' کہہ کر نکال لیتے ہیں' یہ ناجائز و حرام ہے۔ اس لیے کہ اتنی مقدار میں آٹا نہیں جلتا۔ ثبوت یہ ہے کہ چکی والے کے پاس پانچ دس کلو آٹا روزانہ فاضل بچ جاتا ہے۔

اور اگر چکی والے کچھ پیسیں اور اپنے پیسے آٹے میں سے اُجرت ٹھہرا دیں تو یہ بھی ناجائز ہے۔ (انوار الحدیث)

آم کی فصل بور آتے ہی بیچنا کیسا؟

سیدنا اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی المولیٰ عنہ اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ

''پھل (کو) پھول پر بیچنا ہی سرے سے حرام و ناجائز ہے وہ بالاتفاق جائز نہ ہوئی' بائع مشتری[1] دونوں پر اس سے دست کشی و توبہ لازم ہے''۔

فی الدر المختار باع ثمرة قبل الظهور لا يصح اتفاقا ۔

لہٰذا آم کی فصل بور آتے ہی بیچ دی گئی تو یہ ناجائز وحرام ہے اور حرام کے ارتکاب کے سبب عاقدین گنہگار ہوئے۔ (فتاویٰ فقیہ ملت' جلد دوم)

آڑھت دار سے اپنے مال کی پیشگی قیمت لینا کیسا؟

اگر کوئی شخص آڑھت دار سے قرض لیتا ہے تو اس کی خوشی سے لینا جائز ہے' آڑھت دار مال پہنچانے کے سبب اس پر جبر نہیں کر سکتا اور اگر آڑھت دار سے اپنے مال کی قیمت پیشگی لیتا ہے' اس شرط پر کہ فروخت ہونے کے بعد حساب ہو جائے گا تو حرام ہے۔

هكذا فى الجزء السّابع من الفتاوىٰ الرضويه ۔

(فتاویٰ فیض الرسول' جلد سوم)

اہم مسائل: مختلف پیشوں میں ناجائز طریقے

آج کل ہمارے معاشرے میں مختلف پیشوں میں ایسی چیزیں شامل ہو چکی ہیں جو شرعاً ناجائز وحرام ہیں۔ ''بہارِ شریعت'' میں ہے:

[1] سودا کرنے والے دو شخص۔

''اجارہ پر کام کرایا گیا اور یہ قرار پایا کہ اس میں اتنا (حصہ) تم اُجرت میں لے لینا' یہ اجارہ فاسد اور ناجائز وحرام ہے۔ مثال کے طور پر:

1- کپڑا بُننے کے لیے سوت دیا اور کہہ دیا کہ آدھا کپڑا اُجرت میں لے لینا'

2- یا کہا: غلہ اُٹھالاؤ' اس میں سے دو سیر مزدوری لے لینا'

3- یا چکی چلانے کے لیے بیل لیے اور جو آٹا پیسا جائے گا اس میں سے اتنا اُجرت میں دیا جائے گا'

4- یونہی بھاڑ میں چنے وغیرہ بھنواتے ہیں اور یہ ٹھہراتے ہیں کہ ان میں سے اتنے بھنائی میں دیئے جائیں گے' یہ سب صورتیں ناجائز وحرام ہیں''۔

ان پیشوں میں جائز طریقہ

حضرت صدر الشریعہ بدر الطریقہ مولانا مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بہترین اور انمول طریقہ ہے کہ اگر یہ کسی کام کے بارے حکم بیان کرتے ہیں کہ یہ ناجائز وحرام ہے' تو اگر اس مسئلے کا حل موجود ہو تو وہ بھی اکثر بیان فرما دیتے ہیں تا کہ عوام الناس گناہوں سے بچ سکیں۔ یہاں بھی آپ نے ان (مذکورہ) کاموں کی ناجائز صورتوں کو بیان کیا' پھر ان کی جائز صورتوں کو بھی بیان کیا اور لکھتے ہیں:

''ان سب میں جائز ہونے کی صورت یہ ہے کہ جو کچھ اُجرت میں دینا ہے اس کو پہلے سے علیحدہ کر دے کہ یہ تمہاری اُجرت ہے' مثال کے طور پر سوت کو دو حصے کر کے ایک حصے کی نسبت کہا: اس کا کپڑا بُن دو اور دوسرا دیا کہ یہ تمہاری مزدوری ہے' یا غلہ اُٹھانے والے کو اسی غلہ سے نکال کر دے دیا کہ یہ مزدوری ہے' اور یہ غلہ فلاں جگہ پہنچا دے' بھاڑ والے پہلے ہی اپنی

بھنائی نکال کر بھونتے ہیں' اسی طرح سب صورتوں میں کیا جا سکتا ہے۔
دوسری صورت جواز کی یہ ہے کہ مثلاً کہہ دے کہ دو سیر غلہ مزدوری دیں
گے' یہ نہ کہے کہ اس میں سے دیں گے' پھر اسی میں سے دے دے جب
بھی حرج نہیں''۔ (بہارِ شریعت' جلد 2' حصہ چودھواں)

کسی دوسرے کی چیز گم کر دی تو

اگر وہ شے اس کے پاس امانت تھی اور اس نے پوری احتیاط کی اور اتفاقاً گم ہو گئی
تو اس کا تاوان لینا حرام ہے اور اس کی بے احتیاطی سے گم ہوئی تو تاوان لینا جائز
ہے۔ اور اگر امانت محض نہ تھی مثلاً کوئی چیز خریدنا چاہی اور مول چکا کر (پیسے ادا کر
کے) اسے (چیز کو) دکھانے کے لیے لے گیا اور گم ہو گئی' اس کے دام دے گا' اگرچہ
بے احتیاطی نہ کی ہو۔ (رہنمائے کامل' تلخیص فتاویٰ رضویہ)

سودا نہ ہونے کی صورت میں بیعانہ کی رقم کا حکم

جب کہ بیچنے والے نے خریدار کے انکار کو مان لیا اور بیع کا فسخ منظور کر لیا تو بیعانہ
کی رقم واپس کرنا اس پر لازم ہے' اگر نہیں واپس کرے گا تو سخت گنہگار حق العبد میں
گرفتار ہو گا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن تحریر فرماتے ہیں کہ بیع نہ
ہونے کی حالت میں بیعانہ ضبط کر لینا جیسا کہ جاہلوں میں رواج ہے' ظلم صریح ہے۔
(فتاویٰ فیض الرسول' جلد سوم)

بیعانہ واپس نہ کرنا ظلم اور واپس کرنے پر عظیم انعام

اگر خریدار قیمت ادا کرنے سے عاجز ہو جائے تو بیع کو فسخ کر دیا جائے گا اور
بیعانہ کی رقم واپس کر دی جائے گی۔ شریعت کا قاعدہ یہ ہے کہ
''اَلْمَالُ بِالْمَالِ'' یعنی کسی کا مالی نقصان ہو جائے تو وہ اس کے بدلے میں
مال لے سکتا ہے۔

یہاں (بیعانہ دینے والے) نے خریدار نے کوئی مالی نقصان نہیں کیا' لہٰذا اس کا مال ضبط کرنا ناجائز و حرام ہے۔

قرآن کریم نے فرمایا:

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (پ2' البقرہ188)

ترجمہ کنز الایمان: ''آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ'' بیچنے والا خوشی سے اس بیع کو فسخ کردے اور جو روپیہ پیشگی لیا تھا' واپس کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کی بہت سی غلطیوں کو معاف کر دے گا۔ حدیث میں فرمایا:

من اقال نادما اقال اللّٰہ عشی انه یوم القیامة ۔

یعنی جو کسی نادم کی بیع کو فسخ کردے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی بہت سی غلطیوں کو معاف فرما دے گا۔ (وقار الفتاویٰ' جلد سوم)

بیعانہ پر بیعانہ لینا کیسا؟

آج کل یہ ناجائز حرام اور باعثِ عذابِ نار طریقہ عوام الناس میں رائج ہے کہ خریدار جب کسی شخص سے کوئی چیز خریدتا ہے تو اس شخص کو کہہ دیتا ہے کہ اگر تم نے یہ بیع (سودا) ختم کی تو میں نے تمہیں جتنا بیعانہ دیا ہے' اُتنے ہی روپے اوپر بیعانہ پر بیعانہ لوں گا' یہ صورت ناجائز و حرام ہے کیوں کہ اس میں مسلمان کا مال ناحق طریقے سے حاصل کرنا ہے جو گناہ ہے۔ قرآنِ کریم نے فرمایا:

ترجمہ: ''آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ'' اور بیعانہ پر بیعانہ تعزیر بالمال یعنی مالی جرمانہ ہے اور مالی جرمانہ ناجائز ہے۔ اللہ تعالیٰ اعلم

تجارت میں منافع کی حد

''وقار الفتاویٰ'' جلد سوم میں ہے:

''عام حالات میں جو اشیاء بازار میں کھلے عام ملتی ہیں' کسی قسم کی کوئی

قلت نہیں تو ان میں شریعت نے نفع کی کوئی حد مقرر نہیں کی لیکن چیز کو بیچنے کے لیے جھوٹ نہیں بول سکتے' یعنی یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ چیز میں نے اتنے میں خریدی ہے اور کم نفع میں دے رہا ہوں' وغیرہ (جیسا کہ آج کل دکاندار اور کاروباری حضرات کا معمول بن چکا ہے)''۔

(وقار الفتاویٰ' جلد سوم)

دو چار گنا نفع لینا

''فتاویٰ فیض الرسول'' جلد سوم میں ہے:

''تجارت میں دو چار گنا یا آٹھ گنا نفع لینا جائز ہے' عندالشرع کوئی مضائقہ نہیں' بشرطیکہ جھوٹ نہ بولے کہ مجھے اتنے میں پڑی ہے یا میں نے اتنے میں خریدی ہے''۔

ردالمحتار میں ہے:

لو باع کاغذہ بالف یجوز ولا یکرہ ۔

یعنی اگر کوئی شخص ایک کاغذ کو ہزار روپے میں بیچے تو جائز ہے' مکروہ نہیں ہے۔ (فتاویٰ فیض الرسول' جلد سوم)

کسی کمپنی کے سامان کی نقل اتار کر بیچنا کیسا؟

''فتاویٰ یورپ'' کتاب البیوع میں ہے:

''بے شک اپنی ملکیت میں ہر آدمی کو جائز حد تک تصرف کا اختیار ہے اور اپنے مال و سامان سے فائدہ اٹھانے کا حق ہے' لیکن کسی دوسرے کو اُسے نقصان پہنچانے کی اجازت نہیں کیونکہ شریعتِ اسلامیہ نے نقصان و ضرر برداشت کرنے اور کسی کو نقصان و ضرر پہنچانے' دونوں سے منع فرمایا ہے:

لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام ۔

یعنی نقصان برداشت کرنا اور نقصان پہنچانا اسلام میں نہیں ہے۔
پس کوئی سامان خرید کر اس کی نقلیں اتارنا پھر اسے بازار میں فروخت کرنا' اس کی کمپنی یا اصل موجد یا بائع (بیچنے والے) کو نقصان وضرر پہنچانا ہے اور جہاں یہ صورت پائی جائے' اسلام اس کی اجازت ہرگز نہیں دے سکتا ہے۔ مثلاً ہوائی جہاز یا ریلوے کا ٹکٹ خرید کر کمپیوٹر وغیرہ کے ذریعہ اس کی نقلیں کر لینا اور اس سے فائدہ حاصل کرنا شرعاً جائز نہیں ہے کہ اس سے اصل کمپنی یا موجد یا دکاندار کا ضرر ہے اور عوام کو دھوکہ دینا ہے' اسی طرح روزمرہ برتنے کا سامان خرید کر اس کی نقل سے مالی منفعت حاصل کرنا درست نہیں کہ اس میں بھی اصل بائع یا فیکٹری کا نقصان ہے۔ آج کل ملکی کرنسی چھاپنے یا پاسپورٹ وغیرہ' گورنمنٹ کے قیمتی کاغذات کی نقل تیار کرنے کی جو چور بازاری چل پڑی ہے' یہ غالباً اسی ذہنیت کی اُپج ہے کہ وہ اپنی ملکیت سے فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے' یہ درحقیقت اپنی ملکیت سے استفادہ نہیں بلکہ حکومت وعوام کو دھوکہ دینا اور نقصان پہنچانا ہے جو سراسر دجل وفریب اور حرام وبدانجام ہے''۔

(فتاویٰ یورپ' کتاب البیوع)

دوسروں کی مصنوعات پر اپنا لیبل لگانا

آج کل یوں ہوتا ہے کہ ایک کمپنی کوئی چیز تیار کرتی ہے' گورنمنٹ سے اس کا رجسٹریشن بھی اپنے نام سے کرالیتی ہے' کچھ عرصہ کے بعد وہ چیز عوام میں مشہور و معروف ہو جاتی ہے تو دوسری کمپنی یا کوئی شخص اس چیز کو اپنے لیبل کے ساتھ نام میں قدرے تغیر کے ساتھ بازار میں فروخت کرنا شروع کر دیتے ہیں' ایسا کرنا عوام کو دھوکہ دینا اور اس کمپنی کا حق مارنا ہے جس نے یہ چیز ایجاد کی' اسلام میں دھوکہ دہی اور حق تلفی

دونوں حرام ہیں۔ صورتِ مذکورہ میں جس کمپنی نے دوسرے کی ایجاد کردہ چیز کو بغیر اس کی اجازت کے بنایا یا اسی دوا پر اپنا لیبل لگا کر خریداروں کو یا بازار میں سپلائی کیا' وہ حرام کا مرتکب ہوئی کیونکہ یہ حاجت مندوں کو دھوکہ دینا اور اصل دوا کے موجد کی حق تلفی ہے۔

وقال علیه الصلوٰة والسّلام: من غشا فلیس منّا .

یعنی جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔

اس پر واجب ہے کہ وہ اپنے اس کرتوت سے باز آئے اور دوا کے اصل موجد (ایجاد کرنے والا) سے معافی طلب کرے بلکہ اس کے خسارے کو پورا کرے۔ (ایضاً)

رجسٹریشن کی خرید وفروخت

رجسٹریشن ہو جانے کے بعد اس دوا کا منافع اس کے موجد (ایجاد کرنے والا) کے لیے محفوظ ہو گیا اور منافع کی خرید وفروخت شرعاً جائز ومباح ہے' اگر چہ منافع عین مال تو نہیں لیکن مال سے ضرور متعلق ہے کیونکہ اس سے نفع حاصل کیا جاتا ہے تو حکماً مال ہے' جس طرح مال کی بیع وشراء جائز ہے' منافع کی بھی خرید وفروخت جائز ہے۔

بدائع الصنائع میں ہے:

سواء کان المال عینًا او منفعة عند العلماء کافة .

یعنی کوئی شی خواہ عین مال ہو یا اس کا منافع ہو' تمام علماء کے نزدیک دونوں کا حکم برابر ہے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جب کسی چیز کا رجسٹریشن کرانا مباح اور قابلِ انتفاع ہو تو وہ شرعاً مال کے حکم میں ہے' اسے بیچ کر فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے اور خریدنے والے اسے خرید بھی سکتے ہیں۔ (فتاویٰ یورپ' کتاب البیوع)

حقِ تصنیف کی بیع وشراء

حق تصنیف واشاعت کو اپنے لیے محفوظ کر لینا بھی مباح اور قابلِ انتفاع ہے‘ جو حکماً مال ہے اور جب حکماً مال ٹھہرایا تو اسے بیچنا‘ خریدنا اور اس سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہے خواہ وہ کتب ومضامین اور اشعار وغیرہ دینیات پر مشتمل ہوں یا دنیاوی مصالح وفوائد پر۔ ہاں! ایسے مضامین واشعار جو فواحش ولغویات سے بھرپور ہوں اور انسانی کردار سازی سے دور ہوں‘ نہ ان کا حق تصنیف واشاعت محفوظ کرانا مباح اور نہ ہی اسے خریدنا بیچنا جائز ہے کہ وہ قابلِ انتفاع نہیں ہیں بلکہ مخرب اخلاق (اخلاق کو بگاڑنے والے) وانسانیت ہیں‘ جس کی تصنیف وتالیف اور اشاعت درخود گناہ بلکہ گناہانِ کثیرہ ہے۔ (ایضاً)

کسی دوسرے کی لکھی ہوئی کتاب بغیر اجازت چھاپنا

جب کسی کتاب کی طباعت مصنف یا پبلشر کے حق میں قانوناً محفوظ ہو چکی ہے تو کسی کتاب یا کسی مضمون کے حق طباعت وتصنیف کو آئینی طور پر محفوظ کرا لینے سے جس کے حق میں محفوظ کرایا گیا‘ اسی کے حق میں محفوظ ہو جاتا ہے تو مصنف کی اجازتِ صریحہ کے بغیر کسی دوسرے کو حق نہیں پہنچتا کہ اس کتاب کی طباعت واشاعت کرے یا کاپی بنا کر عام کرے۔ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

من سبق الی ما لم یسبقه مسلم فهو .

یعنی جو مسلمان کسی کام میں دوسرے مسلمان پر سبقت لے جائے اس کا مفاد اسی کے لیے ہے۔

ہاں! اس کتاب کے وہ مضامین ومسائل جو کسی دوسری کتاب سے ماخوذ ومستفاد ہوں‘ انہیں بغیر اسی مصنف وجامع (جمع کرنے والا) کی اجازت کے بھی اصل کتاب کے حوالہ جات کے ساتھ شائع کر سکتے ہیں کیونکہ یہ اس کی ملکیت نہیں ہے‘ اس پر تم م

اہلِ اسلام کا حق ہے اور جو تمام اہلِ اسلام کا حق ہو' اسے شخصِ منفرد کے ساتھ خاص نہیں کیا جا سکتا۔ (ایضاً)

لائسنس کی خرید و فروخت کرنا کیسا؟

گورنمنٹ کی طرف سے عوام کے نام جو لائسنس جاری کیا جاتا ہے' وہ عمومی و خصوصی دو طرح کا ہوتا ہے تو جو لائسنس عمومی مصلحتوں کے پیشِ نظر عمومی نوعیت کا ہو اور کسی خاص آدمی کے نام سے حکومت نے جاری کیا ہو' وہ حصولِ منفعت کے لحاظ سے حکماً مال ہے' لہٰذا اس کی خرید و فروخت جائز و مباح ہے' جیسے غیر ملکی مصنوعات کی درآمد یا ملکی مصنوعات کی برآمد کا لائسنس (حکومتی اجازت) اور جو لائسنس خصوصی مصلحت و نوعیت کا ہو اور حکومت نے کسی خاص آدمی کے نام سے جاری کیا ہو' اور اُسے دوسروں کے نام منتقل کرنا قانوناً ناجائز اور دھوکہ دہی ہو' اس لائسنس کی خرید و فروخت عذر کی وجہ سے شرعاً ناجائز ہے' مثلاً پاسپورٹ ویزا' بندوق اور کار وغیرہ کا لائسنس۔ (ایضاً)

عجیب دنیا کے عجیب رنگ

کچھ کمپنیاں جب کوئی مال تیار کر کے بیچتی (Sell) ہیں تو ڈبہ یا پیک کے اوپر اس چیز کی اجزائے ترکیبی بھی ساتھ ہی لکھ دیتی ہیں کہ یہ چیز ہم نے ان ساری لکھی ہوئی چیزوں سے تیار کی ہے' اگر تو انہوں نے واقعی ان چیزوں کا استعمال اپنی بنانے والی چیز میں کیا ہے تو درست ہے' لیکن اگر ڈبہ کے اوپر جو اجزائے ترکیبی لکھی ہے' ان چیزوں میں سے کچھ بھی استعمال نہیں کیا یا ایک دو تو استعمال کیں دوسری نہیں کیں تو یہ صریح فریب اور جھوٹ ہے۔

جھوٹ کے بارے قرآن کریم نے فرمایا:

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۔

ترجمہ: جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے!

لہٰذا ایسی کمپنیوں کو چاہیے کہ وہ جو بھی چیز تیار کریں یا تو اس کی اجزائے ترکیبی صحیح لکھیں اور جو لکھا ہے وہ سامان استعمال بھی کریں' یا پھر اجزائے ترکیبی ہی نہ لکھیں اور جھوٹ اور دھوکہ دہی سے بچیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

نقصان دِہ چیزوں کا بنانا اور بیچنا

اسلام خیر خواہی کا دین ہے' اسلام ہمیں ہر مسلمان سے اچھا سلوک کرنے اور اس کے حقوق کی پاسداری کرنے کا حکم دیتا ہے۔ مسند امام احمد کی حدیث ہے: حضور شافعِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من استطاع منكم ان ينفع اخاه فلينفعه .

یعنی تم میں جس سے ہو سکے کہ اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچائے تو لازم و مناسب ہے کہ نفع پہنچائے۔

اور اسلام ہمیں کسی مسلمان پر ظلم و زیادتی کرنے اور اس کا نقصان کرنے سے منع کرتا ہے۔

آج ہمارے معاشرے میں ایسی کئی چھوٹی بڑی فیکٹریوں کا قیام عمل میں آچکا ہے جو ایسی اشیاء تیار کرتی ہیں جو مسلمانوں کے لیے ضرر و نقصان کا باعث بنتی ہیں' نقصان دِہ اشیاء چاہے کسی قسم کی ہوں' ان سے مسلمانوں کی صحت پر اثر پڑے' ان کی صحت خراب ہو جائے تو ایسی چیزیں بنانا اور دکاندار کا یہ جانتے ہوئے کہ یہ اشیاء خراب اور صحت کے لیے نقصان دِہ ہیں' بیچنا ناجائز و حرام ہے اور ایسی چیزیں بنانا اور جانتے ہوئے بیچنا مسلمان پر ظلم صریح ہے۔ بخاری شریف کی حدیثِ پاک ہے' جس کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے' حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

''ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا سبب ہوگا''۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کپڑے کے تاجر کی غلط بیانی

آج ہماری مارکیٹوں میں ایک ہی قسم کے کپڑے کی کئی قسمیں ہوتی ہیں اور اُن کا نام بھی ایک جیسا ہوتا ہے' ان میں کچھ کپڑے عام سے ہوتے ہیں اور کچھ بہت اچھے اور اس میں ہوتا یوں ہے کہ ایک کمپنی جب کوئی اپنا کپڑا خود اپنی محنت سے تیار کر کے مارکیٹ میں بھیجتی ہے تو اسی نام کے سستے اور گھٹیا کپڑے بھی مارکیٹ میں آنا شروع ہو جاتے ہیں تو جو کپڑے کا تاجر گھٹیا قسم کے عام کپڑے کو اعلیٰ قسم کا کپڑا کہہ کر بیچے گا' وہ اپنے ہی مسلمان بھائی کو دھوکہ دے گا اور اس کے ساتھ جھوٹ بولے گا کہ یہ کپڑا اعلیٰ قسم کا ہے حالانکہ وہ ایسا نہیں' کیونکہ نام ایک جیسا ہے تو ایک عام مسلمان اس سے دھوکہ کھا جائے گا اور مسلمان سے جھوٹ بولنا اور اس کو دھوکہ دینا سخت گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الۡكٰذِبِيۡنَ .

ترجمہ: جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو!

اور مسلم شریف کی حدیثِ پاک ہے:

ان الكذب فجور وان الفجور يهدى الى النار .

یعنی جھوٹ گناہ ہے اور گناہ دوزخ کی طرف لے جاتا ہے۔

جھوٹ بولنا فسق و فجور ہے اور فسق و فجور دوزخ میں لے جاتا ہے۔

اور مسلمان کو دھوکہ دینے کے بارے میں حدیث پاک میں ہے:

''جو کسی مسلمان کے ساتھ مکر کرے یا نقصان پہنچائے یا دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے''۔ واللہ تعالیٰ اعلم

گوشت میں پانی ملانا کیسا؟

آج کل ایک نئی ملاوٹ کا سلسلہ چل پڑا ہے' وہ یہ کہ کچھ قصائی گوشت میں ذبح

کے بعد اس جانور میں پانی ملا دیتے ہیں جس سے گوشت کا وزن کچھ زیادہ ہو جاتا ہے لیکن یہ چیز ملاوٹ میں داخل ہے اور حدیثِ پاک میں ہے کہ

''جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں''۔

اور کچھ قصائی ایسے بھی ہیں جو حد سے زیادہ بڑھ جاتے ہیں' وہ بیمار جانور ذبح کرتے ہیں بلکہ بعض اوقات قریب المرگ بیمار جانور کو ذبح کر کے بیچ دیتے ہیں' جن کا گوشت سخت نقصان دِہ ہے تو جو مسلمانوں کا نقصان چاہتا ہے' اس کی دنیا و آخرت برباد ہو جاتی ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ!)

اور ایسا کرنے والا صرف مال کی لالچ میں ایسا کام کر کے مسلمانوں کا سخت نقصان کرتا ہے اور مال کی لالچ کا نقصان کیا ہے؟

حدیث پاک میں ہے' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ

''دو بھوکے بھیڑیے جنہیں بکریوں میں چھوڑ دیا جائے' وہ اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا کہ مال اور مرتبہ کی لالچ انسان کے دین کو نقصان پہنچاتی ہے''۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ!)

دِلا غافل نہ ہو یک دم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے
بغیچے چھوڑ کر خالی زمین اندر سمانا ہے
ترا نازک بدن بھائی جو لیٹے پھول سیج پھولوں پہ
یہ اک دن ہوگا بے جان اسے کیڑوں نے کھانا ہے
تو اپنی موت کو مت بھول کر سامان چلنے کا
زمین کی خاک پر سونا ہے اینٹوں کا سرہانا ہے
نہ بیلی ہو سکے بھائی نہ بیٹا باپ تے مائی
تو کیوں پھرتا ہے سودائی' عمل نے کام آنا ہے

عزیزا یاد کر جس دن کہ عزرائیل آویں گے
نہ جاوے کوئی تیرے سنگ اکیلا تو نے جانا ہے
جہاں کے شغل میں شاغل خدا کی یاد سے غافل
کرے دعویٰ کہ یہ دنیا میرا دائم ٹھکانہ ہے
غلام اک دم نہ کر غفلت حیاتی پر نہ ہو غرّہ
خدا کی یاد کر ہر دم کہ جس نے کام آنا ہے

جعلی ڈگری

آج کل ملازمت (Job) حاصل کرنے کے لیے رشوت کے ساتھ جعلی ڈگریوں کا استعمال بھی بہت ہے۔ اس میں ہوتا یوں ہے کہ ایک شخص اپنا مفاد حاصل کرنے کے لیے کسی ادارے سے جعلی ڈگری حاصل کرتا ہے اور اس ڈگری کی بنیاد پر وہ دوسروں کا حق مارتا ہے اور قانونی طور پر کسی ادارے کو جعلی ڈگری جاری کرتا ہے اور کسی شخص کو اس کے حاصل کرنے کی قطعاً اجازت نہیں' تو ایسا کرنا قانوناً جرم ہونے کی وجہ سے شرعاً بھی ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بغیر کرایہ کے ٹرین یا بس میں سفر کرنا

آج کل ہمارے معاشرے میں جہاں دوسری کئی بُرائیوں نے جنم لیا ہے' وہاں ایک یہ بھی ہے کہ لوگ ٹرین یا بس وغیرہ میں بغیر کرایہ کے سفر کرتے ہیں' ریل گاڑی پر سفر کریں تو اس کا ٹکٹ نہیں خریدتے اور گاڑی میں چھپ چھپا کر کرایہ سے بچ جاتے ہیں' ایسا کرنا قانوناً منع اور شرعاً ناجائز ہے' ہم جس بھی گاڑی پر سفر کریں تو کرایہ اُن کا حق ہے' اگر ہم کرایہ ادا نہیں کریں گے تو گویا ہم حقِ مسلم کو دبا لیں گے۔
جو سخت منع اور ناجائز ہے اور اگر ٹرین وغیرہ میں بغیر ٹکٹ کے پکڑیں گئے تو ذلت کا سامنا کرنا پڑے گا اور مسلمان کے لیے ایسا کام کرنا جائز نہیں' جس سے وہ ذلیل

ہو۔ حدیث پاک میں ہے:

''جو شخص بغیر کسی مجبوری کے اپنے آپ کو بخوشی ذلت پر پیش کرے وہ ہم میں سے نہیں''۔

لہٰذا ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ ٹکٹ لے کر ہی سفر کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ٹرین میں بھی طے شدہ سواریاں ہی بٹھایئے

ایک بوگی بک کروائی ہو یا پوری ٹرین' جتنی سواریوں کا قانون ہے اور جتنی سواریوں کا کرایہ ادا کیا ہے' صرف اتنی ہی سواریاں بٹھا سکتے ہیں' طے شدہ سے زائد ایک بھی سواری مفت بٹھائیں گے تو گنہگار ہوں گے اور دوزخ کے حق دار ہوں گے۔ ہاں! جہاں یہ عرف ہو کہ طے شدہ سواریوں سے دو چار زائد ہو جانے پر اعتراض نہیں' ایسے موقع پر آسانی اس میں ہے کہ سواریوں کی تعداد بتانے کے بجائے پوری گاڑی کی بکنگ کروالی جائے جیسا کہ ہمارے ملک میں بارات وغیرہ کے لیے مکمل بس کی بکنگ ہوتی ہے اور اس میں سواریوں کی تحدید (یعنی تعداد کی حد بندی) نہیں ہوتی۔

(چندہ کے بارے سوال جواب)

سکول و کالج کا غلط نظام

عام طور پر یوں ہوتا ہے کہ سکول و کالج میں طلباء و طالبات سے کسی فلاحی کام کے لیے فنڈ اکٹھا کیا جاتا ہے' اس کے بارے مسئلہ یہ ہے کہ جس بھی فلاحی کام کے لیے وہ فنڈ اکٹھا کیا ہے' اسے اس کام میں ہی خرچ کرنا واجب ہے' اگر اس کے علاوہ کسی کام میں خرچ کریں گے تو خرچ کرنے والے گنہگار ہوں گے' اگر کوئی اس جمع شدہ فنڈ کو دیگر دوسرے نیک اور اچھے کاموں میں بھی خرچ کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے مسئلہ یہ ہے کہ اساتذہ جب بھی طلبا و طالبات سے فنڈ (چندہ) اکٹھا کریں تو ان سے کہہ دیں کہ آپ یہ فنڈ کلی اختیارات کے ساتھ دیں کہ ہم جس نیک کام میں چاہیں اس رقم کو

خرچ کر سکتے ہیں۔اب جب طلبا و طالبات اس نیت سے فنڈ دیں گے کہ کسی بھی نیک کام میں خرچ کرنے کی اجازت ہو گئی تو منتظمین اس کام میں جس کے لیے فنڈ اکٹھا کیا' اس میں اور اس کے علاوہ کسی اچھے کام میں وہ فنڈ خرچ کر سکتے ہیں اور یہی حکم مدرسہ و جامعات کے فنڈ کا ہے' بلکہ اس میں اور بھی بہت زیادہ مسائل ہیں جن کا جاننا منتظمین و مہتمم حضرات کے لیے فرض ہے' اگر نہ سیکھیں گے یا عمل نہ کریں گے تو قوی امکان ہے کہ حرام میں پڑ جائیں گے۔ اعلیٰ حضرت' امام اہل سنّت' مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ''فتاویٰ رضویہ'' جلد 16 میں فرماتے ہیں:

''چندہ کا جو روپیہ کام ختم ہو کر بچے' لازم ہے کہ چندہ دینے والوں حصہ رَسد واپس کر دیا جائے یا وہ جس کام کے لیے اب اجازت دیں اس میں صَرف ہو' بغیر ان کی اجازت کے صَرف کرنا حرام ہے' ہاں! جب ان کا پتہ نہ چل سکے تو اب یہ چاہیے کہ جس طرح کے کام کے لیے چندہ لیا تھا اسی طرح کے دوسرے کام میں اٹھائیں (یعنی استعمال کریں)' مثلاً تعمیر مسجد کا چندہ تھا' مسجد تعمیر ہو چکی تو باقی بھی کسی مسجد کی تعمیر میں اٹھائیں' غیر کام مثلاً تعمیر مدرسہ میں صَرف نہ کریں اور اگر اسی طرح کا دوسرا کام نہ پائیں تو وہ باقی روپیہ فقیروں کو تقسیم کر دیں''۔ (فتاویٰ رضویہ' جلد 16)

کوئی چیز بیچنے کے بعد اس میں سے کچھ نکال لینا کیسا؟

جب کوئی شخص سودا خرید لے تو پیسے دینے کے بعد سامان اس کا ہو جاتا ہے' اب بیچنے والا اس میں سے کچھ نہیں لے سکتا' اگر لے گا تو گنہگار ہو گا۔ یہ طریقہ زیادہ تر منڈیوں میں رائج ہے کہ اگر کوئی شخص منڈی سے کھانے کی کوئی چیز خریدتا ہے تو خریدنے کے بعد بولی دینے والے بیچے ہوئے سامان سے کچھ نکال لیتے ہیں اور وہ

اسے ''ڈالی'' کا نام دیتے ہیں' جو دراصل اپنے مفاد کے لیے ایسا کرتے ہیں پھر اگر کوئی شخص یہ کہے کہ یہ عرف کا رواج بن چکا ہے' جائز ہونا چاہیے تو اس کی خدمت میں عرض ہے کہ عرف کے رواج کو وہاں مانا جاتا ہے جہاں کچھ گنجائش نکلتی ہو اور لوگ عرف میں جو کام عام ہو چکا اس سے خوش ہوں' اگر ایسا کریں گے کہ اس کو جائز کہہ دیں گے تو عرف میں ایک تعداد ایسے کاموں کی ہے جو عوام الناس میں رائج ہیں' لیکن شرعاً بالکل ناجائز وحرام ہیں۔ اب یہاں بتائیں کہ عرف کو بدلا جائے یا شریعت کے مسئلہ کو؟

اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ ہزار بندوں کو یہ اختیار دے دیا جائے کہ ان میں سے کون چاہتا ہے کہ اس کے خریدے ہوئے مال سے بائع (بیچنے والا) کچھ مال بغیر اس کی اجازت کے نکال لے تو ہزار میں سے ایک بھی اس کا خواہش مند نہ ہوگا' لہٰذا بولی کرنے والوں کو اپنا مال بیچنے کے بعد بغیر خریدنے والے کی اجازت کے کچھ مال لینا ناجائز وحرام ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

ترجمہ کنزالایمان: آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ایک چیز دکھا کر دوسری چیز دینا

ہمارے بازاروں میں بڑے بڑے کاروباری لوگوں کے پاس اگر کوئی شخص کوئی مال خریدنے جاتا ہے تو دکاندار پہلے اس کو اس چیز کا نمونہ (Sample) دکھاتے ہیں اور اس کا ریٹ وغیرہ بتا دیتے ہیں' پھر اگر گاہک وہ چیز پسند کرلے تو اس کو لینے کا آرڈر جاری کر دیتا ہے' تو دکاندار نے جو نمونہ دکھایا ہوتا ہے' اس مال کے علاوہ کم ریٹ والا اور کم کوالٹی والا اس کو دے دیتا ہے تو یہ مسلمان کے ساتھ صریح دھوکہ ہے جو ناجائز حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کسی ملک میں سیر کی نیت سے جا کر بھاگ جانا

آج کل یہ چیز بہت عام ہو چکی ہے کہ لوگ کسی ملک میں کسی اور کام کے لیے جاتے ہیں لیکن وہاں جا کر فرار ہو جاتے ہیں اور وہاں ملازمت یا کوئی کاروبار شروع کر دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر کوئی شخص عمرہ کو یا کسی ملک کی سیر کی نیت سے جاتا ہے تو اس کی نیت عمرہ یا سیر کے ساتھ وہاں سے فرار ہو کر کوئی ملازمت وغیرہ کرنے کی بھی ہوتی ہے اور وہ وہاں جا کر روپوش (غائب) ہو جاتا ہے تو ایسا کرنا قانوناً جرم ہے اور قانوناً جرم ہونے کی وجہ سے شرعاً بھی ناجائز ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاویٰ رضویہ'' جلد 29 میں فرماتے ہیں:

''کسی جرمِ قانونی کا ارتکاب کر کے اپنے آپ کو ذلت پر پیش کرنا بھی منع ہے۔ حدیث میں ہے: جو شخص بغیر کسی مجبوری کے اپنے آپ کو بخوشی ذلت پر پیش کرے وہ ہم میں سے نہیں''۔

لہٰذا ایسا کرنا مسلمان کا خود کو ذلت کے مقام پر کھڑا کرنا ہے لہٰذا مسلمان کو ایسا کرنا جائز نہیں جس سے وہ ذلیل ہو اور دوسرے ملکوں کا یہ قانون ہوتا ہے کہ اگر ایسا شخص پکڑا جائے جس کے پاس ویزا نہ ہو یا وہ فرار ہو کر کوئی ملازمت یا کام کر رہا ہو تو اسے قید کر دیتے ہیں یا پھر اس کے اپنے ملک میں واپس بھیج دیتے ہیں اور اس طرح مسلمان کو ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے' لہٰذا اس طرح کے کاموں سے بچنا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

درزی کی غلطی

درزی کو جو کپڑا سینے کے لیے دیا جاتا ہے' کپڑا سینے کے بعد جو بچ جاتا ہے' درزی اس کپڑے کو مالک کی اجازت کے بغیر اپنے پاس رکھ لیتا ہے' اس کا ایسے کرنا ناجائز و حرام ہے۔

''انوارالحدیث'' میں ہے:

''کپڑا سلنے کے لیے دیا تو درزی نے اس میں سے کاٹ لیا' روئی کاتنے کے لیے دی تو کاتنے والے نے روئی نکال لی' کپڑا بُننے کے لیے دیا تو بننے والے نے سوت نکال لیا' اور بھرنے کے لیے دیا تو بھرنے والوں نے سوت نکال لیا' یہ سب ناجائز وحرام ہے۔ افسوس کہ یہ باتیں علانیہ کھلے طور پر مسلمانوں میں اس طرح رائج ہو گئی ہیں کہ اب لوگوں کو احساس ہی نہیں ہوتا کہ ہم حرام روزی سے اپنا پیٹ بھر کر اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں' بلکہ عوام تو عوام بعض خواص بھی اس طرح حرام روزی حاصل کرنے میں بے باک نظر آتے ہیں''۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ!)

(انوارالحدیث)

داڑھی مونڈھنے کی اُجرت حرام

''وقارالفتاویٰ'' میں ہے کہ داڑھی مونڈنا حرام ہے' یہ کام کرنا بھی حرام ہے کسی سے کروانا بھی حرام اور اس کی اُجرت بھی حرام ہے کیونکہ اصولِ فقہ کا قاعدہ ہے' جس کو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ نے ''فتاویٰ رضویہ'' میں نقل کیا کہ

''جس چیز کا دینا حرام ہے اس کا لینا بھی حرام ہے''۔

اسی طرح جس کام کا کرنا حرام ہے اس کی اُجرت بھی حرام ہے۔ یہ کام فی زمانہ بہت عام ہو گیا ہے۔ جسے عوام الناس میں گناہ کے درجے میں رکھا ہی نہیں جاتا' مسلمان فیشن کا متوالا ہو گیا۔ شاہ عبداللطیف بھٹائی علیہ الرحمہ نے بھی کیا خوب کہا:

دین کو چھوڑ کر نہ جانے کیوں — مول لیتے ہیں نت نیا آزار
جھاگ ہی کو سمجھ رہے ہیں دودھ — کیوں یہ دیں ناشناس دنیا دار

داڑھی مرد کی زینت ہے اور پردہ عورت کے لیے' لیکن افسوس! آج کل یہ

دونوں چیزیں بہت ہی کم ہوگئیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بجلی کا غلط کنکشن (Connection) لگانا کیسا؟

ہمارے ملک میں بہت سے ایسے جرائم ہیں جو بہت سنگین نوعیت اختیار کر چکے ہیں، ان میں بعض میں تو بہت فخریہ انداز میں کہا جاتا ہے کہ ہم بھی یہ کام (جرم) کرتے ہیں اور اس میں کوئی بھی عار محسوس نہیں کیا جاتا۔ ایسا ہی ایک جرم بجلی چوری کا ہے، یہ کام عموماً شادی بیاہ یا کسی فنکشن اور محفل وغیرہ کے انعقاد میں ہوتا ہے کہ لوگ کسی کی تار سے یا میٹر سے بجلی کا کنکشن (Connection) جوڑ کر ناجائز طریقے سے بجلی کا استعمال کرتے ہیں، یہ قانونی جرم اور شرعاً ناجائز ہے اور کسی مسلمان سے بغیر اس کی اجازت کے اس کے میٹر سے بجلی حاصل کرنا اس کا نقصان ہے کہ ایسا کرنے سے اس کو بل زیادہ ادا کرنا پڑے گا جو اس کے لیے تکلیف دِہ بات ہے، لہٰذا یہ کام ناجائز و حرام ہے۔

اگر شادی و محفل میں کسی کو بجلی کی ضرورت ہے تو وہ ان افراد سے رابطہ کرے جن کی بجلی حاصل کرنی ہے، یا تو ان سے پیسے طے کرے یا ان کی اجازت حاصل کرے، پھر استعمال کر سکتا ہے ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کیبل کا کنکشن بغیر پیسوں کے

یہ جرم بھی بہت عام ہوتا چلا جا رہا ہے، اس میں ہوتا یوں ہے کہ کیبل آپریٹر نے کیبل لگوانے کے لیے ایک رقم مقرر کی ہوتی ہے، استعمال کنندہ کیبل آپریٹر کو پیسے نہیں دیتا بلکہ اس کے کنکشن سے بغیر اجازت کے کیبل کا کنکشن لے لیتا ہے اور اس سے مفت فائدہ اٹھاتا ہے، اگرچہ کیبل کوئی اچھی چیز نہیں اس میں ناجائز حرام پروگراموں کی بھرمار ہے لیکن اس میں دینی، روحانی، اصلاحی، معلوماتی وغیرہ پروگرام بھی دکھائے جاتے ہیں، اب کیبل استعمال کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ گندے اور گھٹیا قسم کے

چینلز سیٹ نہ کرے بلکہ صرف اسلامک چینلز سے فائدہ اُٹھائے اور کیبل آپریٹر کو اس کا حق ادا کرے، اگر بغیر اجازت کے کنکشن حاصل کرے گا تو اس کا یہ فعل ناجائز ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب!

ملازم کا مالک کی اجازت کے بغیر دکان سے کچھ لینا

اگر کوئی شخص کسی دکان یا فیکٹری میں کام کرتا ہے تو اپنے کام کی اجرت لیتا ہے، اس کا اس دکان یا فیکٹری سے مالک کی اجازت کے بغیر کوئی بھی چیز لینا ناجائز ہے، اگر لے گا تو گنہگار ہوگا اور یہ چیز چوری میں شامل ہوگی۔ اور صحیح بخاری کی حدیث پاک ہے کہ

''چور پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے''۔

اس کا دوسرا پہلو یہ بھی ہے جو بہت باریک نقطہ پر مشتمل ہے کہ کوئی شخص اگر ایسی دکان پر ملازم ہو جو کھانے پینے کی چھوٹی چھوٹی چیزوں پر مشتمل ہے تو پھر بھی پہلے سے ہی مالکِ دکان سے اجازت لینی پڑے گی، پھر کھا سکتا ہے اور ایک یہ بھی ہے کہ اگر اس کو کوئی ملنے والا شخص آ گیا تو اسے بھی اپنی ہی جیب سے کچھ کھلائے پلائے گا، دکان سے اس کا حق نہیں کہ اپنے دوست یا رشتہ دار کو کوئی چیز مفت دے یا کھلائے، کیونکہ یہ محض اُجرت پر کام کرتا ہے، ہاں! اگر وہاں ملازموں کو کھانے پینے کی عام اجازت ہوتی ہو تو تب وہ کھا پی سکتے ہیں، لیکن پھر بھی اپنے دوست وغیرہ کو اس اجازت میں داخل کرنا ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب!

کسی کی زمین میں جانور چرانا کیسا؟

آج کل یہ چیز بہت عام ہو چکی ہے کہ اپنے جانوروں کو غیر کی زمین میں چرایا جاتا ہے جبکہ اس بات کا قطعاً احساس نہیں کیا جاتا کہ اس سے مالک زمین کا کیا نقصان ہوگا، اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ چارہ زمیندار نے اپنے جانوروں اور نفع کے لیے لگایا

ہے' اگر کوئی شخص بغیر مالکِ زمین کی اجازت کے اپنے جانور غیر کی زمین میں چرائے گا تو اس کی کھیتی کا نقصان کرے گا جو سخت ناجائز ہے' یہ کھیتی بھی زمیندار کا مال ہے اور آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے استعمال کرنا ناجائز ہے۔ قرآن کریم نے فرمایا:

''آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ''۔

لہٰذا اگر کوئی شخص بغیر اجازت کے کسی کی کھیتی خراب کرے گا یا اس سے فائدہ اُٹھائے گا تو گنہگار اور جہنم کا حقدار ہوگا۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ!)

کیونکہ اس کا تعلق حقوق العباد سے ہے اور حقوق العباد بغیر بندے کے معاف کیے معاف نہیں ہوتے' توبہ کے ساتھ ساتھ جس کا جتنا نقصان کیا اسے بھی پورا کرنا ہوگا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب!

اچھی چیز کے ساتھ خراب چیز ملا کر بیچنا

کاروباری لوگ اپنے کاروبار میں مختلف غلط کاریوں کی وجہ سے بہت بدنام ہیں' ان میں ایک چیز یہ بھی ہے کہ اچھی کوالٹی والی اشیاء میں خراب اور سستی چیز کو ملا کر بیچتے ہیں' اس میں چیز کی قیمت اچھی کوالٹی والی ہوتی ہے۔

ان کا ایسے کرنا مسلمان کو دھوکہ دینا ہے' جو کہ سراسر ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب!

جعلی ادویات کا بیچنا

جعلی دوائیوں کا سلسلہ بھی پھیلتا جا رہا ہے' جو بھی دوائی کسی علاج کے لیے کوئی کمپنی بھیجتی ہے تو اس کے ناقل بہت پیدا ہو جاتے ہیں اور اسی نام اور کام کی ویسی ہی ادویات مارکیٹ میں بھیج دیتے ہیں' ان کی قیمت اصلی دوائی سے کم بھی ہوتی ہے' کچھ میڈیکل سٹور والے نقلی دوائی کو اصلی دوائی کی قیمت پر بھی فروخت کرتے ہیں' حالانکہ

وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ نقلی دوائی ہے اور ٹھیک بھی نہیں۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ ان بے رحموں کو مسلمانوں پر ذرا سا بھی رحم نہیں آتا کہ وہ صحت جیسے نازک معاملے میں اتنا سخت مسلمان کو دھوکہ دیتے ہیں' کئی بار ایسا بھی ہوتا ہے کہ غلط دوا مریض کی جان تک لے لیتی ہے۔

تو اس مریض کا قاتل کون ہوا؟ بنانے والا بیچنے والا؟ یا دونوں؟

جو مسلمان کا نقصان چاہتا ہے دراصل وہ اپنا ہی نقصان کر رہا ہوتا ہے' عربی کا مشہور مقولہ ہے:

''جو کوئی اپنے بھائی کے لیے گڑھا کھودے گا' اس کی موت اسی گڑھے میں ہوگی''۔

اور کسی مسلمان کو نقصان پہنچانے کے بارے میں حدیث پاک میں ہے کہ

''وہ شخص ملعون ہے جس نے کسی ایمان دار کو دکھ پہنچایا یا نقصان دیا''۔

اے مسلمانوں کے دشمنو! اے دھوکہ بازو!

اگر تم مسلمان کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے تو اسے نقصان بھی مت پہنچاؤ۔ حدیثِ پاک میں ہے:

''ایک مسلمان کو نقصان پہنچانا کعبہ اور بیت المعمور گرانے سے پندرہ گنا بُرا ہے''۔

تم مسلمان کو دھوکہ دے کر سمجھتے ہو کہ میں کامیاب ہو گیا' مجھے عزت مل گئی' مجھے دولت مل گئی' لیکن تو نے اپنی دنیا و آخرت میں اپنے لیے نقصان کی راہ اختیار کر لی اور تم حقیقت میں ناکام ہو گئے۔ حدیث پاک میں ہے:

''مؤمن گناہ کو مثلِ پہاڑ جانتا ہے مگر منافق ایسے جیسے مکھی اُڑا دی''۔

لہٰذا اے مسلمانو! جعلی ادویات کو بیچنے سے توبہ کر لو اور ایسی کمپنی سے رابطہ توڑ

لو جو مسلمان کا رابطہ اس دنیا سے توڑنا چاہتی ہے۔ مسلمان مسلمان کے لیے وہی پسند کرتا ہے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے تو اے اسلامی بھائی! تو خود سوچ کیا تو اپنے نقصان کو پسند کرے گا' ہرگز نہیں! کوئی بھی اپنے نقصان کو پسند نہیں کرتا تو مسلمان کے نقصان کو بھی پسند نہ کر' تاکہ تیرا فائدہ ہو اور ایک اچھے معاشرے کی تشکیل ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب!

سینما کی کمائی کا حکم

سینما محرمات (حرام کاموں کا) کا مجموعہ ہے۔ حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے: مؤمن کا ہر بُرا کام باطل ہے' عورت کی تصویری نمائش حرام' اجنبی عورت کی آواز بلاضرورت سننا حرام اور باجے گانے بھی حرام' اتنے محرمات اور مخرب اخلاق (اخلاق کو خراب کرنے والا) کاموں سے پیسہ کمایا جائے تو وہ بھی حرام ہے۔

(وقار الفتاویٰ' جلد اوّل)

سینما مسلمانوں کی بربادی کا اڈا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین!

جسم پر انمٹ سیاہی سے نام کندہ کروانا

عام طور پر میلوں وغیرہ میں یہ کام بہت عروج پر ہوتا ہے کہ دیکھا دیکھی اپنے ہاتھ یا بازو پر اپنا ہی نام کندہ کروایا جاتا ہے۔ ''وقار الفتاویٰ'' جلد سوم میں ہے کہ

''حدیث پاک میں نام وغیرہ کندہ کروانے والے اور کرنے والے دونوں پر لعنت کی گئی ہے' لہٰذا نام وغیرہ کندہ کروانا ناجائز ہے' اس سے بچنا ضروری ہے''۔

(خلاصہ وقار الفتاویٰ' جلد سوم)

لوگوں کی دیواروں پر اشتہار لگانا

ہمارے معاشرے میں ایک غلط رواج یہ چل پڑا ہے کہ اپنی کاروباری پبلسٹی کے لیے لوگوں کے دروازوں اور دیواروں کو کاغذ وغیرہ کے اشتہاروں سے بھرا جاتا ہے' اس کی دو صورتیں ہیں:

ایک یہ کہ کچھ علاقوں میں عرفاً ان کی دیواروں پر لکھنے اور اشتہار لگانے کو برا نہیں سمجھا جاتا' اگر کوئی لگائے تو وہ منع بھی نہیں کرتے تو یہاں پر تو لگانے میں کوئی قباحت نہیں ہے کہ عرفاً اس کی اجازت ہے اور ان کا اس میں نقصان کا اندیشہ بھی نہیں کہ ان کا روغن خراب ہو یا خوبصورتی میں کمی آئے۔ لیکن کچھ علاقوں میں گھروں کی دیواروں پر لکھنے یا اشتہار لگانے کی قطعاً اجازت نہیں ہوتی تو ان گھروں کی دیواروں پر کچھ لکھنا یا لگانا بغیر اجازت کے ناجائز ہے کہ کسی کی ملکیت چیز کو خراب کرنا ہے۔ اسلام اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتا' ووٹنگ کے دنوں میں سیاست دان اور قربانی کے دنوں میں مدرسوں والے لوگوں کی دیواروں کا جو حال کرتے ہیں' یہ کسی سے مخفی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اللہ کرے اتر جائے تیرے دل میں میری بات!

اسمگلنگ (Smugling) کرنا ناجائز ہے

اسمگلنگ کرنا یا اسمگلنگ کا مال بیچنا اور خریدنا اس لیے ناجائز ہے کہ یہ ملک کے قانون کے خلاف ہے اور مسلمان کو خلافِ قانون کوئی کام کرنا جائز نہیں ہے' اس لیے کہ خلافِ قانون کام کرنے سے جب پکڑا جائے گا تو پہلے جھوٹ بولے گا' اگر جھوٹ سے کام نہ چلا تو رشوت دے گا اور رشوت سے بھی کام نہ چلا تو سزا ہوگی' جس میں اس کی بے عزتی ہے۔ مسلمان کوئی ایسا کام ہی نہ کرے جس سے جھوٹ بولنا یا رشوت دینا پڑے' یا جس سے اس کی بے عزتی ہو' مگر ایسا کرنے والا گنہگار ہونے کے باوجود مال کا

مالک ہو جاتا ہے۔ جبکہ بیع شریعت کے مطابق ہو جب مال میں حرمت نہیں آئی تو اپنا مال ہر کام میں خرچ کر سکتا ہے۔ (وقار الفتاویٰ جلد اوّل)

دو ملکوں کی کرنسی کا تبادلہ کرنا کیسا؟

''فتاویٰ یورپ'' میں ہے:

''جب دو ملکوں کی کرنسیاں قیمت کے اعتبار سے ایک نہیں تو یہیں سے ظاہر ہوا کہ وہ دونوں ایک جنس نہیں' بلکہ ثمن کے اعتبار سے دو مختلف اجناس ہیں اور ایسی صورت میں تبادلہ کے اندر جو کمی بیشی واقع ہوگی وہ شرعاً وعرفاً ربو نہیں کہلائے گا' لہٰذا کمی بیشی کے ساتھ اس کا تبادلہ جائز و مباح حلال وطیّب ہے۔

حکومت کی طرف سے اپنی اپنی کرنسیوں کا مقرر کردہ نرخ کسی شرعی ضابطے کے ماتحت نہیں بلکہ اپنی اپنی معاشی تناظر میں ہے' جس کی پابندی شرعاً واجب نہیں' لہٰذا عوام جو اپنی اپنی رضا وخوشی سے مختلف کرنسیوں کا تبادلہ مختلف قیمتوں میں کرتی ہے' وہ جائز ہے''۔ (فتاویٰ یورپ)

نوٹ کو کمی بیشی کے ساتھ بیچنا

''فتاویٰ فقیہ ملت'' جلد دوم میں ہے کہ

''نوٹ حقیقت میں کاغذ اور اصطلاح میں ثمن ہے' لہٰذا نقد نوٹ کمی بیشی کے ساتھ جتنے پر رضامندی ہو جائے بیچنا جائز ہے' جیسا کہ شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا اعلیٰ حضرت محدثِ بریلوی رضی اللہ عنہ نے رسالہ ''کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم'' میں وضاحت فرماتے ہوئے سوال یازدہم (گیارھواں) کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: ہاں! نوٹ پر جتنی رقم لکھی ہے اس سے زیادہ یا کم کو جتنے پر رضامندی ہو جائے اس کا

بیچنا جائز ہے اور لیکن اُدھار خریدنا اور بیچنا نوٹ کا تو یہ بھی سود وحرام اور گناہ نہیں' بلکہ صرف مکروہ تنزیہی یعنی خلافِ اولیٰ ہے"۔

(فتاویٰ فقیہ ملت' جلد دوم)

مکان کی مختلف منزلیں مختلف خریداروں کے ہاتھ بیچنا

آج کل شہروں میں کئی کئی منزلوں کے مکانات بنتے ہیں اور ایک منزل پر چار چار فلیٹس ہوتے ہیں تو ہر ایک فلیٹ الگ الگ اسامیوں کے نام بیچنے کا عام رواج ہو گیا ہے' اس میں مسئلہ یہ ہے کہ مکان کی منزلوں یا اس کے فلیٹ کو الگ الگ خریدنا بیچنا درست و جائز ہے کیونکہ وہ شرعاً مال ہیں اور مال کی بیع وشراء مشروع[1] و مروّج[2] ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سنوکر وغیرہ گیمز کا حکم

سنوکر اور کیرم بورڈ وغیرہ گیمز جو آج کل کھیلی جاتی ہیں' ان میں چند ایسی خرابیاں ہیں جو ناجائز وحرام ہیں۔ ان میں پہلی یہ ہے کہ اس میں لوگ شرط لگا کر کھیلتے ہیں' یعنی ہارنے والا جیتنے والے کو مقرر کی ہوئی رقم دے گا جو ناجائز وحرام ہے اور ان گیمز کے کھیلنے کے اوقات میں لوگ نمازوں کو قضا کرتے ہیں جو کہ سخت حرام ہے۔ اسی طرح کھیلتے ہوئے آپس میں گالی گلوچ اور فحش کلامی کا بھی سلسلہ ہوتا ہے' یہ بھی ناجائز وحرام ہے۔ وقت کا ضیاع اور روپے کا ضیاع (نقصان) بھی ہوتا ہے۔ الغرض! یہ اور ان جیسے کھیل جن میں ایسی چیزیں پائی جائیں' محرمات کا مجموعہ ہیں۔ لہٰذا ایسی گیمز ناجائز اور لھو ولعب میں شامل ہیں اور ان کی کمائی بھی ناجائز ہے کیونکہ ان میں سوائے مخرّب اخلاق اور ضیاعِ وقت و پیشہ کے کچھ نہیں ملتا۔

---

[1] شرعاً جائز۔

[2] رائج۔

قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ کنز الایمان: اور کچھ لوگ کھیل کی بات خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں، بے سمجھے اور اسے ہنسی بنالیں، ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

اور ترمذی کی حدیث میں ہے کہ

"جتنی چیزوں سے آدمی لھو کرتا ہے سب باطل ہیں، مگر کمان سے تیر چلانا اور گھوڑے کو ادب دینا اور زوجہ سے ملاعبت کرنا کہ یہ تینوں حق ہیں"۔

جو چیز اپنے پاس نہ ہو، اسے بیچنا

جب کوئی چیز خریدی اور وہ ابھی ہمارے پاس نہیں، اس چیز پر جب تک ہمارا قبضہ نہ ہوگا، اس وقت تک ہم اسے کسی دوسرے خریدار کے ہاتھ نہیں بیچ سکتے۔ احادیثِ مبارکہ میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

"صحیح بخاری"، جلد 1، کتاب البیوع میں ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ابتاع طعاما فلا یبعہ حتی یقبضہ ۔ (صحیح بخاری، جلد 1، کتاب البیوع)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص غلہ خریدے وہ اس کو قبضہ میں لینے تک فروخت نہ کرے۔

ایک اور حدیث پاک میں ہے:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی ان یبیع الرجل طعاما حتی یستوفیہ ۔ (ایضاً)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی آدمی غلہ فروخت نہ

کرے یہاں تک کہ وہ اس کو قبضہ میں کر لے۔

''صاحب مراۃ المناجیح'' اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

''اس حدیث سے آج کل کے بیوپاری عبرت پکڑیں کہ کپڑے کا جہاز ولایت سے چلتا ہے' ابھی کراچی بندرگاہ پر نہیں پہنچ پاتا کہ کئی جگہ اس کی فروخت نفع سے ہو چکی ہے' بعد میں پھر ان کے دیوالیے ہوتے ہیں' بغیر دیکھے اور بغیر قبضہ کی ہوئی چیز کی تجارت ہرگز نہ کرنی چاہیے' یہ شرعاً گناہ بھی ہے اور سخت نقصان کا باعث بھی''۔ (مراۃ المناجیح' جلد 4)

بیع قبل القبض[1] کی ممانعت کی حکمت

بیع قبل القبض سے سٹے[2] کو فروغ ہوتا ہے اور اجناس کی قیمت دس بیس گنا زیادہ ہو جاتی ہے جس سے صارفین (استعمال کرنے والے) کا استحصال (مجبوری سے فائدہ اٹھانا) ہوتا ہے' مثلاً جاپان سے ایک شخص بحری جہاز کے ذریعے چیزیں منگواتا ہے اور جہاز کے بندرگاہ پر پہنچنے سے پہلے وہ سامان دوسرے شخص کو منافع پر بیچ دیتا ہے' یہ دوسرا شخص اور منافع لے کر تیسرے شخص کو یہ سامان بیچ دیتا ہے' یہ سلسلہ یونہی چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ جہاز کے بندرگاہ پر پہنچنے تک ایک ہی چیز نفع در نفع دس بار بک چکی ہوتی ہے اور جو چیز جاپان سے دس روپے میں چلی تھی' منافع خوروں کے غیر شرعی کاروبار کی وجہ سے وہ پاکستان میں دو سو روپے سے زائد میں پڑتی ہے۔

اگر بیع قبل القبض کا رواج ہو اور ایک شخص کسی سے دوسرے روپے میں چیز خریدے اور اس چیز پر قبضہ کیے بغیر وہی چیز پندرہ میں بیچ دے جبکہ وہ چیز ابھی بائع کے پاس ہے تو اس نے دس روپے کو پندرہ روپوں میں بیچ دیا اور یہ حکماً سود ہے (حقیقتاً

---

[1] اس چیز پر قبضہ کرنے سے پہلے۔

[2] جوئے۔

سود اس لیے نہیں کہ عقد الگ الگ ہے)۔ (شرح صحیح مسلم' جلد رابع)

معدوم[1] پھلوں کی بیع کرنا کیسا؟

جمہور علماءِ اسلام کے نزدیک معدوم اشیاء کی خرید و فروخت مطلقاً جائز نہیں' باغات کے پھلوں کو سال دو سال پہلے ہی بیچ ڈالنا یا خرید لینا ائمہ اربعہ میں سے کسی کے نزدیک جائز نہیں ہے' لہٰذا جو پھل بیع و شراء فاسد کے ساتھ حاصل کیے گئے' اس سے منفعت حاصل کرنا حرام ہے۔ (فتاویٰ یورپ' کتاب البیوع)

معدوم مکان کی بیع کرنا

''بہارِ شریعت'' جلد دوم میں ہے کہ

''معدوم کی بیع باطل ہے' مثلاً دو منزلہ مکان دو شخصوں میں مشترک تھا' ایک کا نیچے والا تھا دوسرے کا اوپر والا' وہ (مکان) گر گیا یا صرف بالا خانہ گرا' بالا خانہ (اوپر والی منزل) گرنے کے بعد بالا خانہ بیع کیا' یہ بیع باطل ہے کہ جب وہ چیز ہی نہیں تو بیع کس چیز کی ہوگی؟ اور اگر بیع سے مراد اس حق کو بیچنا ہے کہ مکان کے اوپر اس کو مکان بنانے کا حق تھا' یہ بھی باطل ہے کہ بیع مال کی ہوتی ہے اور محض ایک حق تو اس کا ہے مگر مال نہیں (کہ اوپر والی منزل پر اس کا حق موجود ہے' لیکن دوسری منزل موجود ہی نہیں تو بیچے گا کیا) اور اگر بالا خانہ موجود ہے تو اس کی بیع ہو سکتی ہے''۔

(بہارِ شریعت' جلد 2' حصہ گیارھواں)

جو چیز زمین کے اندر ہو اِسے بیچنا

جو چیز زمین کے اندر پیدا ہوتی ہو' بغیر دیکھے اس کی بیع باطل ہے۔ ''بہارِ شریعت'' میں ہے:

---

[1] جو چیز موجود نہ ہو۔

"جو چیز زمین کے اندر پیدا ہوتی ہے جیسے مولی' گاجر وغیرہ' اگر اب تک پیدا نہ ہوئی ہو یا پیدا ہونا معلوم نہ ہو تو اس کی بیع باطل ہے' اور اگر معلوم ہو کہ پیدا ہو چکی تو بیع صحیح ہے اور مشتری کو خیارِ رویت حاصل ہوگا"۔

(بہارِ شریعت' جلد 2' حصہ گیارھواں)

بغیر نکالے دودھ کو بیچنا کیسا؟

جو دودھ ابھی تھن کے اندر ہے نکالا نہیں اور جو گٹھلیاں کھجور کے اندر ہیں' ان کو بیچنا ناجائز ہے۔ "بہارِ شریعت میں ہے":

"گٹھلیاں جو کھجور میں ہوں یا بنولے جو روئی کے اندر ہوں یا دودھ جو تھن کے اندر ہو' ان سب کی بیع ناجائز ہے کہ یہ سب چیزیں عرفاً معدوم ہیں اور کھجور سے گٹھلیاں یا روئی سے بنولے یا تھن سے دودھ نکالنے کے بعد بیع جائز ہے"۔ (ایضاً)

تالاب یا دریا میں مچھلیوں کی بیع کرنا

آج کل یہ رواج ہے کہ دریا یا تالاب میں مچھلیوں کو بغیر شکار کیے بیچا جاتا ہے' یہ بیع باطل ہے۔ "بہارِ شریعت" میں ہے: جو مچھلی دریا یا تالاب میں ہے' ابھی اس کا شکار کیا ہی نہیں' اس کو اگر نقوس' یعنی روپے پیسے سے بیع کیا تو باطل ہے کہ وہ ملک میں نہیں' اور مالِ متقوم[1] نہیں' آگے لکھتے ہیں:

"تالابوں جھیلوں کا مچھلیوں کے شکار کے لیے ٹھیکہ دینا' جیسا کہ ہمارے ہاں کے بہت سے زمیندار کرتے ہیں یہ ناجائز ہے"۔ (ایضاً)

بیع باطل کیا ہے؟

بیع باطل کا حکم یہ ہے کہ جو چیز خریدی اگر خریدار کا اس پر قبضہ بھی ہو جائے' جب بھی خریدار اس کا مالک نہیں ہوگا اور خریدار کو وہ قبضہ' قبضہٗ امانت قرار پائے گا (گویا

---

1 بڑھنے والا مال۔

کہ بیع ہوئی ہی نہیں تو قبضہ کیسے درست ہوگا)۔(ایضاً)

غیر منقولہ کی بیع قبضہ کرنے سے پہلے کرنا کیسا؟

اس باب میں اس مسئلے کی وضاحت تو پہلے کر دی گئی کہ جو چیز منقولہ ہے یعنی اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ لایا جا سکتا ہے' اس کی بیع قبضہ کرنے سے پہلے ناجائز ہے لیکن غیر منقولہ چیز یعنی جس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہیں کیا جا سکتا' اس کی بیع قبضہ سے پہلے کرنا جائز ہے۔ ''بہارِ شریعت'' میں ہے کہ

''جائیدادِ غیر منقولہ خریدی ہے' اس کو قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا جائز ہے کیونکہ اس کا ہلاک ہونا بہت نادر ہے''۔(ایضاً)

آرڈر پر مال تیار کروانا کیسا؟

''وقار الفتاویٰ'' میں ہے:

''کوئی بھی چیز بک کروانا اور معاہدے کے مطابق قیمت ادا کرنا اور مکمل ہونے کے بعد اس پر قبضہ کرنا' حقیقتاً بیع نہیں ہے بلکہ کسی چیز کا آرڈر دے کر تیار کروانا اور تیار ہونے کے بعد اس پر قبضہ کرنا ہے' اس کو شریعت میں ''استصناع'' کہتے ہیں اور یہ جائز ہے جیسے جوتا بنانے یا شیروانی' پتلون وغیرہ سینے کا آرڈر دیا جائے اور تیار ہونے کے بعد قیمت دے کر یہ چیز لے لی جائے۔ شیخ الاسلام امام برہان الدین علیہ الرحمہ نے ''ہدایہ'' میں لکھا:

وفی الاستحسان یجوز للتعامل فیہ فصار کصبغ الثوب وللتعامل جوزنا الاسصناع۔

یعنی استحساناً لوگوں کے اس پر عمل کی وجہ سے جائز ہے' پس یہ کپڑا رنگائی کی طرح ہو جائے گا اور فقہاء کا کہنا ہے کہ ہم نے عوام الناس کے عمل کی وجہ

سے آرڈر دے کر مال تیار کروانے کو جائز قرار دیا''۔ (وقار الفتاویٰ جلد سوم)

کسی کی بیع پر بیع کرنا کیسا؟

''صحیح بخاری'' جلد 1 کی حدیث پاک میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

تم میں سے کوئی بھی اپنے (مسلمان) بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے۔

(صحیح بخاری' جلد 1)

''تفہیم المسائل'' میں ہے کہ

''بیع پر بیع سے مراد یہ ہے کہ فریقین میں ایک چیز کا سودا طے پا گیا اور باہمی رضامندی سے قیمت بھی طے پا گئی تو انہوں نے مزید غور و فکر کے لیے تین دن یا اس سے کم کی مہلت مقرر کر دی' جس کی شریعت میں اجازت اور گنجائش ہے' اسے ''خیارِ شرط'' کہتے ہیں۔ اب اس مدتِ خیار کے دوران کوئی شخص بائع (فروخت کنندہ) سے کہے کہ آپ یہ سودا منسوخ کر دیں' میں آپ کو اس سے زیادہ قیمت دلا دوں گا یا کوئی شخص خریدار سے کہے کہ آپ یہ سودا فسخ کر دیں' میں اس سے کم رقم میں آپ کو یہ چیز دلا دوں گا' یہ دونوں صورتیں شرعاً ناجائز اور حرام ہیں''۔

(تفہیم المسائل' جلد اوّل)

نرخ پر نرخ بڑھانا حرام ہے

نرخ پر نرخ بڑھانے کی صورت یہ ہے کہ خریدار اور فروخت کنندہ ایک چیز کے لین دین پر باہم رضامند اور آمادہ ہو چکے ہوں لیکن ابھی ''عقدِ بیع'' یعنی سودا مکمل نہ ہوا ہو کہ ایک تیسرا شخص درمیان میں آ کر بائع کو لالچ دے کہ میں تمہیں اس سے زیادہ رقم دے دوں گا' یہ صورت بھی شرعاً حرام ہے۔ (ایضاً)

نجش (جوش دلانا) کی ممانعت

''سنن ابن ماجہ'' جلد 1 کی حدیث شریف میں ہے: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجش سے منع فرمایا ہے۔

(ابن ماجہ' جلد 1)

نجش کی وضاحت

نجش کے لغوی معنی ہیں: ''جوش دلانا''۔ اصطلاحِ شریعت میں اس سے مراد یہ ہے کہ ایک آدمی چیز کو خریدنے کا ارادہ تو نہیں رکھتا لیکن دوسرے خریدار کو جوش دلانے اور برانگیختہ کرنے کے لیے زیادہ قیمت لگائے' یہ دوسرے کو ارادۃً نقصان پہنچانا اور شرعاً حرام ہے۔ (تفہیم المسائل' جلد اوّل)

نیلام کا جواز

بعض فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے نجش کی ممانعت پر قیاس کرتے ہوئے نیلام کی بیع کو بھی مکروہ قرار دیا ہے کیونکہ نیلام میں بڑھ چڑھ کر بولی لگائی جاتی ہے' لیکن جمہور فقہاء کرام اور ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے نیلام کی بیع کو' جامع ترمذی'' میں مروی حدیث کی رو سے جائز قرار دیا ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چادر اور ایک پیالہ بیچا اور فرمایا: اس چادر اور پیالے کو کون خریدے گا؟ ایک شخص نے عرض کیا کہ میں ان کو ایک درہم میں خریدلوں گا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ فرمایا کہ ایک درہم سے زیادہ کون خریدے گا؟ تو ایک شخص نے دو درہم دے دیئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پیالہ اور چادر اس شخص کو دے دیئے۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔

البتہ جو لوگ نیلام کی بیع کی ممانعت پر نجش سے استدلال کرتے ہیں' ان کا جواب یہ ہے کہ زیادہ قیمت لگانا اس وقت منع ہے جب کسی کا ارادہ خریدنے کا نہ ہو

بلکہ دھوکہ دے کر اور جوش دلا کر قیمت بڑھانا مقصود ہو تو یہ امر بلاشبہ حرام ہے' لیکن اگر بولی لگانے والے کا ارادہ فی الواقع وہ چیز خریدنے کا ہو تو یہ منع نہیں ہے' اسی لیے ائمہ اربعہ نے نیلام کی بیع کو جائز قرار دیا ہے۔ (ایضاً)

''مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح'' میں ہے کہ

''نیلام میں اگر کوئی شخص بولی بڑھا دے' مگر خریدنا مقصود نہ ہو صرف چیز کی قیمت بڑھانا مقصود ہو کہ دوسرا آدمی اس سے زیادہ کی بولی دے' یہ نجش ہے اور ممنوع ہے کہ دھوکہ دہی ہے''۔ (مرأۃ المناجیح' جلد 4)

فروخت میں استثناء ناجائز ہے

''مشکوٰۃ المصابیح'' کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فروخت میں استثناء کر لینے سے منع فرمایا جب کہ وہ شے معلوم ہو۔ (مشکوٰۃ المصابیح' جلد 1)

''مرأۃ المناجیح'' میں اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ ''استثناء (خارج کرنا) وہ ممنوع ہے جس سے بیع محض مجہول و نامعلوم رہ جائے' جیسے کوئی شخص باغ کے پھل فروخت کرے اور کہے کہ ان میں سے دس من تو میرے ہوں گے' باقی تیرے ہاتھ فروخت یا اس ڈھیر کا چار من گندم میرا' باقی تیرے ہاتھ فروخت کرتا ہوں کہ اب یہ خبر نہ رہی کہ باقی ہے کتنا؟

لیکن اگر یوں کہے: آدھے یا تہائی یا چوتھائی میرے' باقی تیرے تو جائز ہے کہ یہ استثناء معلوم ہے''۔ (مرأۃ المناجیح' جلد 4)

اُدھار کی بیع اُدھار سے منع ہے

''مشکوٰۃ المصابیح'' کی حدیث شریف میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادھار کی بیع ادھار سے کرنے کو منع فرمایا۔ (مشکوٰۃ المصابیح' جلد 1)

''مرآۃ المناجیح'' میں اس حدیث کی شرح میں ہے کہ

''اس کی بہت صورتیں ہیں' ایک تو یہ ہے کہ بیع کے وقت نہ قیمت دی جائے نہ مبیع پر قبضہ ہو' یہ ناجائز ہے' جواز بیع کے لیے کم سے کم ایک طرف فی الحال قبضہ ضروری ہے' دوسری صورت یہ ہے کہ مثلاً زید کا عمرو پر دس گز کپڑا قرض تھا اور بکر کے عمرو پر دس روپے قرض تھے' تو زید بکر سے کہے: میں تیرے دس روپوں کے عوض اپنا وہ کپڑا فروخت کرتا ہوں جو میرا عمرو پر ہے' اب تم مجھ سے روپے نہ مانگنا بلکہ ان کے عوض عمرو سے کپڑا وصول کر لینا' بکر کہے: مجھے قبول ہے' یہ بیع ناجائز ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ کوئی کسی شخص سے کوئی چیز اُدھار خرید لے' جب اس اُدھار کی مدت ختم ہو تو تاجر خریدار سے قیمت کا تقاضا کرے' خریدار کہہ دے: فی الحال میرے پاس پیسے نہیں' مجھے ایک ماہ کی مہلت اور دے! میں قیمت میں اتنا اضافہ کرتا ہوں' تاجر کہے: منظور ہے' حالانکہ اس چیز پر بھی قبضہ نہیں کیا گیا' یہ بھی ممنوع ہے''۔ (مرآۃ المناجیح' جلد 4)

ایک بیع میں دو فروختیں منع ہیں

''مشکوٰۃ المصابیح'' کی حدیث پاک میں ہے کہ

رسولِ خدا' احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بیع میں دو فروختوں سے منع فرمایا۔

''صاحب مرآۃ المناجیح'' نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا:

''ایک بیع میں دو بیعوں کی کئی صورتیں ہیں' ایک یہ کہ یوں کہے: میں فلاں چیز نقد دس روپے میں فروخت کرتا ہوں اور اُدھار بیس روپے کے عوض' یہ ممنوع ہے کہ اس میں قیمت کا صحیح پتہ نہ لگا۔ دوسری صورت بیع بالشرط کی کہ یوں کہے: میں اپنا غلام تجھے سو روپے میں دیتا ہوں' بشرطیکہ

تو مجھے اپنی لونڈی یا زمین پچاس روپیہ میں دے دے کہ اس میں بھی قیمت ایک اعتبار سے مجہول ہے' اس کے علاوہ دیگر بیع بالشرط بھی منع ہے' بشرطیکہ شرط فاسد ہو' اگر شرط صحیح ہو تو بیع درست ہے''۔

(مراۃ المناجیح جلد 4)

اُدھار اور فروخت اور فروخت میں دو شرطیں ناجائز

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ تو اُدھار اور فروخت جائز ہے اور نہ فروخت میں دو شرطیں جائز۔ (مشکوۃ المصابیح)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ ''مراٰۃ المناجیح'' میں حدیث کے پہلے حصہ ''نہ تو ادھار اور فروخت جائز ہے'' کی شرح میں فرماتے ہیں:

''اس کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ بائع (بیچنے والا) خریدار سے کہے: میں تیرے ہاتھ یہ چیز سو روپے کے عوض فروخت کرتا ہوں' بشرطیکہ (اس شرط کے ساتھ کہ) تو مجھے دس روپے قرض بھی دے' یہ حرام ہے کہ ایک قسم کا سود ہے کیونکہ خریدار نے دس روپے قرض کے عوض میں اس چیز کے خریدنے کا نفع بھی حاصل کرلیا یا اس کے برعکس کہ قرض مانگنے والے سے ساہوکار کہے: میں تجھے سو روپے اس لیے قرض دیتا ہوں کہ دس روپے میں اپنی بکری میرے ہاتھ فروخت کر دے' یعنی بیع میں قرض کی شرط ہو تو منع اور قرض میں بیع کی شرط ہو' تب بھی منع ہے۔ دوسرے یہ کہ ساہوکار قرض مانگنے والے سے کہے: میں تجھے سو روپے قرض دیتا ہوں بشرطیکہ تم میری فلاں چیز اتنے میں خرید لو' یعنی مہنگی' اس میں بھی وہ ہی قباحت ہے کہ قرض کے ذریعے نفع کما رہا ہے''۔

آگے مفتی صاحب علیہ الرحمہ حدیث کے دوسرے حصہ ''نہ فروخت میں دو

شرطیں جائز ہیں'' کی شرح میں فرماتے ہیں کہ

''نہ تو بائع (بیچنے والا) خریدار پر کوئی شرط لگائے کہ یہ چیز تیرے ہاتھ فروخت کرتا ہوں' بشرطیکہ دو ماہ تک اس کو میں ہی استعمال کروں گا (جیسا کہ آج کل لوگ اپنا مکان بیچ کر کہتے ہیں کہ ہم ایک یا دو ماہ اس میں رہیں گے' وغیرہ) یا تو مجھے اتنے روز کے لیے اپنا مکان عاریتاً کرایہ پر دے اور نہ خریدار تاجر پر کوئی شرط لگائے کہ کپڑا تو خریدتا ہوں' بشرطیکہ تو مجھے سی کر دے' یا دھو کر دے' یہ دونوں قسم کی شرطیں بیع کو فاسد کر دیں گی''۔ (مرآۃ المناجیح' جلد 4)

اُجرت دینے میں تاخیر کرنا

مزدور کی مزدوری دینے میں تاخیر کرنا اور اس کے کام سے فارغ ہونے کے بعد بھی اس سے روکے رکھنا ناجائز ہے' آج ہمارا معاشرہ جہاں کئی بُرائیوں کا مجموعہ بن چکا ہے' وہاں یہ بھی ہے کہ مزدور کو اس کی اجرت بہت تاخیر سے دی جاتی ہے یا پھر کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو مقررہ مزدوری سے بہت کم روپیہ دیتے ہیں' تاجر کا یوں کرنا ناجائز و حرام ہے۔

حدیثِ پاک میں ہے: نبی اکرم' نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری ادا کرو''۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر)

مشترکہ کاروبار میں ایک شریک کا دوسرے سے خیانت کرنا

دو آدمی مل کر جب کوئی کاروبار مشترکہ (Common) شروع کرتے ہیں تو اس میں بہت مسائل اور باریکیاں ہیں' جن کا علم حاصل کرنا مشترکہ کاروبار کرنے والوں پر فرض ہے' اگر نہ سیکھیں گے تو نہ سیکھنے کا الگ گناہ ہوگا اور دوسرے کی اجازت

کے بغیر شراکت کے مال سے اپنی ذات پر خرچ کرنا کا الگ گناہ ہوگا' آج کل مشترکہ کاروبار میں جھوٹ' دھوکہ وفریب وغیرہ گناہوں کا ایک سلسلہ چلا ہے' جوکہ سخت حرام ہے۔ لہٰذا شراکت کرنے والوں پر شرکت کے مسائل سیکھنا بہت ضروری ہے تاکہ وہ گناہوں سے بچ سکیں' ایک شریک کا دوسرے سے خیانت کرنے کے بارے میں حدیث شریف میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

''جس نے اپنے شریک کے ساتھ ایسی چیز میں خیانت کی جس پر اس نے اسے امین بنایا تھا اور اس کی حفاظت کرائی تھی تو میں اس سے بیزار ہوں''۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ

''اللہ عزوجل ارشاد فرمایا ہے: میں دو شریکوں کا تیسرا ہوں' جب تک کہ ان میں سے ایک دوسرے سے خیانت نہ کرے' جب کوئی خیانت کرتا ہے تو میں ان کے درمیان سے نکل جاتا ہوں جبکہ رزین کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ جب میں نکل جاتا ہوں تو شیطان آجاتا ہے''۔ (ایضا)

لہٰذا ایک شریک کا دوسرے سے خیانت کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

نوٹ: شراکت کے شرعی مسائل سیکھنے کے لیے بہارِ شریعت' جلد 2 کا مطالعہ فرمائیں۔ انشاء اللہ! بہت مسائل سیکھنے کو ملیں گے۔

ٹیکس وصول کرنا

حکومت کے کچھ ٹیکس اگرچہ جائز ہیں لیکن کچھ ٹیکس جو عوام پر لگے ہیں' ان میں ناجائز وحرام بھی شامل ہیں کیونکہ وہ ٹیکس بے جا لیے جاتے ہیں اور کچھ ٹیکس ایسے ہیں جو بدمعاش لوگ لیتے ہیں' جسے جگا ٹیکس بھی کہتے ہیں' یہ سخت حرام ہے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنزالایمان: مواخذہ تو اُنہیں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی پھیلاتے ہیں' ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

ٹیکس لینا اپنی دیگر تمام انواع مثلاً ٹیکس جمع کرنے والے' دستاویز تیار کرنے والے' گواہ (روپے پیسوں کا) وزن کرنے والے (آج کل گننے والے اس میں داخل ہیں) اور (اجناس) ناپنے والے کے ساتھ ظلم کے بُرے ذرائع میں سے ہے بلکہ یہ لوگ خود اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں کیونکہ یہ ایسی چیز لیتے ہیں جس کے مستحق نہیں اور لوگوں تک پہنچاتے ہیں' جو اس کے حق دار نہیں' اسی لیے ایسا ٹیکس لینے والا جنت میں داخل نہ ہوگا کیونکہ اس کا گوشت حرام سے نشوونما پاتا ہے اور دوسرا یہ کہ لوگوں کے ظلم کا طوق اپنے گلے میں ڈالتا ہے' قیامت کے دن یہ ان لوگوں کے حقوق کی ادائیگی کہاں سے کریں گے؟ لہٰذا اگر ان کے پاس کچھ نیکیاں ہوں گی تو مظلوم لوگ ان کی نیکیاں لے لیں گے۔

ٹیکس لینے والا جنت سے محروم

حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضور پُرنور' شافع یومُ النشور صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

''ٹیکس لینے والا جنت میں داخل نہ ہوگا''۔

حدیثِ پاک کا مفہوم

(1) حضرت یزید بن ہارون علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

''اس سے مراد (ناجائز طور پر) عشر وصول کرنے والا ہے''۔

(2) حضرت امام بغوی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

''ٹیکس لینے والے سے مراد یہ ہے کہ جب تاجر اس کے پاس سے

گزرے تو وہ عشر کے نام پر ان سے ٹیکس وصول کرے"۔

(۲۱) حافظ منذری علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

"آج کل یہ لوگ عشر کے نام پر ٹیکس لینے کے ساتھ ساتھ ایک دوسرا ٹیکس بھی وصول کرتے ہیں' جسے کسی نام سے وصول نہیں کیا جاتا' بلکہ وہ حرام طریقے سے اسے حاصل کر کے اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں' ان کی دلیل ان کے رب عزوجل کے ہاں مقبول نہ ہو گی اور ان پر غضب اور دردناک عذاب ہے"۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر)

ٹیکس لینے والے کی دعا قبول نہیں

آقا دو عالم' نورِ مجسم' شاہ بنی آدم' رسولِ محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:

"آدھی رات کو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں' پھر ایک منادی نداء دیتا ہے: ہے کوئی دعا کرنے والا جس کی دعا قبول کی جائے؟ ہے کوئی مانگنے والا جسے عطا کیا جائے؟ ہے کوئی مصیبت زدہ جس سے تنگی دور کی جائے؟ تو جو مسلمان بھی دعا مانگتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرما لیتا ہے' مگر اپنی شرمگاہ کے ذریعے کمانے والی زانیہ عورت اور ٹیکس وصول کرنے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی"۔ (ایضاً)

ٹیکس انسپکٹر کا حال

ابو عبداللہ بن محمد مقامِ آمد میں بعدِ عصر ایک باغ کی طرف نکل گئے' سورج غروب ہونے کو تھا' قبروں کے درمیان میں گئے' وہاں ایک قبر ایسی دیکھی کہ گویا آگ کا کوئلہ ہے' میت درمیان میں تھی۔ ابو عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اردگرد سے

دریافت کیا تو پتہ چلا کہ یہ شخص ٹیکس انسپکٹر ہے اور آج ہی مرا ہے۔ (شرح الصدور)

کمیشن لینا کیسا؟

ہمارے معاشرے میں کمیشن ایجنٹ کا کام ایک کاروبار کی شکل اختیار کر چکا ہے' اس میں ہوتا یوں ہے کہ کمیشن ایجنٹ کسی شخص کو کوئی مکان یا دکان دکھاتا ہے جو کہ کسی اور کی ملکیت ہوتا ہے' اگر وہ شخص جسے مکان یا دکان وغیرہ دکھائی جا رہی ہے' اس چیز کو خرید لے تو کمیشن ایجنٹ اس سے اپنے اس دکھانے کی اور عقد وغیرہ کروانے کی اُجرت لیتا ہے' یہ جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ملازمت کا بیان

ملازم کی ذمہ داری

(1) ملازمت کرنے والوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ ان کی ملازمت کی ڈیوٹی کا جتنا وقت مقرر کیا گیا ہے اتنا وقت وہ ڈیوٹی (Duty) پر گزاریں' کام نہ ہو جب بھی وہ وقت پورا کریں' وقت پورا کرنا ان پر لازم ہے۔

(2) ملازمت میں کمپنی اور ملازم کے درمیان ملازمت کے وقت جو شرائط طے کی جائیں گی' جب کوئی فریق ان شرائط کی پابندی نہیں کرتا ہے تو دوسرے فریق کو حق ہے کہ وہ ملازمت ختم کر دے۔

(3) شرائط ملازمت کے خلاف ملازمین کام میں کوتاہی کرتے ہیں اور کمپنی والوں کو تنگ کرتے ہیں' یہ ناجائز ہے۔

(4) کام میں کوتاہی کر کے جو تنخواہ وصول کرے گا وہ ناجائز ہوگی۔ (وقار الفتاویٰ' جلد سوم)

ملازمت میں داڑھی نہ رکھنے کی شرط

(1) داڑھی رکھنا مذہب صحیح میں واجب ہے (اگر نہ رکھے گا تو گنہگار ہوگا) لہٰذا ایسی

نوکری کرنا جائز نہیں‘ جس میں داڑھی نہ رکھنے کی شرط ہو۔

(2) ایسی ملازمت جس میں ناجائز کام کرنے پڑیں‘ وہ ناجائز ہے۔ (ایضا)

کمپنی کی اجازت کے بغیر اوورٹائم کا معاوضہ لینا

کمپنی اگر اوورٹائم (Over Time) کا معاوضہ نہیں دیتی ہے‘ تو آپ اس سے مطالبہ کر سکتے ہیں اور آپ کا مطالبہ کمپنی تسلیم نہ کرے تو آپ ملازمت چھوڑ سکتے ہیں‘ مگر کمپنی کی اجازت کے بغیر کچھ نہیں لے سکتے۔ (ایضا)

ملازم کا دفتر وغیرہ سے بلا اجازت ٹیلیفون کرنا

گورنمنٹ کے محکموں میں کسی افسر کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنے پرائیویٹ (Private) کاموں کے لیے فون کرے‘ صرف سرکاری کاموں کے لیے فون کرسکتا ہے‘ آفیسر کو اپنے لیے فون استعمال کرنے کا اختیار نہیں اور نہ ہی وہ دوسروں کو اس کی اجازت دے سکتا ہے کہ وہ اپنے کسی کام کے لیے فون کریں‘ پرائیویٹ کمپنی میں مالک کو اختیار ہے کہ وہ جس کو چاہے‘ ٹیلی فون کرنے کی اجازت دے دے کہ وہ کمپنی کا مالک ہے‘ جس کو اجازت دے گا‘ وہ فون کرسکتا ہے اس کی بغیر اجازت منیجر اور دوسرے لوگوں کو بھی ٹیلی فون استعمال کرنا اور دوسروں کو اجازت دینا بھی جائز نہیں ہے‘ جتنی بار ناجائز ٹیلی فون استعمال کر چکے ہیں‘ حساب کر کے یا اندازہ کر کے کسی غریب آدمی کو جو زکوۃ لینے مستحق ہو‘ مالک بنا کر اتنے روپے دے دیئے جائیں یہ حکم ان کالز (Calls) کا ہے‘ جو لاعلمی میں کر چکا‘ آئندہ یہ بھی جائز نہیں ہے کہ جان بوجھ کر کسی کا مال ضائع کرے اور اتنا مال فقیروں کو دے دے۔ (ایضا)

چھٹیوں کی تنخواہ لینا کیسا؟

''فتاویٰ فقیہ ملت'' جلد دوم میں ہے کہ

''جو تعطیلیں (چھٹیاں) عام طور پر مسلمانوں میں رائج و معہود ہیں‘ مثلاً

جمعہ یا جمعرات یا رمضان المبارک اور عیدین وغیرہ مُدَرِّس (پڑھانے والا) ان تعطیلات کی تنخواہ پانے کا مستحق ہے' ایسا ہی بہارِ شریعت' حصہ دہم میں ہے اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''تعطیلات معہودہ میں مثل تعطیل ماہ مبارک رمضان وعیدین وغیرہا کی تنخواہ مدرسین کو بے شک دی جائے گی''۔ (فتاویٰ رضویہ' جلد ہشتم)

اور علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ السامی تحریر فرماتے ہیں:

حیث کانت البطالة معروضة فی یوم الثلاثاء والجمعة وفی رمضان والعیدین یحل الاخذ ۔(ردالمحتار' جلد سوم)

لہٰذا مدرس کے لیے چھٹیوں کی تنخواہ لینا جائز ہے۔ (فتاویٰ فقیہ ملت' جلد دوم)

اسی بارے میں ''وقار الفتاویٰ'' جلد سوم میں ہے کہ

''کمپنی نے جو شرائطِ ملازمت طے کیے ہیں ان پر عمل کیا جائے گا اور عام طور پر یہی ہوتا ہے کہ سال میں ایک مہینے کی چھٹی مع تنخواہ دی جاتی ہے' کمپنی کے معاملات کو اس کی شرائط پر طے کرنا آسان ہے' لیکن وقف کا معاملہ مشکل ہوتا ہے کیونکہ وقف کی آمدنی کو خرچ کرنے کی شرائط سخت ہوتی ہیں' اس میں فقہاء نے مدرسین' ائمہ اور قاضی وغیرہ کو چھٹی کے زمانے کی تنخواہ لینا جائز لکھا ہے''۔

علامہ سیّد ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ نے فتاویٰ شامی میں فرمایا:

''الاشباہ والنظائر میں فرمایا کہ فقہاء نے قاضی کو چھٹیوں کے دن کی تنخواہ لینے میں اختلاف کیا ہے' جو قاضی کے لیے بیت المال میں سے مقرر کیا گیا ہے' تو محیط میں فرمایا کہ چھٹی کی تنخواہ لے گا کیونکہ دوسرے دن آرام کرے گا' پس اس طرح کی جو چھٹیاں مشہور و معروف ہیں منگل' جمعہ

رمضان اور عیدین میں تو ان دنوں کی تنخواہ لینا جائز ہے''۔

(وقار الفتاویٰ' جلد سوم)

اصل ڈیوٹی چھوڑ کر دوسری ڈیوٹی کرنا کیسا؟

ملازمین اس بات کے پابند ہیں کہ جس کام کے لیے انہیں ملازم رکھا گیا ہے وہ کام کریں اور ڈیوٹی کا پورا وقت اس آفس میں گزاریں۔ ملازمین میں سے کسی ملازم کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اصل ڈیوٹی جس کے لیے اُس کو رکھا ہے' اس کو چھوڑ کر دوسری ڈیوٹی کرے۔ (ایضا)

عورت کا ملازمت کرنا کیسا؟

یہاں (عورت کی ملازمت کے بارے میں) پانچ شرطیں ہیں:

(1) کپڑے باریک نہ ہوں جن سے سر کے بال یا کلائی وغیرہ ستر[1] کا کوئی حصہ نہ چمکے۔

(2) کپڑے تنگ و چست نہ ہوں' جو بدن کی ہیئت ظاہر کریں۔

(3) بالوں یا گلے یا پیٹ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہوتا ہو۔

(4) کبھی نامحرم کے ساتھ کسی خفیف دیر کے لیے تنہائی نہ ہوتی ہو۔

(5) اس کے وہاں رہنے یا باہر آنے جانے میں کوئی مظنۂ فتنہ (یعنی فتنے کا گمان) نہ ہو۔

یہ پانچوں شرطیں اگر جمع ہیں تو حرج نہیں اور ان میں سے ایک بھی کم ہے تو حرام ہے' پھر اگر زید اس پر راضی ہے یا بقدرِ ضرورت بندوبست نہیں کرتا تو ضرور اس پر بھی الزام (ہے) ورنہ نہیں۔

قال تعالٰی: لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ۔

---

[1] چھپانے کی چیز۔

ترجمہ: اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔

(بنی اسرائیل: 15) (فتاویٰ رضویہ جلد دہم)

ملازمین کے لیے 21 مدنی پھول

(1) سیٹھ اور نوکر کے لیے حسبِ ضرورت اجارہ کے شرعی احکام سیکھنا فرض ہے، نہیں سیکھیں گے تو گنہگار رہوں گے۔ (بہارِ شریعت حصہ 14 میں اجارہ کے تفصیلی احکام درج ہیں)

(2) نوکر رکھتے وقت ملازمت کی مدت، ڈیوٹی کے اوقات اور تنخواہ وغیرہ کا پہلے سے تعین ہونا ضروری ہے۔

(3) اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں:

''کام کی تین حالتیں ہیں: (1) سُست (2) معتدل (یعنی درمیانہ اور) (3) نہایت تیز، اگر مزدوری میں (کم از کم معتدل بھی نہیں، محض) سُستی کے ساتھ کام کرتا ہے تو گنہگار ہے اور اس پر پوری مزدوری لینی حرام ہے، اتنے کام (یعنی جتنا اس نے کیا ہے) کے لائق جتنی اُجرت ہے لے، اس سے جو کچھ زیادہ ملا مستاجر (یعنی جس کے ساتھ ملازمت کا معاہدہ کیا ہے، اُس) کو واپس دے''۔

(4) کبھی کام میں سُست پڑ گیا تو غور کرے کہ ''مُعتدل'' یعنی درمیانہ انداز میں کتنا کام کیا جا سکتا ہے، مثلاً کمپیوٹر آپریٹر ہے اور روز کی 100 روپے اُجرت ملتی ہے، درمیانہ انداز میں کام کرنے میں روزانہ 100 سطریں کمپوز کر لیتا ہے مگر آج محض سُستی یا غیر ضروری باتیں کرنے کے باعث 90 سطریں تیار ہوئیں تو 10 سطروں کی کمی کے 10 روپے کٹوتی کروائے، اگر کٹوتی نہ کروائی تو گنہگار

اور نارِ جہنم کا حق دار ہے۔

(5) ملازم اگر ڈیوٹی پر آنے کے معاملے میں عرف سے ہٹ کر قصداً تاخیر کرے گا یا جلدی چلا جائے گا یا چھٹیاں کرے گا تو اس نے معاہدہ کی قصداً خلاف ورزی کا گناہ تو کیا ہی کیا اور ان صورتوں میں پوری تنخواہ لے گا تو مزید گنہگار اور عذابِ نار کا حق دار ہوگا۔

(6) ملازم کو چاہیے کہ دورانِ ڈیوٹی چاق و چوبند رہے، سُستی کرنے والے اسباب سے بچے، مثلاً رات دیر سے سونے کے سبب بلکہ نفلی روزہ رکھنے کے باعث اگر کام میں کوتاہی ہو جاتی ہے تو ان افعال سے باز رہے کہ قصداً کام میں سُستی کرنے والا اگرچہ کٹوتی کروادے مگر اب بھی ایک طرح سے گنہگار ہے، کیوں کہ اس نے کام کرنے کا معاہدہ کیا ہوا ہے اور اس معاہدہ کی رُو سے کم از کم معتدل یعنی درمیانہ انداز میں اس کو کام کرنا ضروری ہے، ابھی فتاویٰ رضویہ ج19 ص407 کے حوالے سے گزرا کہ ''اگر مزدوری میں سُستی کے ساتھ کام کرتا ہے تو گنہگار ہے'' ظاہر ہے ملازم کی بے جا سُستیوں اور چھٹیوں سے سیٹھ کے کام کا نقصان ہوتا ہے، بہر حال چاہے کوئی پوچھنے والا ہو یا نہ ہو، سُستی کے باعث کام میں جتنی کمی ہوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے تنخواہ میں اُتنی کٹوتی کروائے، توبہ بھی کرے اور مستاجر (جس سے اجارہ کیا ہے) اس سے معافی بھی مانگے، ہاں! اگر نجی ادارہ ہے اور سیٹھ کٹوتی کی رقم بھی معاف کردے تو ان شاء اللہ خلاصی ہو جائے گی۔

(7) اجیرِ خاص (یعنی جو مخصوص وقت میں کسی ایک ہی سیٹھ یا ادارے کے کام کا پابند ہو) اس مدتِ مقررہ میں (یعنی دورانِ ڈیوٹی) اپنا ذاتی کام بھی نہیں کرسکتا اور اوقاتِ نماز میں فرض اور سنتِ مؤکدہ پڑھ سکتا ہے، نفل نماز پڑھنا اسکے لیے

اوقاتِ اجارہ میں جائز نہیں اور جمعہ کے دن نمازِ جمعہ پڑھنے کے لیے جائے گا' مگر جامع مسجد اگر دور ہے کہ وقت زیادہ صرف ہوگا تو اتنے وقت کی اُجرت کم کر دی جائے گی اور اگر نزدیک ہے تو کچھ کمی نہیں کی جائے گی' اپنی اُجرت پوری پائے گا۔

(8) ہر ملازم اپنے روزانہ کے کام کا احتساب کرے کہ آج ڈیوٹی کے اوقات میں غیر ضروری باتوں یا بے جا کاموں وغیرہ میں کتنا وقت خرچ ہوا؟ آنے میں کتنی تاخیر ہوئی وغیرہ' نیز غیر واجبی چھٹیوں کا شمار کر کے خود ہی حساب لگا کر ہر ماہ تنخواہ میں کٹوتی کروالے۔

(9) مُراقِب (یعنی سپروائزر) یا مقررہ ذمہ دار تمام مزدوروں کی حسبِ استطاعت نگرانی کرے' وقت اور کام میں کوتاہی اور سُستیاں کرنے والوں کی مکمل کارکردگی (رپورٹ) کمپنی یا ادارہ کے متعلقہ افسر تک پہنچائے۔ مُراقب اگر جان بوجھ کر پردہ ڈالے گا تو خائن و گنہگار اور عذابِ نار کا حق دار ہوگا۔

(10) مذہبی یا سماجی ادارے کے مقررہ ذمہ داران اور مُفتشین ادارے کے ملازمین کی کوتاہیوں اور چھٹیوں سے واقف ہونے کے باوجود آنکھ آڑے کام کریں گے' اور اس وجہ سے ان ملازمین کو وقف کی رقم سے مکمل تنخواہ دی جائے گی' تو لینے والوں کے ساتھ ساتھ متعلقہ ذمہ دار بھی خائن و گنہگار اور عذابِ نار کے حق دار ہوں گے۔

(11) کسی مذہبی ادارے میں اجارہ کے مسائل پر سختی سے عمل دیکھ کر نوکری سے کترانا یا صرف اس وجہ سے مستعفی ہو کر ایسی جگہ ملازمت اختیار کر لینا جہاں کوئی پوچھنے والا نہ ہو' انتہائی نامناسب ہے۔ ذہن یہ بنانا چاہیے کہ جہاں اجارہ کے شرعی احکام پر سختی سے عمل ہو' وہیں کام کروں تاکہ اس کی برکت سے معصیت کی

نحوست سے بچوں اور حلال روزی بھی کما سکوں۔

(12) جو اجارہ کے مطابق کام نہیں کر پاتا مثلاً سونپے ہوئے کام کے لیے نااہل ہے تو اسے چاہیے کہ فوراً مستاجر (یعنی جس سے اجارہ کیا ہے اس) کو مطلع کرے۔

(13) مسلمان نے کافر کی خدمت گاری کی نوکری کی، یہ منع ہے بلکہ کسی ایسے کام پر کافر سے اجارہ نہ کرے جس میں مسلم کی ذلت ہو کہ ایسا اجارہ جائز نہیں۔

(14) ملازم اپنے دفتر وغیرہ کا قلم، کاغذ اور دیگر اشیاء اپنے ذاتی کاموں میں صَرف کرنے سے اجتناب کرے۔

(15) ملازم نے اگر مرض کی وجہ سے چھٹی کر لی یا کام کم کیا تو مستاجر کو تنخواہ میں سے کٹوتی کرنے کا حق حاصل ہے۔ (تفصیل کے لیے فتاویٰ رضویہ ج19 ص515 تا516 دیکھ لیجئے)

(16) امام و مؤذن عرف و عادت کی چھٹیوں کے علاوہ اگر غیر حاضری کریں تو تنخواہ میں کٹوتی کروالیا کریں، مثلاً امام کی تین ہزار روپے ماہانہ تنخواہ ہے تو چھٹیاں کرنے پر فی نماز 20 روپے کٹوالیں، اسی طرح مؤذن صاحب بھی حساب لگا لیں (بلاعذرِ صحیح معاہدہ کی خلاف ورزی کی تو اس کا گناہ پھر بھی ذمے رہے گا)۔

(17) نجی ادارے کے سیٹھ یا اس کے نائب کی اجازت سے کام کاج کے اوقات میں ملازم سنّتِ غیر مؤکدہ نوافل اور دیگر اذکار پڑھ سکتا ہے۔

(18) چوکیدار، گارڈ یا پولیس وغیرہ جن کا کام جاگ کر پہرہ دینا ہوتا ہے، اگر ڈیوٹی کے اوقات میں ارادۃً سو گئے تو گنہگار ہوں گے اور (قصداً یا بلاقصد) جتنی دیر سوئے یا غافل ہوئے، اتنی دیر کی اجرت کٹوانی ہوگی۔

(19) ملازمت کے دوران فارغ وقت ملتا ہو تو اس دوران ذکر و دُرود اور مطالعہ وغیرہ میں حرج نہیں جبکہ ذمہ داری میں کسی قسم کی کوتاہی واقع نہ ہوتی ہو۔ صدرالشریعہ،

بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ایک ارشاد کا خلاصہ ہے: ایک ہی وقت میں دو جگہ اجارہ کرنا جائز نہیں، یعنی ایک جگہ اُجرت پر کام کر رہا ہے، اسی وقت کے دوران اُجرت لے کر دوسرے کا کام نہیں کر سکتا۔

(20) عرف کے مطابق جو چھٹی ہوتی ہے اس میں مستاجر اپنے ملازم سے کام نہیں لے سکتا، اگر جبراً لے گا تو گنہگار ہو گا، ہاں حکمیہ لہجے میں نہیں، فقط درخواست کرنے پر ملازم خوش دلی سے کام کر دے یا چھٹی کے اوقات میں الگ سے اجرت دی جائے تو پھر جائز ہے، یہ قاعدہ یاد رکھئے! جہاں دلالۃً یعنی علامت سے معلوم ہو (Under Stood) یا صراحۃً (ظاہراً) اُجرت ثابت ہو، وہاں طے کرنا واجب ہے، ایسے موقع پر طے کرنے کی بجائے اس طرح کہہ دینا: کام پر آ جاؤ دیکھ لیں گے، جو مناسب ہو گا دے دیں گے، خوش کر دیں گے، خرچہ ملے گا وغیرہ، الفاظ قطعاً ناکافی ہیں۔ بغیر طے کیے اجرت لینا دینا گناہ ہے۔ طے شدہ سے زائد طلب کرنا بھی ممنوع ہے، ہاں! جہاں ایسا معاملہ ہو کہ کام کروانے والے نے کہا: کچھ نہیں دوں گا، اس نے بھی کہہ دیا: کچھ نہیں لوں گا، اور پھر اپنی مرضی سے دے دیا تو اس لین دین میں کوئی حرج نہیں۔

(21) مزدوری یا ڈیوٹی میں سُستی اور چھٹیوں کے باوجود جو مکمل اجرت یا تنخواہ لیتا رہا اور اب نادم ہے تو اس کے لیے صرف زبانی توبہ کافی نہیں، آج تک جتنی اجرت یا تنخواہ زائد حاصل کی ہے، اس کی بھی شرعی ترکیب کرنی ہو گی، چنانچہ اس مسئلہ کا حل بیان کرتے ہوئے، میرے آقا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"(جتنا کام کیا) اُس سے جو کچھ زیادہ ملا مستاجر (یعنی جس نے اُجرت پر رکھا اسی) کو واپس (لوٹا) دے، وہ نہ رہا ہو، اس کے وارثوں کو دے، اُن کا بھی پتا نہ

چلے تو مسلمان محتاج (یعنی مسلمان فقیر یا مسکین) پر تصدق (خیرات) کرے اپنے صَرف (یعنی استعمال) میں لانا غیر صدقہ میں صرف (خرچ) کرنا حرام ہے اگر رقم یاد نہیں تو ظن غالب کے حساب سے مالیت طے کر کے حکمِ شرعی پر عمل کیجئے''۔

نوٹ: اس کے علاوہ ''اجارہ'' کے دیگر مسائل کا مطالعہ کرنے کے لیے بہارِ شریعت' جلد دوم' حصہ چودھواں کا انتخاب کیجئے۔

سود سے متعلق چند مسائل

سود کو حلال جاننا کفر ہے

سود حرام قطعی ہے جو سود کو حرام نہیں مانتا' حرام ہونے کا انکار کرتا ہے اور سود کو حلال جان کر لیتا ہے تو کافر ہے' وہ دوزخ میں ہمیشہ رہے گا (اگر اسی حالت میں مرا)۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ!)

حرام جان کر لینے والا فاسق مردود الشہادت (اس کی گواہی مردود ہوتی) ہے۔

(بہارِ شریعت' جلد 2' تفسیر نورُ العرفان)

مسئلہ: سود حرام قطعی ہے اور اس کی آمدنی بھی حرام قطعی ہے اور خبیث محض ہے۔

سود کو کہے حلال' رشوت میں بنائے بہانے ہزار
للہ سن لے تو تباہی میں جائے جاتا ہے
عیش و عشرت کو تُو بھول' آزادی کا جھولا جھول
کیوں خود کو گندگی میں پھنسائے جاتا ہے

سود خور کی سب نیکیاں برباد

سود خور کا صدقہ' حج' جہاد' صلہ رحمی سب برباد ہو گا کیونکہ اس نے ساری نیکیاں

سودی پیسے سے کیں۔

سود خور کے ہاں کھانا پینا کیسا؟

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن سے زانی' جواری اور سود خور کے ساتھ کھانے پینے کے بارے سوال ہوا تو آپ علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا:

''یہ سب افعال حرام اور سخت کبائر ہیں' ان میں سے کسی فعل کا مرتکب مستحقِ نار و غضبِ جبّار ہے اور اگر زنا میں حق العبد بھی شامل ہے تو وہ سود اور جوئے دونوں سے بدتر کہ سود اور جوئے کا اثر مال پر ہے اور زنا کا ناموس پر اور ناموس مال سے عزیز تر ہے' ایسے لوگوں کے ساتھ کھانا پینا نہ چاہیے (یعنی بچنا ضرور چاہیے)''۔ (فتاویٰ رضویہ' جلد 21)

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ ''مرآۃ المناجیح'' میں فرماتے ہیں:

''جس کی آمدنی مخلوط ہو کہ حلال بھی ہو حرام بھی' اس کے ہاں ملازمت کر کے تنخواہ لینا' اس سے چندہ لینا' اس کے ہاں دعوت کھانا' سب کچھ جائز ہے۔ ہاں! خالص حرام کمائی والے کے ہاں نہ ملازمت جائز' نہ ان سے یہ معاملات (ان کے ہاں کھانا پینا' نوکری کرنا) جائز ہیں''۔

(مرآۃ المناجیح' جلد 4)

نوٹ: مگر بہتر یہی ہوگا کہ جس کا ذریعۂ آمدنی حلال اور حرام دونوں ہوں' اس کے ہاں کام کرنے سے خود کو بچایا جائے' تقویٰ بھی ہی ہے' کیونکہ بُری صحبت ضرور رنگ لاتی ہے' خدانخواستہ یہ بھی اس کو دیکھ کر حرام والے کام میں خود کو ڈال دے اور تباہی اس کا مقدر بنے۔

''دلیل العارفین'' میں ہے کہ

''حدیث پاک میں آیا ہے: ''الصحبة تؤثر ''یعنی صحبت کا اثر ضرور

ہوتا ہے' اگر کوئی بُرا شخص نیکوں کی صحبت اختیار کرے تو اُمید ہے کہ وہ نیک ہو جائے اور اگر نیک شخص بدوں کی صحبت میں بیٹھے تو بد ہو جائے گا کیونکہ جس کسی نے جو کچھ حاصل کیا' صحبت سے حاصل کیا اور جو نعمت حاصل ہوئی وہ نیکوں سے حاصل ہوئی۔

نیکوں کی صحبت نیک کام سے بہتر ہے اور بُروں کی صحبت بد کام سے بُری ہے''۔ (دلیل العارفین)

مسئلہ: کوئی شخص مقروض کو قرض دے کر کہے کہ میں تم سے اس قرض پر زیادتی (زیادہ پیسے) تو نہیں لوں گا مگر تم مجھے روزانہ یا کبھی کبھی' کوئی چیز کھانے والی یا میری استعمال کی کوئی چیز مجھے لا کر دے دیا کرنا اور جب تم مجھے قرض واپس کرو گے' تب نہ دیا کرنا' یہ صورت حرام اور سود میں داخل ہے' مثلاً کسی دکاندار کو قرض دیا اور کہا کہ میں تم سے روزانہ یا کبھی کبھی پان کھاؤں گا یا بوتل پیوں گا تو جب تم مجھے قرض واپس کر دو گے تو پھر یہ کھانے پینے کا سلسلہ بند کر دوں گا تو قرض خواہ دکاندار سے کوئی چیز کھائے پئے گا' یہ سود میں شامل ہوگی اور اس کا کھانا حرام ہوگا۔ (خلاصہ فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ: قرض پر بغیر مطالبہ اضافہ

جس کو ادھار پیسے دیئے جائیں' لوٹاتے وقت اگر وہ بغیر مطالبہ کے اضافہ کے ساتھ دے تو جائز ہے' مگر اس میں شرط یہ ہے کہ قرض کا روپیہ دینے کے بعد زیادتی الگ سے دے اور عادۃً وہ معہود نہ ہو۔

مسئلہ: سود کا پیسہ قبضہ سے بھی ملک میں نہیں آتا' لہٰذا سود خور سود کا مالک نہیں' اس صاحب پر لازم ہے کہ مقروض کو (رقم) واپس کرے کیونکہ یہ حق العباد ہے' توبہ سے معاف نہیں۔ (تفسیر نعیمی)

سود کو اپنا حق بتانا

قرض پر جو کچھ زیادہ لیا جائے وہ سود ہے' اگر قرض خواہ مقروض سے کہے کہ سود کی رقم مجھے دو' یہ میرا حق ہے' مجھے جائز ہے' یہ بہت اشد کلمہ ہے' قرض خواہ پر لازم ہے کہ توبہ وتجدیدِ اسلام وتجدیدِ نکاح کرے۔ (خلاصہ فتاویٰ رضویہ' جلد 17)

علانیہ سود خور سے میل جول رکھنا کیسا؟

''فتاویٰ رضویہ'' جلد 17 میں ہے:

''سود خور کہ علانیہ سود کھائے اور توبہ نہ کرے' باز نہ آئے' اس کے ساتھ میل جول نہ رکھنا چاہیے' اسے شادی وغیرہ میں نہ بلایا جائے''۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے پر ظالم قوم کے ساتھ مت بیٹھ۔ (فتاویٰ رضویہ' جلد 17' کتاب الربوٰا)

سود کھانے والے کی امامت ناجائز

سود دینا اور لینا دونوں حرام ہیں' اگر کوئی شخص کسی مسجد میں امامت کرواتا ہے اور اس کے باوجود وہ سود لیتا یا دیتا ہے تو اس کا امامت کرنا ناجائز ہے اور اس کے پیچھے جو نمازیں پڑھی جائیں گی' وہ مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوں گی' لہٰذا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں اور اگر وہ سچی توبہ کر کے سود کا مال واپس لوٹا دے تو پھر وہ امامت کا حق دار ہے۔ (خلاصہ وقار الفتاویٰ)

سودی رقم مسجد پر لگانا کیسا؟

سودی رقم کو مسجد یا مدرسہ میں خرچ نہیں کر سکتے' بلکہ سودی رقم مال خبیث ہے' اس رقم کو بلانیتِ ثواب کسی شرعی فقیر کو دے دینا چاہیے۔

اور اگر سودی رقم مسجد پر لگا دے گا تو اس سے ادائے حکم نہ ہوگا اور نہ اس پر سے گناہ جائے گا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ''فتاویٰ رضویہ'' جلد 23 صفحہ 541 پر فرماتے ہیں:

''(سودی رقم سے) مسجد یا تالاب بنانا یا حج کرنا اصلاً ادائے حکم نہ ہوگا اور اس پر سے گناہ نہ جائے گا' ہاں خیرات کر دینے کا حکم ہے' یوں اس کی توبہ تمام ہوگی اور ان شاء اللہ گناہ سے بری الذمہ ہوگا اور توبہ کرنے اور حکم شرع دربارہ تصدق بجالانے کا ثواب بھی پائے گا' اگرچہ خیرات کا ثواب نہ ہوگا''۔ (فتاویٰ رضویہ' جلد 23)

باہمی رضامندی سے بھی سود حرام رہے گا

اگر باہمی رضامندی سے سود جائز ہو سکے گا تو زنا بھی جائز ہو سکے گا اور سود بھی جائز ہو سکے گا' جب کہ سود کا مالک اس کے کھانے پر راضی ہو' اللہ و رسول کے غضب میں کسی کی رضامندی کو کیا دخل۔ صحیح حدیث میں ہے: سود کھانا تہتر (73) بار اپنی ماں سے زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے' کیا باہمی رضامندی سے تہتر (73) بار زنا جائز ہو سکتا ہے؟ (ہرگز نہیں! لہٰذا باہمی رضامندی سے بھی سود حرام قطعی ہی رہے گا)۔

(فتاویٰ رضویہ' جلد 17)

سود کا نام بدل کر آڑھت رکھنا

بعض ساہوکار اپنے مسلمان' ملازموں یا گاہکوں سے سود نہیں لیتے' بلکہ اضافہ کا لفظ بڑھا کر مسلمان کو حرام سے محفوظ کرنے کے لیے (اپنے زعم فاسد میں اس کو) آڑھت کا نام دیتے ہیں' ایسا کرنا ہرگز جائز نہیں' یہ بھی حرام ہے' یاد رہے کہ سود کا لفظ فقط حرام نہیں بلکہ سود کی حقیقت حرام ہے' اسے اضافے کے لفظ سے تعبیر کرنا' نہ اسے سود ہونے سے بچالے گا نہ حرمت میں فرق آئے گا۔ (ایضاً)

سود سے توبہ اور سود کے مال کو واپس کیسے کریں؟

سود کے مال سے صرف توبہ کافی نہیں کیونکہ حق العباد ہے، توبہ سے معاف نہیں ہوتا بلکہ توبہ کے ساتھ ساتھ سود کا مال جو لیا ہے جن جن سے جتنا لیا ہے، وہ واپس کرنا ہو گا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاویٰ رضویہ'' میں اس مسئلے کی وضاحت یوں فرماتے ہیں کہ

''مگر وہ مال سود مِلکِ خبیث ہے، اس (سود لینے والے) شخص پر فرض ہوتا ہے کہ ناپاک مال جن جن سے لیا ہے، انہیں واپس دے، وہ نہ رہے ہوں تو ان کے وارثوں کو دیں، وہ بھی نہ ملے تو تصدّق (صدقہ) کر دے بہرحال اپنے حوائج (ضروریات) میں خرچ کرنا حرام ہو جاتا ہے، (اور اگر توبہ کے بعد) وہ اب بھی سود کھا رہا ہے تو اس کی توبہ جھوٹی ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ)

مالِ حرام پر نیتِ ثواب کفر ہے

ابھی یہ مسئلہ گزرا کہ جس شخص سے سود لیا، وہ اور اس کے وارث نہ ملے تو اتنا مال بلانیتِ ثواب فقراء کو دے دیا جائے گا، اس کو اپنے صرف میں لانا حرام ہے۔ علماء کرام نے اس میں ''بلانیتِ ثواب'' کی قید لگائی ہے، کیونکہ مالِ حرام کو صدقہ کرنے کے بعد ثواب کی اُمید رکھنا کفر ہے۔

''فتاویٰ رضویہ'' جلد 21 میں ہے:

''علماء فرماتے ہیں: جو مالِ حرام سے تصدّق (صدقہ) کر کے اس پر ثواب کی اُمید رکھے کافر ہو جائے۔ خلاصہ میں ہے:

رجل تصدق من الحرام ویرجوا الثوب یکفر۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 17)

یعنی کسی شخص نے مالِ حرام سے صدقہ کیا اور اس پر ثواب کی اُمید رکھتا ہے تو وہ کافر ہو جائے گا“۔

پھر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ”فتاویٰ رضویہ“ جلد 23 میں فرماتے ہیں محیط و عالمگیریہ کے حوالے سے:

تصدق علی الفقیر شیئا من المال الحرام ویرجوا الثواب کفر ولو علم به الفقیر ودعا له وامن المعطی کفرا ۔

یعنی کسی نے مالِ حرام میں سے کچھ فقیر پر صدقہ کیا' اس حال میں کہ وہ اس سے ثواب کی امید کرتا ہے تو کافر ہو گیا اور اگر فقیر کو معلوم ہو کہ یہ مالِ حرام ہے اس کے باوجود اس (فقیر) نے دینے والے کو دعا دی اور دینے والے نے اس پر آمین کہی تو دونوں کافر ہو گئے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ!)

(فتاویٰ رضویہ' جلد 21)

”فتاویٰ نعیمیہ“ جلد 1 میں ہے کہ

”سودی پیسے سے خریدا ہوا سامان' گھر کے برتن بلکہ اگر خالص سود سے گھر بھی خریدا ہے تو وہ بھی غریب کو دے دے اور جلد از جلد جہنم کے گھوارے اور آگ کے جلنے سے بچے“۔ (وباللہ التوفیق)

یہ ان نوٹوں اور مالوں کا ذکر ہے جو کسی شخص یا بینک کے سود فنڈ سے نکلوایا جا چکا ہے' لیکن آئندہ ایسا نہ کرے' نہ کسی شخص سے سود لے کر اور نہ ہی بینک سے نکلوا کر غریبوں کو بانٹے کہ اس کا لینا اور دینا اور نکلوانا ہی حرام ہے۔ (فتاویٰ نعیمیہ' جلد 1' باب الربا)

اگر سود خور کے پاس توبہ کے بعد پیسے موجود نہ ہوں تو......

اگر کوئی شخص سود لیتا رہا اور کھاتا رہا تو جب اسے سود کی وعیدوں کا پتہ چلا تو چوٹ لگی اور شرمندہ ہو کر سود و رشوت سے سچی توبہ کی اور آئندہ حرام مال کمانے' کھانے

سے بچنے کا پکا ارادہ کیا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ جتنی رقم جس جس شخص سے سود و رشوت وغیرہ سے حاصل کی، توبہ کے بعد اس شخص تک یہ رقم لوٹانا واجب ہے، اگر وہ نہ رہے ہوں تو ان کے وارثوں تک پہنچا دے، اگر کسی کا بھی پتا نہ چلے تو اتنی رقم بلانیت ثواب کسی مستحقِ زکوٰۃ کو دے دے اور اگر اس کے پاس سود و رشوت وغیرہ سے حاصل شدہ رقم ہے ہی نہیں، وہ اس کو خرچ کر چکا ہے اور اب اتنی رقم ادا کرنے سے عاجز ہے تو وہ سچی توبہ کے بعد اس رقم کے مالکوں سے رابطہ کر کے ان سے اس رقم کی معافی کا مطالبہ کرے، اگر وہ معاف کر دیں تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں رہے گا اور اگر وہ معاف نہ کریں تو ان کو اتنی رقم دینا لازمی ہوگا کہ یہ حقوق العباد میں شامل ہے اور حقوق العباد میں توبہ کے ساتھ ساتھ بندے سے بھی معافی مانگنی ہوتی ہے یا اس کی جس چیز کا نقصان کیا یا اس کی رقم حرام ذرائع سے حاصل کی تو اس کو بھی پورا کرنا ہوتا ہے، لہٰذا اب ایک ہی بار ساری رقم دے یا اقساط میں وہ رقم ادا کر کے خلاصی حاصل کرے۔
واللہ ورسولہ اعلم! (عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم)

اگر کوئی سود لیتا رہا، پھر مر گیا

اس کے متعلق اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

"وارث کو اگر معلوم ہو کہ اس کے مورث (جو میراث چھوڑ کر مرا) نے فلاں فلاں شخص سے اتنا مال حرام لیا تھا تو انہیں پہنچا دے اور اگر یہ سب معلوم ہو کہ بعینہ یہ روپیہ جو اس صندوق یا تھیلی میں ہے، خالص مال حرام ہے تو اسے فقراء پر تصدق (صدقہ کرنے) اور اگر سب (پیسہ) مخلوط (حرام اور حلال دونوں) ہے اور جن سے لیا وہ بھی معلوم نہیں تو وارث کے لیے (وہ مخلوط پیسہ) جائز ہے اور بچنا افضل ہے"۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 17)

کیا سودی رقم پر زکوٰۃ ہوگی؟

ہمارا موضوع زکوٰۃ کا نہیں' لیکن یہاں زکوٰۃ کے جدید مسائل بیان کرنا مقصود ہے' مثلاً بینک میں پڑی رقم' جی پی فنڈ' سودی رقم اور مالِ تجارت وغیرہ پر زکوٰۃ لگتی ہے کہ نہیں؟ زکوٰۃ کی فرضیت قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور نہ دینے والوں کے خلاف وعیدیں بھی موجود ہیں۔

''مسند امام احمد بن حنبل'' کی حدیثِ پاک میں ہے کہ

''اپنے مال کی زکوٰۃ نکال کہ وہ پاک کرنے والی ہے' تجھے پاک کر دے گی''۔

اور زکوٰۃ نہ دینے کے بارے میں حدیث پاک میں ہے کہ

''خشکی و تری میں جو مال ضائع ہوا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے تلف ہوا ہے''۔

ہمارے معاشرے میں اکثر لوگ یا تو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اگر کرتے بھی ہیں تو پوری ادا نہیں کرتے' اگر ہمارے ملک کے تمام امراء شریعت پر عمل کرتے ہوئے اپنی زکوٰۃ پوری ادا کریں تو پاکستان میں غربت کی سطح نیچے آجائے۔

سودی آمدنی پر زکوٰۃ نہیں

''سود مالِ خبیث ہے جس کو لوٹانا (اس کے مالک کے پاس) واجب ہے' اس کا مالک مالک نہیں' بلکہ غاصب ہے اور جب ملکیت ثابت نہیں تو اس کی زکوٰۃ بھی نہیں' اگرچہ وہ مالِ خبیث نصاب کو پہنچ جائے یا نصاب سے بھی زیادہ ہو جائے اور اس پر سال بھی گزر جائے''۔

(فتاویٰ یورپ' کتاب الزکوٰۃ)

مالِ حرام پر زکوٰۃ

جس کا کل مال حرام ہو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی کیونکہ وہ اس مال کا مالک ہی نہیں ہے۔

درمختار میں ہے:

''اگر کل مال حرام ہو تو اس پر زکوٰۃ نہیں''۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''چالیسواں حصہ دینے سے وہ مال کیا پاک ہوسکتا ہے جس کے باقی انتالیس حصے ناپاک ہیں''۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 19)

ایسے شخص پر لازم ہے کہ توبہ کرے اور مالِ حرام سے نجات حاصل کرے۔

رہن (گروی) رکھے گئے زیور کی زکوٰۃ

رہن رکھے زیور کی زکوٰۃ نہ رکھنے والے (مرتھن) پر ہے' نہ رکھوانے والے (راہن) پر کیونکہ رکھنے والے کی مِلک نہیں اور رکھوانے والے کے قبضے میں نہیں اور جب رہن رکھنے والا اس زیور کو واپس لے گا تو گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ اس پر واجب نہیں ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ' جلد 10)

مالِ تجارت کی زکوٰۃ

مالِ تجارت اس مال کو کہتے ہیں جسے بیچنے کی نیت سے خریدا گیا ہے اور اگر خریدنے یا میراث میں ملنے کے بعد تجارت کی نیت کی تو اب وہ مالِ تجارت نہیں کہلائے گا۔

مثلاً زید نے موٹر سائیکل اس نیت سے خریدی کہ اسے بیچ دوں گا اور نفع کماؤں گا' تو یہ مالِ تجارت ہے اور اگر اپنے استعمال کے لیے خریدی تھی' اس وقت بیچنے کی نیت نہیں تھی صرف استعمال کی تھی' مگر خریدنے کے بعد نیت کرلی کہ اچھے دام ملیں گے

تو بیچ دوں گا یا پختہ نیت ہی کر لی کہ اب اس کو بیچ ڈالنا ہے' تب بھی زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی' کیونکہ خریدتے وقت کی نیت پر زکوٰۃ کے احکام مرتب ہوں گے۔ (فیضانِ زکوٰۃ)

مالِ تجارت کے نفع پر زکوٰۃ

زکوٰۃ مالِ تجارت پر فرض ہوگی' نہ صرف نفع پر بلکہ سال مکمل ہونے پر نفع کی موجودہ مقدار اور مالِ تجارت دونوں پر زکوٰۃ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ' جلد 10)

مالِ تجارت کی زکوٰۃ کا حساب

مالِ تجارت کی زکوٰۃ دینے کے لیے اس کی قیمت لگوالی جائے پھر اس کا چالیسواں حصہ (یعنی 2.5%) زکوٰۃ دے دی جائے۔ (فتاویٰ امجدیہ' جلد 1)

ادھار میں لیا ہوا مال

اُدھار میں لیے ہوئے مال کو اصل مال سے تفریق کرے' جو باقی بچے اس کی زکوٰۃ ادا کرے۔

ایڈوانس پر زکوٰۃ

کرائے پر دکان یا مکان لینے کے لیے ایڈوانس دیا' نصاب میں شامل ہوگا کیونکہ دکان یا مکان کرائے پر لینے کے لیے دیا جانے والا ایڈوانس یا ڈپازٹ ہمارے عرف میں قرض کی ایک صورت ہے' لہٰذا یہ بھی شامل نصاب ہے۔ (وقار الفتاویٰ' جلد 1)

بیعانہ میں دی گئی رقم پر زکوٰۃ

ہمارے ہاں بیعانہ زرِ ضمانت کے طور پر عموماً خرید و فروخت سے پہلے اس لیے دیا جاتا ہے کہ اس چیز کو ہم ہی خریدیں گے' یہ بیعانہ محض امانت یا اجازتِ استعمال کی صورت میں قرض ہوتا ہے' دونوں صورتوں میں یہ بیعانہ بھی شاملِ نصاب ہوگا۔

(فتاویٰ رضویہ' جلد 10)

امانت میں دی گئی رقم پر زکوٰۃ

مالک کی اجازت سے امانت کی رقم خرچ کی تو اس کی زکوٰۃ مالک کے ذمے ہے۔ (حبیب الفتاویٰ)

انشورنس کی رقم پر زکوٰۃ

انشورنس میں جمع کروائی گئی رقم اگر تنہا یا دیگر اموال سے مل کر نصاب کو پہنچتی ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ ہوگی۔

پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ

چونکہ یہ فنڈ مالک کی مِلک ہوتا ہے' اس لیے اگر ملازم مالکِ نصاب ہے تو جب سے یہ رقم جمع ہونا شروع ہوئی' اسی وقت سے اس رقم کی بھی زکوٰۃ ہر سال فرض ہوتی رہے گی۔ (فتاویٰ فیض الرسول' جلد اوّل)

لیکن ادائیگی اس وقت واجب ہوگی' جب مقدارِ نصاب کا کم از کم پانچواں حصہ وصول ہو جائے۔ (فتاویٰ فقیہ ملت' جلد 1)

بینک میں جمع کروائی گئی رقم پر زکوٰۃ

بینک میں رقم اگرچہ امانت کے طور پر رکھوائی جاتی ہے' مگر ہمارے عرف میں قرض شمار ہوتی ہے کیونکہ دینے والے کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی رقم بینک انتظامیہ کاروبار وغیرہ میں لگائے گی' چنانچہ اس رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی' مگر ادا اس وقت کی جائے گی جب نصاب کا کم از کم پانچواں حصہ وصول ہو جائے۔

(فتاویٰ امجدیہ' کتاب الزکوٰۃ' جلد 1)

فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ' فتاویٰ امجدیہ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ

''آسانی اسی میں ہے کہ جتنے روپے جمع ہوں سب کی زکوٰۃ سال بہ سال دیتا جائے' معلوم نہیں کب موت آئے اور وارثین زکوٰۃ دیں نہ دیں' شیطان کو بہکاتے دیر نہیں لگتی''۔

کمیٹی کی رقم پر زکوٰۃ

کمیٹی کا معاملہ بھی قرض کی طرح ہے' لہٰذا دیکھا جائے گا کہ اس کو کمیٹی مل چکی یا نہیں؟ پوری کمیٹی ملنے کی صورت میں اس کی بھری ہوئی رقم پر زکوٰۃ ہوگی' جتنی رقم بھرنا باقی ہے وہ نصاب میں شامل نہیں ہوگی کیونکہ یہ اس پر ایک طرح سے قرض ہے اور اگر کمیٹی نہیں ملی تو نصاب پورا ہونے اور دیگر شرائطِ زکوٰۃ پائے جانے کی صورت میں سال گزرنے پر زکوٰۃ فرض ہو جائے گی' لیکن ادائیگی اس وقت لازم ہوگی جب مقدارِ نصاب کا کم از کم پانچواں حصہ وصول ہو جائے' لہٰذا اس وصول شدہ حصے کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ (فتاویٰ اہلسنت' سلسلہ نمبر 4)

کرائے پر دیئے گئے مکان پر زکوٰۃ

وہ مکانات جو کرائے پر اٹھانے (دینے) کے لیے ہوں' اگرچہ پچاس کروڑ کے ہوں ان پر زکوٰۃ نہیں ہے' ہاں! ان سے حاصل ہونے والا نفع تنہا یا دیگر مال کے ساتھ ملا کر نصاب کو پہنچ جائے تو زکوٰۃ کی دیگر شرائط پائے جانے پر اس پر زکوٰۃ دینا ہوگی۔

(فتاویٰ رضویہ' جلد 10)

کرائے پر چلنے والی گاڑیوں اور بسوں پر زکوٰۃ

کرائے پر چلنے والی گاڑیوں یا بسوں پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی' ہاں ان کی آمدنی پر فرض ہوگی۔ (فتاویٰ فقیہ ملت' جلد 1)

گھریلو سامان پر زکوٰۃ

جس کے پاس ٹی وی' کمپیوٹر' فریج اور واشنگ مشین (اوون' اے سی) وغیرہ

ہوں تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی' اس لیے کہ یہ سب گھریلو سامان ہیں' خواہ انہیں استعمال کرتا ہو یا نہیں کیونکہ یہ مالِ نامی نہیں ہیں۔ (وقار الفتاویٰ' جلد دوم)

دکان کی زکوٰۃ

کاروبار کے لیے دکان خریدی تو شامل نصاب نہیں ہوگی۔ ''فتاویٰ شامی'' میں ہے:

''دکانوں اور جاگیروں میں (زکوٰۃ نہیں)''۔

سونے چاندی کا نصاب

سونے کا نصاب بیس مثقال یعنی ساڑھے سات تولے ہے' جبکہ چاندی کا نصاب دوسو درہم یعنی ساڑھے باون تولے ہے۔ (بہارِ شریعت' جلد 1 حصہ 5)

کتنی زکوٰۃ دینا ہوگی؟

نصاب کا چالیسواں حصہ (یعنی 2.5%) زکوٰۃ کے طور پر دینا ہوگا۔

(فتاویٰ امجدیہ' جلد 1)

زکوٰۃ سے بچنے کے لیے بینک میں خود کو شیعہ لکھوانا

شیعہ ایسا گروہ ہے کہ جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا منکر ہے' اور حضرت عائشہ صدیقہ' طیبہ' طاہرہ' ساجدہ رضی اللہ عنہا جن کی برأت میں قرآن کریم کی آیات بیّنات نازل ہو چکی ہیں' اب بھی ان پر تہمتیں لگاتے ہیں' اس کے علاوہ تمام لغویات کا اعتقاد رکھتے ہیں' اس لیے شامی' فتاویٰ عالمگیری اور دیگر فتاوؤں کی تمام کتابوں میں ان کے کافر ہونے کا حکم لکھا ہے تو جو شخص یہ کہے کہ میں شیعہ ہوں تو وہ اسی وقت اسلام سے خارج ہو جائے گا' اسے توبہ کرنی چاہیے اور تجدیدِ ایمان کے ساتھ اگر شادی شدہ ہو تو تجدیدِ نکاح بھی کرنا لازم ہے۔ (وقار الفتاویٰ' جلد دوم)

یہ مسئلہ بینک سے متعلق بھی تھا زکوٰۃ سے بچنے کے لیے اپنے ایمان کو ضائع کرنا خود کو برباد کرنا ہے، اس لیے اس کو یہاں ذکر کرنا مناسب سمجھا' آج کل کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو بینک میں زکوٰۃ کی کٹوتی سے بچنے کے لیے خود کو شیعہ ظاہر کر دیتے ہیں' اس لیے کہ ہمارے مال سے زکوٰۃ کی کٹوتی نہ ہو' اس طرح یہ لوگ دنیا کے ذلیل مال کے بدلے اپنے قیمتی ایمان کو ضائع کر دیتے ہیں۔

(العیاذ باللہ تعالیٰ!)

یہ ہر طرف کیوں اندھیرا چھائے جاتا ہے
دیکھ کر اس کو میرا دل گھبرائے جاتا ہے
یہ کون ہے جس کو ہے صرف دنیا کی ہوس
دین سے ہائے یہ کیوں دور جائے جاتا ہے
آئی باری جب زکوٰۃ کی' نہ تو نے کبھی خیرات کی
دے کر چند ٹکے فقیروں کو خود کو منائے جاتا ہے

(اثیر قادری)

بینک سے زکوٰۃ کی کٹوتی کا حکم

حکومت مالِ زکوٰۃ وصول کر کے جس طرح خرچ کرتی ہے وہ (طریقہ) صحیح نہیں ہے' زیادہ روپیہ ایسی جگہ خرچ کیا جاتا ہے جہاں کوئی مالک نہیں ہوتا (اور زکوٰۃ کے مال کو کسی کی ملکیت کر دینا شرط ہوتا ہے) لہٰذا زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔ (وقار الفتاویٰ' جلد دوم)

لہٰذا شرعی احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ اپنی زکوٰۃ شریعت کے مطابق خود ادا کی جائے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ بینک سے پیسے نکال کر زکوٰۃ خود ادا کرے' جبکہ حکومت کی طرف سے اس کی اجازت مل گئی ہے کہ سُنّی اپنی زکوٰۃ خود ادا کر سکتا ہے۔

(ملخصاً' تفہیم المسائل' جلد 1)

سود کے دینی و دنیاوی نقصانات

(1) سود میں دوسرے کا مال بلاعوض لیا جاتا ہے یہ ظلم ہے' مثلاً کسی نے ایک روپیہ کے عوض دو روپیہ لیے' روپیہ تو روپیہ کے بدلے ہو گیا' دوسرا روپیہ بلاعوض دیا' یہ ظلم ہے۔

(2) سود سے تجارت بند ہونے کا قوی اندیشہ ہے کہ جب سود خور کو بلا محنت اور بلا خوف و خطر نفع ملے گا تو وہ تجارت کی محنت اور اس کے خطرات کیوں برداشت کرے گا' تجارت بند ہونے سے عالم برباد ہو جائے گا۔

(3) سود سے پرانی محبت اور مروّت ختم ہو جاتی ہے' سود خور میں خونخواری پیدا ہوتی ہے کہ مقروض بھائی کی تباہی بخوشی گوارا کرتا ہے بلکہ اس پر خوش ہوتا ہے۔

(4) سود سے صدہا غرباء اور متوسط الحال لوگوں کو تباہ کر کے ایک مہاجن کا گھر بھرا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ غرباء کی بربادی عالم کی تباہی ہے۔

(5) تاجروں کے دن رات دیوالیہ سود کی بدولت ہوتے ہیں' اگر یہ لوگ سود قرض لے کر طاقت سے زیادہ کام نہ کریں تو اس طرح تباہ نہ ہوں۔

(6) بلکہ سود خود اپنے آپ پر اور بال بچوں پر بھی خرچ نہیں کرتا' مال بچا کر خود پر اُٹھاتا ہے جس سے خود اس کی زندگی برباد ہو جاتی ہے۔

(7) سود خور قرض دینا گوارا نہیں کرتا' صدقہ و خیرات سے جی چراتا ہے کیونکہ ہر وقت پیسہ پر اس کی نگاہ رہتی ہے کہ اس سے چار پیسہ بنائے جا سکتے ہیں۔

(8) کسی مجرم کو رب تعالیٰ نے اعلانِ جنگ نہیں دیا' سوائے سود خود کے کہ اعلانِ جنگ فرمایا:

ترجمہ: اللہ ورسول سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔

(9) سود کے مال میں برکت نہیں رہتی جس (مال) میں سود کا مال شامل ہوتا ہے' وہ

مال بھی ضائع ہو جاتا ہے۔

(10) جو لوگ سود خور کے ہاتھ تباہ ہوئے دن رات اس پر لعنت کرتے بددعا دیتے ہیں۔

(11) سود خوری کی وجہ سے آدمی بغیر کسی عمل کے پیسے کمانے کا عادی ہو جاتا ہے۔

(12) سود خور سود کھانے کے لیے حیلے بہانے کرنے کی وجہ سے قیامت کے دن کتوں اور خنزیروں کی شکل میں اُٹھائے جائیں گے۔ (تفسیر نعیمی)

مسئلہ: مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ ''تفسیر نعیمی'' میں فرماتے ہیں:

''مسائلِ شرعیہ میں بے علمی عذر نہیں لہٰذا جو بے علمی میں سود لیتا رہا وہ گنہگار ہے''۔

پیارے اسلامی بھائیو!

آپ نے مفتی صاحب کا فرمان پڑھا کہ مسائل شرعیہ میں بے علمی عذر نہیں لیکن افسوس! آج کل اکثر لوگ شریعت کے بنیادی مسائل سے بھی ناآشنا ہیں آج ہمارے معاشرے میں ایک تعداد ایسے مسلمانوں کی ہے جو وضو و غسل جیسے بنیادی و ضروری مسائل تک نہیں جانتے اگر کسی کا غسل نہ اترا تو وضو اور نماز بھی نہیں ہوں گے وہ ایسے ہی ہے جیسے جنبی (یعنی ناپاک) شخص پاک بارگاہ میں کھڑا ہے یہ جتنی بھی نمازیں پڑھے کوئی قبول نہیں بلکہ اُلٹا گناہ ہے۔ مجھے حیرت در حیرت ہوتی ہے ایسے لوگوں پر جن سے پوچھا جائے کہ آپ کی دنیوی تعلیم کتنی ہے؟ تو فخر سے کہتے ہیں کہ میں ڈاکٹر ہوں میں انجینئر ہوں یا میں نے (CSS) مقابلہ کا امتحان دیا ہے یا میں M.S.C کیمسٹری ہوں یا میں نے .M.A انگلش کیا ہے لیکن جب انہی لوگوں سے پوچھا جائے کہ کیا آپ کو غسل کا صحیح طریقہ آتا ہے؟ کیا آپ کو نماز کی شرائط و فرائض آتے ہیں؟ تو افسوس کی بات یہ ہے کہ ''ہاں'' کی جگہ اُن سے ''نہیں'' کا

جواب آتا ہے۔ ایک قاعدہ آپ اپنے ذہن میں بٹھالیں، شریعت کے تمام مسائل ہر شخص پر سیکھنا فرض نہیں بلکہ اگر کسی انسان پر نماز فرض ہوئی تو نماز کے متعلق اتنے مسائل جان لینا کہ نماز کے فرائض ادا ہو جائیں اتنا علم حاصل کرنا فرض ہے اور اتنا علم حاصل کرنا کہ نماز کے واجبات ادا ہو جائیں اتنا واجب ہے، رمضان کے روزے فرض ہوئے، حج فرض ہوا، زکوٰۃ فرض ہوئی، نکاح ہوا، تجارت کی، تو جب جب جو آدمی ان معاملات سے گزرے گا، اس کو اتنا علم حاصل کرنا فرضِ عین ہوگا کہ فرائض ادا کر سکے اور انسان گناہ سے بچ جائے۔ وعلیٰ ہذا القیاس!

لیکن افسوس تو یہ ہے کہ آج کل حرام، حلال کی کسی کو پرواہ ہی نہیں، بس پیسہ آنا چاہیے، چاہے حرام کا ہی کیوں نہ ہو، ہر کوئی اپنی مستی میں مست ہے، نہ دنیا کی فکر نہ عقبیٰ کی، انہی حالات کو دیکھ کر شاعرِ مشرق ڈاکٹر محمد اقبال نے کہا تھا:

شور ہے، ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود؟
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود!

یوں تو سیّد بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ تو مسلمان بھی ہو؟

کون ہے تارکِ آئینِ رسولِ مختار؟
مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار؟
کس کی آنکھوں میں سمایا ہے شعارِ اغیار؟
ہو گئی کس کی نگہ طرزِ سلف سے بیزار؟

قلب میں سوز نہیں' روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تمہیں پاس نہیں

ایک اور جگہ ڈاکٹر اقبال کہتے ہیں:

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

ایک جگہ اکبر الٰہ آبادی مسلمانوں کی عیاشی دیکھ کر ان سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں:

تم شوق سے کالج میں پھلو' پارک میں پھولو[1]
جائز ہے غباروں میں اُڑو چرخ پہ جھولو
بس ایک سخن[2] بندۂ عاجز کا رہے یاد
اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو

سود کے بارے سوال وجواب

سوال: جو شخص سود میں بُری طرح پھنس چکا ہو وہ کیا کرے؟

جواب: وہ اپنے اندر اللہ عزوجل کا خوف پیدا کرے اور سوچے کہ یہ مالِ حرام جو میں کما رہا ہوں' اسی مال کی وجہ سے مجھے سکون نہیں ملتا' اسی حرام مال کی وجہ سے میرے مال سے برکت اُٹھ گئی ہے' اسی مال کی وجہ سے میری اولاد میرا کہنا نہیں مانتی' یہی وہ مال ہے جس نے میری دنیا بگاڑ کر رکھ دی اور اسی مال کی وجہ سے میں جہنم میں جاؤں گا تو راہِ نجات توبہ کر کے مالِ حرام ان کے مالکوں تک لوٹا دینے میں ہے۔

سوال: جن لوگوں سے سود لیا' انہیں واپس کرے گا تو بہت بڑی رقم اس کے مال سے

---

[1] یہ اُن مسلمانوں کو شرم دلا رہے ہیں جو غفلت میں ڈوبے ہیں۔

[2] ایک بات' کلام

نکل جائے گی اور اس کا نقصان ہوگا؟

جواب: ہر گز نہیں! اس کا نقصان نہیں بلکہ دنیا و آخرت میں اس کا فائدہ ہوگا' مثال کے طور پر پچاس لاکھ روپے اس کے پاس ہیں اور اس میں پچیس لاکھ سود کا ہے جو لوگوں کو واپس کرنا ہے تو پچیس لاکھ لوگوں کو دینے کے بعد باقی پچیس لاکھ بچ جائے گا' وہ اس کا مالک ہے' حلال طریقے سے کاروبار کرے' انشاء اللہ! یہی پچیس لاکھ اسے پچاس لاکھ سے بہتر فائدہ دیں گے اور ان میں برکت بھی پیدا ہوگی' سکون بھی ملے گا۔

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ سود اگرچہ حرام ہے' لیکن سودی کاروبار کرنے والے تو کروڑوں میں کھیل رہے ہیں؟

جواب: آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے مگر کاروبار' یہ زیادتی عارضی اور چند روزہ ہوتی ہے' پہلے کاروبار بہت چمکتا ہے' لیکن پھر بالآخر تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ ''سود اگرچہ بہت ہو مگر انجام کمی کی طرف لوٹتا ہے''۔ سود کا لغوی معنی ہی زیادتی ہے تو پہلے پہل واقعی سودی کاروبار میں اضافہ ہوتا ہے' لیکن ایک دن ایسا بھی آتا ہے کہ اس کا سودی کاروبار تباہ و برباد ہو جاتا ہے' سودی رقم اصل رقم جو حلال کی ہوتی ہے اسے بھی بہا لے جاتی ہے۔

''مرآۃ المناجیح'' جلد 4 میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: سود کا انجام قلت و ذلت ہے' اس کا بہت تجربہ ہے۔ فقیر نے بڑے بڑے سود خور برباد بلکہ ذلیل و خوار ہوتے دیکھے۔

بعض جلد اور بعض دیر سے' سود کا پیسہ اصل مال بھی لینے و برباد کرنے آتا ہے۔

سوال: فلاں شخص کے پاس کچھ نہیں تھا' اس نے سود پر قرضہ لیا اور کاروبار کیا اور اب وہ لاکھوں میں ہے؟

جواب: ہاں! کافی لوگوں کے ساتھ ایسا ہوتا ہے کہ وہ وقتی طور پر امیر ہو جاتے ہیں' لیکن ان حرام خوروں کو دیکھ کر کوئی دھوکہ نہ کھا جائے' اللہ تعالیٰ ان کو ڈھیل دے دیتا ہے' لیکن جب پکڑ فرماتا ہے تو سخت پکڑ فرماتا ہے' سود کا انجام دنیا و آخرت میں بھیانک ہے۔

سوال: کیا کبھی سود خور کے ساتھ ایسا بھی ہوا ہے کہ وہ بالکل کنگال ہو گیا یا دنیا میں ہی اس کا بھیانک انجام ہوا؟

جواب: ہاں! بہت سے واقعات ایسے ہیں' ابھی پچھلے سوال میں آپ نے مفتی صاحب کا فرمان پڑھا اور میں خود ایسے لوگوں کو جانتا ہوں کہ وہ سودی کاروبار سے چند روز امیر ہو گئے لیکن آخرکار ان کا کاروبار تباہ و برباد ہو گیا اور وہ کوڑی کو ترسے۔

اور ملتان کے حکیم کا واقعہ اور دیگر واقعات اسی کتاب میں خود آپ پڑھ لیجئے کہ سود خوروں کا انجامِ بد کیسا ہوا۔

اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اپنی پناہ میں رکھے' آمین!

سوال: کچھ لوگ اچھے خاصے امیر ہوتے ہیں' پھر بھی وہ سودی کاروبار کرتے ہیں' اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اس کی ایک وجہ نہیں بلکہ کئی وجوہات ہیں' ایک یہ ہے کہ سب سے بڑھ کر دنیا کی محبت جو دلوں میں آشکار ہو چکی ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ "دنیا کی محبت ہر بُرائی کی جڑ ہے"۔

یہی حب دنیا انسان سے ایسے ایسے کام کروا دیتی ہے جس سے انسان دنیا و آخرت میں برباد ہو جاتا ہے۔

دوسری وجہ مال و دولت کی محبت ہے جو دل میں گھر کر چکی ہے' جتنا زیادہ مال

انسان کے پاس ہوتا ہے وہ اور بھی زیادہ حریصِ مال ہوتا جاتا ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ ''اگر کسی انسان کے پاس سونے کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری کی تمنا کرتا ہے' انسان کا پیٹ مٹی ہی بھر سکتی ہے''۔ مال کی بے جا محبت اور اسے گن گن کر رکھنا' اس کو خرچ نہ کرنا' اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرنا مذموم ہی مذموم ہے۔ حلال میں جب حرام داخل ہوتا ہے تو برکت اُٹھ جاتی ہے اور نحوست آجاتی ہے' لہٰذا جو ایسا کرتے ہیں کہ اچھی خاصی رقم ہونے کے باوجود سودی کاروبار کرتے ہیں تو وہ تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

سوال: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ دنیا سود کے بل بوتے پر بہت ترقی کر گئی اور اگر ہماری حکومت سود نہ لے تو بہت تنزلی میں جائے؟

جواب: یہ صرف اپنے زعم فاسد کے خیالاتِ فاسدہ ہیں' جن کی کوئی حقیقت نہیں' وہ ملک جو سود میں پھنسے ہیں وہ دراصل ترقی میں نہیں خود تنزلی میں ہیں۔ اور ان کی آخرت پہلے ہی برباد ہے' وہ کفار و مشرکین جتنی بھی سرکشی کر لیں' انہوں نے تو جہنم میں ہی جانا ہے۔

لیکن اے مسلمان! تو ان کو اپنا آئیڈیل مت بنا! ان کے نقشِ قدم پر مت جا! وہ تو جہنم کے راستے پر چل رہے ہیں۔

تو اپنے دین کے راستے پر چل جو جنت کا راستہ ہے' اپنے اسلاف کے رستے پر چل تاکہ ترقی حاصل ہو۔ ''تفسیر نعیمی'' میں ہے:

''حلال میں برکت ہے' حرام میں بے برکتی' سود خور اگرچہ مالدار ہو جائے مگر برکت سے محروم ہے' کتیا سال میں چھ بچے دیتی ہے اور کوئی ذبح نہیں ہوتا' بکری' گائے' بھینس سال میں ایک یا دو بچے دیتی ہے اور روزانہ ہزاروں ذبح ہوتے ہیں' مگر ریوڑ بکری اور گائے' بھینس کے نکلتے ہیں' نہ کہ کتے کے کیونکہ وہ

حلال ہیں (گائے وغیرہ) اور یہ حرام۔ خیال رہے کثرت و برکت میں فرق ہے۔ کثرت کے معنی زیادتی' برکت کے معنی جم جانا' نہ نکلنا' تھوڑی سی نعمت مبارک ہو تو بہت فائدہ دیتی ہے' برکت والی تھوڑی سی بارش رحمت ہے اور کثرت کی بارش کبھی عذاب بھی بن جاتی ہے' یوں یہ سود سے اگرچہ مال کی کثرت ہو جاتی ہے اور یہ کثرت بھی باعثِ عذاب ہے' لہٰذا اس سے برکت مٹ جاتی ہے''۔

سوال: اس طرح تو لوگ سوچیں گے کہ سود سے بچ کر کیسے ترقی ملے گی جبکہ ہمارے پاس روپے کم ہوں گے؟

جواب: یہ گمانِ بد ہے' بظاہر حکومت کے پاس دولت کم ہو گی' لیکن سود سے بچنے کی صورت میں برکت زیادہ ہو گی تو کم رقم بھی زیادہ رقم سے زیادہ کام کرے گی' پاکستان آج تنزلی کی طرف کیوں جا رہا ہے' یہ غیر مسلم کمیونٹی سے کیوں ڈرتا ہے' اس کی یہی وجہ ہے کہ یہ ان سے قرضے لے کر سود کے نیچے پھنسا ہے اور مشہور عربی مقولہ ہے:

الانسان عبد الاحسان ۔

یعنی انسان احسان کا غلام ہے۔ جو اس پر احسان کرے تو یہ اس کی بات بھی مانتا ہے۔

سوال: بینک میں سیونگ اکاؤنٹ کیا اس نیت سے کھلوا سکتے ہیں کہ اس سے جو سودی رقم ملے گی' وہ میں بلا نیت ثواب غرباء میں تقسیم کر دوں گا؟

جواب: بینک میں سودی اکاؤنٹ کھلوانا ہی گناہ ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ''فتاویٰ رضویہ'' میں فرماتے ہیں: ''جس چیز کا دینا حرام ہے اس کا لینا بھی حرام ہے''۔

یہ صورت علماء کرام نے اس لیے بیان فرمائی کہ اگر کسی کے مالِ حلال میں سودی

رقم آئے یا مالِ حرام آئے تو اسے اس کے مالک تک پہنچاؤ، اگر وہ نہ رہا ہو تو اس کے وارثوں تک پہنچاؤ اور اگر حرام مال کے مالک کا پتہ ہی نہ ہو تو اس صورت میں یہ غلیظ رقم بلانیتِ ثواب کسی فقیر کو دے سکتے ہیں اور اگر صورتِ مسئولہ پر عمل جان بوجھ کر کرے گا تو گنہگار ہوگا، لہٰذا سیونگ اکاؤنٹ میں اس نیت سے بھی رقم جمع کروانا ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سود سے بچنے کا حیلہ

ضروری نوٹ

علماء کرام نے سود سے بچنے کے لیے اور نفع حاصل کرنے کے لیے شرعی حیلے بیان فرمائے ہیں، جن پر عمل کر کے بندہ نفع بھی حاصل کر لیتا ہے اور گناہ سے بھی بچ جاتا ہے، لیکن اس پر عمل کرنے کے لیے پہلے علماءِ کرام کثرہم اللہ تعالیٰ سے رابطہ کرنا بہت ضروری ہے تاکہ حیلۂ شرعی کا صحیح طریقہ سیکھا جائے اور پھر اس پر عمل کیا جائے، اگر خود پڑھ کر خود ہی عمل شروع کر دیا تو اندیشہ ہے کہ ''سود'' کی لعنت میں مبتلا نہ ہو جائے لہٰذا جس کسی نے اس میں سے کسی حیلہ پر عمل کرنا ہے تو پہلے وہ علماءِ اہل سنت سے رابطہ ضرور کرے اور کتاب میں مذکور حیلے دکھائے اور اچھی طرح سمجھ کر پھر عمل کرے۔

حیلہ نمبر 1

اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاویٰ رضویہ'' جلد 17 میں ''فتاویٰ قاضی خاں'' کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں:

''ایک شخص کے دوسرے پر دس روپے آتے تھے، اس نے یہ چاہا کہ میں دس کے تیرہ کر لوں ایک میعاد تک، علماء نے فرمایا کہ وہ مدیون (قرض لینے والے) سے اُن دس کے عوض کوئی چیز خرید لے اور اس پر قبضہ کر لے

پھر وہی چیز اس مدیون کے ہاتھ سال بھر کے وعدہ پر تیرہ روپے کو بیچ ڈالے تو حرام سے بچ جائے گا اور اس کا مثل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہوا''۔

حیلہ نمبر 2

ایک شخص دوسرے سے کچھ روپے قرض مانگے' اس طور پر کہ دینے والے کو دس کے بارہ ملیں تو یوں چاہیے کہ قرض لینے والا دینے والے کے سامنے کوئی متاع (سامان) رکھے اور اس سے کہے: میں نے یہ متاع تیرے ہاتھ سو روپے کو بیچی' قرض دینے والا خریدے اور روپے اسے دے دے اور متاع پر قبضہ کر لے' پھر قرض لینے والا اس سے کہے: یہ متاع میرے ہاتھ ایک سو بیس روپے کو بیچ ڈال' وہ بیع (سودا) کر دے تاکہ قرض لینے والے کو سو روپے مل جائیں اور اس کی متاع بھی اس کے پاس آئے اور قرض دینے والے کے اس پر ایک سو بیس لازم آئیں' اور زیادہ اطمینان و احتیاط کی بات یہ ہے کہ قرض لینے والا قرض دینے والے سے معاملہ مذکورہ کی قرارداد کر کے یوں کہہ دے کہ جو کچھ گفتگو اور شرط ہمارے آپس میں ٹھہری تھی' وہ میں نے چھوڑ دی' پھر متاع کی خرید و فروخت کرے۔

حیلہ نمبر 3

وہ متاع (سامان) بھی قرض دینے والے کی ہو' قرض لینے والے کے پاس کوئی متاع بھی نہیں' اور دینے والا چاہتا ہے کہ دس روپے قرض دے اور کسی اور میعاد پر تیرہ روپے اس سے وصول کرے' تو قرض دینے والا لینے والے کے ساتھ کوئی متاع تیرہ روپے کو بیچے اور متاع اس کے قبضہ میں دے دے' پھر قرض لینے والا اس متاع کو کسی اجنبی کے ہاتھ دس روپے کو بیچے اور وہ متاع اس اجنبی کو دے دے' وہ اجنبی قرض دینے والے کے ہاتھ دس کو بیچ ڈالے' اور وہ اجنبی اس سے دس روپے لے کر قرض

لینے والے کو دے دے تو اجنبی پر جو قرض لینے والے کا جو دَین (قرض) تھا وہ اتر جائے گا اور وہ متاع قرض دینے والے کے پاس دس میں پہنچ جائے گا اور قرض لینے والے پر اس کے تیرہ روپے ایک وعدہ پر لازم ہو جائیں گے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 17)

بینک کے نفع کے بارے مسائل

بینک میں جو روپے جمع کروائے جاتے ہیں' ان پر بینک والے فیصد کے حساب سے متعین نفع دیتے ہیں۔ علماءِ اہل سنت و جماعت کے نزدیک یہ نفع سود اور حرام ہے اور اس نفع کے جائز ہونے پر علماء کرام کا عدم جواز (جائز نہ ہونے) کا فتویٰ ہے' ہاں! مگر بینک کے اکاؤنٹ میں روپے جمع کروانا جائز ہے جس میں نہ تو نفع ہے نہ نقصان۔

(1) بینک کا نفع سود حرام ہے

''فتاویٰ فقیہ ملت'' میں ہے کہ

''جس بینک میں روپیہ جمع کیا اگر وہ مسلمان کا ہے یا کوئی مسلمان اس میں حصہ دار ہے تو اس کی زائد رقم سود ہے اور اسے بلاضرورت شرعی لینا حرام ہے''۔ (فتاویٰ فقیہ ملت' جلد دوم)

(2) ''فتاویٰ فیض الرسول'' میں بینک کے نفع کے بارے میں فرمایا:

''وہ بینک جو مسلمانوں کے ہوں یا مسلم و غیر مسلم دونوں کے مشترکہ ہوں ان سے جو زائد روپے ملے' وہ یقیناً سود ہے''۔ (فتاویٰ فیض الرسول' جلد دوم)

(3) مفتی وقارالدین علیہ الرحمہ بینک کے نفع کے بارے میں فرماتے ہیں:

''بینک سے ملنے والی زائد رقم خالصتاً سود ہے' اس پر نفع لینا حرام ہے' اگر نفع لے لیا تو بغیر نیت ثواب کسی مستحقِ زکوٰۃ کو یہ رقم دے دی جائے اور آئندہ اس سے

بچا جائے اور غیر سودی اکاؤنٹ میں رقم جمع کر دی جائے' سودی کھاتوں میں اکاؤنٹ کھول کر اس میں اپنا نام لکھوانا ہی گناہ ہے''۔

(وقار الفتاویٰ جلد سوم' سود کا بیان)

(4) اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:
''اگر کسی کمپنی میں کوئی مسلمان بھی حصہ دار ہو تو مطلقاً اس سے زیادہ روپیہ کا لینا حرام ہے''۔ (فتاویٰ رضویہ' جلد 17)

(5) ''فتاویٰ نعیمیہ'' میں ہے کہ
''دورِ حاضرہ کے جتنے بینک ہمارے ملکِ پاکستان میں رقومات عوام سے لین دین کرتے ہیں' طریقہ مروّجہ (جو طریقہ رائج ہے) کے مطابق شرعاً وہ سب سود اور حرام ہے اور لینے والے عنداللہ مجرم ہیں''۔ (فتاویٰ نعیمیہ' جلد 1' کتاب الربوا)

کس بینک سے نفع لینا جائز ہے؟

''جو بینک خالصتاً کفار کے ہوں' ان میں مسلمانوں کی شراکت نہ ہو' ان سے نفع لینا جائز ہے' سود ان سے بھی لینا جائز نہیں' سود لینا دینا مطلقاً حرام ہے' اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے مطابق: ''وحرم الربوٰا'' اور اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام کیا ہے' اور جو کفار سے نفع لیا جاتا ہے وہ شرعاً سود نہیں''۔
اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اپنے فتاویٰ میں ایک حدیث پاک نقل فرماتے ہیں:

لا ربا بین المسلم والحربی ۔

ترجمہ: مسلمان اور حربی (کافر) کے درمیان سود نہیں۔
''فتاویٰ فیض الرسول'' میں ہے کہ
''وہ بینک جو خالص یہاں کے غیر مسلموں کے ہوں' ان سے جو زائد روپیہ ملتا ہے' اسے لینا اور اسے اپنے ہر کام میں خرچ کرنا جائز ہے''۔

ایک اور جگہ مفتی صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''اور جو بینک خالص کافروں کا ہے' اس کا نفع لینا جائز ہے کہ وہ از روئے شرع سود نہیں اور بینک سے رقم قرض لے کر اسے زائد رقم دینا ممنوع ہے' اگرچہ وہ بینک خالص کافروں کا ہو''۔ (فتاویٰ فیض الرسول)

''فتاویٰ رضویہ'' میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''بینک یا کمپنی میں اگر کوئی مسلمان حصہ دار نہیں تو سود کی نیت کرنا ناجائز ہے' بلکہ یوں سمجھے کہ مال مباح بلا عذر مالکوں کی خوشی سے ملتا ہے' یوں اس کے لیے اس میں فی نفسہ کوئی حرج نہیں اور اسے چاہے اپنے خرچ میں لائے' چاہے کارِ خیر میں لگائے''۔ (فتاویٰ رضویہ' جلد 17' کتاب الربٰو)

اور قدوری میں ہے کہ

لا ربا بین المولٰی وعبده ولا بین المسلم والحربی فی دار الحرب ۔

ترجمہ: آقا اور غلام کے مابین سود نہیں ہے اور نہ ہی مسلمان اور کافر کے درمیان (سود نہیں ہے) دار حرب میں۔

نوٹ: پاکستان کے بینکوں میں فی الوقت کوئی ایسا اکاؤنٹ نہیں جس کا نفع ہے' کرنٹ اکاؤنٹ کے علاوہ فکسڈ اور سیونگ میں سودی نفع ہوتا ہے جو کہ ناجائز ہے' اس کے علاوہ بینک والے آئے دن نئی سے نئی اسکیم نکالتے ہیں' اس لیے عوام پر لازم ہے وہ ہر معاملہ میں علماء سے رابطہ کریں۔

سیونگ سرٹیفکیٹ کی شرعی حیثیت

سول ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ اس سکیم میں روپیہ لگانا حرام ہے کیونکہ یہ بھی سود

کی قسم ہے۔ قرآن کریم میں سود کو مطلقاً حرام فرمایا گیا ہے۔ (وقار الفتاویٰ جلد سوم)

ہاؤنس فنانس کی ناجائز صورت

کارپوریشن ایک شخص کو قرض دیتی ہے اور قرض لینے والا اس روپیہ سے مکان خرید کر قبضہ کر لیتا ہے تو یہ اس کا مالکانہ قبضہ ہے' اب بینک دوبارہ اس سے وہی مکان خرید کر رجسٹری کرائے گا تو یہ مالک مکان اور بینک کے درمیان دوسری بیع ہے' اس (بیع) کی قیمت بینک کو دینا ہے' مگر قیمت دینے کی جگہ پہلے دیئے ہوئے قرضے کو قیمت قرار دے کر بیع (سودا) کرتا ہے تو یہ بیع تو ہوگئی لیکن مکان میں رہنے والے کا جو پہلے سے قبض تھا وہ اپنے مکان پر مالکانہ قبضہ تھا' مالک سے اس کی مِلک (جو مکان تھا اس کا) کرایہ وصول کرنے کی کوئی وجہ نہیں (کیونکہ بینک والے اس سے کرایہ وصول کرتے ہیں) اور بینک اپنے قبضے میں جب تک نہ لے لے' اس کا کرایہ پر (مکان) دے دینا قرضہ نہیں کہلاتا ہے' لہٰذا بینک کا قسط وار وصول کرنا اپنے قرض کو وصول کرنا ہے اور یہ (بینک والوں کا مکان کا) کرایہ وصول کرنا ناحق طریقہ پر مالک سے اس کی ملکیت کا کرایہ لینا ہے' یہ اس قرض ہی کی وجہ سے وصول کیا جا رہا ہے (جو بینک نے شروع میں اسے دیا تھا)۔

فقہی اصول ہے کہ

''جس قرض کی وجہ سے کوئی نفع اٹھایا جائے گا تو وہ سود ہے''۔

لہٰذا یہ صورت ناجائز ہے۔

ہاؤنس فنانس کی جائز صورت

ہاں ایک صورت جواز (جائز ہونے کی) ہوسکتی ہے کہ کارپوریشن مکان کو پہلے ہی خود بیچنے والے سے خرید کر قبضہ کرے اور اس شخص کو کرایہ پر دے دے اور اس سے اس طرح معاہدہ کرے کہ یہ مکان ایک لاکھ میں فروخت کیا جاتا ہے' مگر یہ بیع (بیچنا)

اس وقت کی جائے گی جب ایک لاکھ روپیہ ادا کر دیا جائے گا' یہ قسط وار (روپیہ) دیتا رہے اور مکان کا کرایہ بھی دیتا رہے' جب ایک لاکھ روپے کی رقم ادا کر دے' اس وقت بینک اس کے نام رجسٹری کروادے۔ (وقارالفتاوئی)

حکومت کی چند اسکیمیں اور ان کا شرعی حکم

(1) نیشنل ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹس (N.D.F.C.)' نام سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے حاصل شدہ سرمائے کو قومی دفاع کی ضروریات پر خرچ کیا جاتا ہے لیکن اس پر سالانہ متفرق شرح سے منافع (جو سود کہلاتا ہے) دیا جاتا ہے۔ اس میں منافع مقرر ہوتا ہے اور نقصان کا کوئی امکان بھی نہیں ہوتا۔

(2) خاص ڈیپازٹ

(3) واپڈا بونڈ

(4) سیونگ سرٹیفکیٹ

(5) بیئرر سرٹیفکیٹ وغیرہ اسکیموں پر بھی سالانہ اور ماہواری منافع مقرر ہے اور نقصان کا کوئی احتمال نہیں (بس فائدہ ہی فائدہ ہے' اگر نقصان ہوا تو ان کا ہی ہوگا' ہمارا نہیں)۔

گورنمنٹ کی یہ سب اسکیمیں جن کا ذکر ہوا' خالصتاً سودی اسکیمیں ہیں۔

ان اسکیموں کا منافع سالانہ یا ماہواری (Every Month) ایک خاص شرح کے ساتھ مقرر ہوتا ہے جو سود میں شامل ہے اور سود حرام ہے' لہٰذا ان اسکیموں سے اور دیگر آئے دن اسکیمیں جو نکلتی رہتی ہیں اور جن میں سود یا حرام کا لین دین ہوتا ہے' ان سے بچنا اور ان میں داخل ہونے سے پہلے شرعی رہنمائی حاصل کرنا بہت ضروری ولازم ہے تاکہ گناہ سے بچا جاسکے۔

بینک کا (P.L.S.) اکاؤنٹ

''وقار الفتاویٰ'' میں ہے:

''پی' ایل ایس اکاؤنٹ بھی سود سے پاک نہیں ہے' لہٰذا اس کا منافع جائز نہیں ہے''۔

آگے مفتی صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''یہ اکاؤنٹ بھی سودی اکاؤنٹ ہے' وہ ادارے اور کمپنیاں جو نفع اور نقصان کے نام سے کام کرتی ہیں' یہ سب سودی کاروبار ہے جو ناجائز اور حرام ہے' یہاں تو صراحتاً سود ہے' اس لیے کہ وہ شرکت کا طریقہ بھی بتاتے ہیں کہ اتنے فیصد نفع دیں گے' یہی سود ہے' شرکت کا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ نقصان تمام روپے والے کا ہوگا اور نفع میں دونوں طے شدہ حصے کے مطابق شریک ہوں گے (لیکن یہاں پر رقم جمع کروانے والے کو صرف فکسڈ نفع ملتا ہے' نقصان کا اسے پتہ بھی نہیں ہوتا اور یہ نفع سود ہے)''۔ (وقار الفتاویٰ' جلد سوم' سود کا بیان)

بینک میں نوکری (Job) کرنا کیسا؟

''وقار الفتاویٰ'' جلد سوم میں ہے کہ

''چونکہ حدیثوں میں سود کا کاغذ لکھنے والے اور اس کاغذ کی گواہی دینے والے پر بھی لعنت آئی ہے' اس لیے بینک کی کوئی ایسی ملازمت جائز نہیں ہے جہاں سود کے کاغذات لکھنا پڑیں اور جن لوگوں کو سود کے کاغذات لکھنا نہیں ہوتے ہیں' مثلاً دربان' پیون (Pion) اور ڈرائیور ان کی ملازمتیں جائز ہیں''۔ (وقار الفتاویٰ' جلد سوم)

بینک کی نوکری (Job) کے بارے ''دارالافتاء اہل سنت'' کا فتویٰ

بینک کی وہ نوکری جس میں سودی معاملات میں شریک ہونا پڑتا ہے جیسے سود کا لین دین، حساب کتاب، بینک کی طرف سے لوگوں کو لون (Loan) کے لینے کے لیے تیار کرنا، اقساط واقراض کی ادائیگی کا تقاضا کرنا وغیرہ۔

ایسی نوکری اور تنخواہ دونوں ناجائز ہیں، حدیثِ پاک میں اس پر لعنت کی گئی ہے۔ چنانچہ مسلم شریف کی حدیث پاک میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، اس کی وکالت کرنے والے، اس کے لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ یہ تمام لوگ برابر ہیں۔ (صحیح مسلم، جلد 2، کتاب البیوع)

اور وہ نوکری جس میں بذاتِ خود سودی معاملہ میں شریک تو نہ ہونا پڑے لیکن سودی معاملے میں معاونت ہوتی ہے جیسے کیشئر اور منیجر کی نوکری کہ یہ بھی ناجائز وگناہ ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۔

ترجمہ کنزالایمان: اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ کرو۔

(سورۃ المائدہ، سورۃ 5، آیت 2)

اور وہ نوکری جس میں نہ سودی معاملہ ہو نہ معاونت جیسے گارڈ، چپڑاسی، ڈرائیور، پوسٹ مین، نیٹ ورکر کی نوکری، یہ سب جائز ہیں۔ (دارالافتاء اہل سنت)

صنعتی اور زرعی قرضے لینا

صنعتی اور زرعی قرضے جو بینک سے لیے جاتے ہیں اور پھر زائد رقم سے لوٹائے جاتے ہیں تو جو زائد رقم دی جاتی ہے وہ سود ہے اور سود لینا اور دینا دونوں حرام ہیں، بینک سے جتنے پیسے قرض لیے ہیں اس پر ایک پیسہ بھی زائد دینا عقد میں مشروط ہو، وہ سود ہوتا ہے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کل قرض جر منفعة فهو ربا ۔

ترجمہ: ہر وہ قرض جو نفع کھینچے وہ سود ہے۔ (ایضاً)

کریڈٹ کارڈ کے بارے میں

کریڈٹ کارڈ (Credit Card) کا مختصر تعارف یہ ہے کہ یہ دستاویز ہے' جو بینک کسی شخص یا ادارے کو ایک مخصوص معاہدے کے بعد جاری کرتا ہے اور وہ شخص یا ادارہ اس کے ذریعے سے بآسانی خرید و فروخت کرتا ہے اور معاہدہ میں اس کارڈ سے خریداری کی زیادہ سے زیادہ رقم کا تعین کیا جاتا ہے' بینک یہ معاہدہ کرتا ہے کہ وہ کارڈ ہولڈر کو سامان فراہم کرے گا جو وہ لینا چاہتا ہے اور اس کی قیمت کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ سے وصول کی جائے گی' اگر کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ میں اتنی رقم نہ ہوگی تو بینک اپنی طرف سے یہ رقم ادا کرے گا اور یہ رقم کارڈ ہولڈر ایک مدت مقررہ پر بینک میں جمع کروانے کا پابند ہوگا اور اگر وقت مقررہ پر جمع نہ کروائے گا تو اس پر اس کو سود دینا ہوگا اور بینک اپنے کارڈ ہولڈر کو سود پر قرض کی بھی سہولت فراہم کرتا ہے' اس میں چونکہ سود کی شق موجود ہوتی ہے تو اگرچہ بعد میں سود کی نوبت نہ آئے لیکن شرعی اعتبار سے سودی ایگریمنٹ (Agriment) کرنا بھی ناجائز ہے۔ (دارالافتاء اہل سنت)

ڈیبٹ کارڈ (Debit Card) کا استعمال کرنا کیسا؟

اس میں چونکہ کارڈ ہولڈر اپنا بیلنس ہی استعمال کرتا ہے' اس وجہ سے جرمانے کا اندیشہ نہیں ہوتا' لہٰذا اس کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں ہوتا' اگر کوئی شخص ڈیبٹ کارڈ کے ذریعے خریداری کرتا ہے تو وہ دکاندار کو بینک کے حوالے کرتا ہے کہ آپ یہ بل مجھ سے وصول کرنے کی بجائے بینک سے لے لو تو یہ جائز ہے' اس کو A.T.M. Card بھی کہتے ہیں۔

بینک کے سود کے مجوزین[1] کے دلائل

معیشت کے بعض جدید مفکرین یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں ربا اس خاص سود کو کہا گیا ہے جو زمانۂ جاہلیت میں رائج تھا اور اب لوگ بینک سے قرضے لے کر کاروبار کرتے ہیں اور کافی اضافہ ہوتا ہے اور وہ قرضے پر چودہ فیصد (یا کم و بیش) نفع دیتے ہیں تو یہ ان کا اور ہمارا دونوں کا فائدہ ہوتا ہے۔

جواب: اس سلسلہ میں یہ بات جان لینی چاہیے کہ قرآنِ مجید نے سود کو مطلقاً حرام فرمایا ہے' خواہ نجی ضروریات کے قرضوں پر سود ہو یا تجارتی قرضوں پر سود ہے' خواہ اس سود سے غریبوں کو نقصان ہو یا فائدہ' اللہ تعالیٰ نے امارت اور غربت کا فرق کیے بغیر سود کو علی الاطلاق حرام کیا ہے۔

دلیل نمبر 2: بینک کے سود کے جائز ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ افراطِ زر کی وجہ سے روپے کی قدر (Value) دن بدن گرتی جا رہی ہے اور اجناس کی قیمت بڑھتی جا رہی ہے' آج سے بیس سال پہلے ایک سو روپے کی جو قیمت تھی وہ آج کے دور میں چند روپے میں رہ گئی ہے۔

جواب: مسلمان ہونے کے ناطے ہمارا ایمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے اور اس کے منع کردہ کاموں سے بچنے کی وجہ سے اگر ہمیں کوئی مادی نقصان ہوتا ہے تو ہمیں اس کو خوشی سے گوارا کرنا چاہیے' مسلمان کے نزدیک نفع اور نقصان کا معیار دنیاوی اور مادی اعتبار سے نہیں ہے بلکہ اُخروی اور معنوی اعتبار سے ہے۔ دنیاوی اور مادی اعتبار سے زکوٰۃ' قربانی اور حج کے لیے زرِ کثیر خرچ کرنا بھی مال کا ضیاع اور نقصان ہے (ظاہری طور پر) تو کیا اس مادی نقطۂ نظر سے ان تمام مالی عبادات کو خیر آباد کہہ دیا جائے گا؟ تو جب مسلمان مالی عبادات

[1] جائز قرار دینے والے۔

چھوڑنے پر تیار نہیں ہیں تو سود کھا کر اللہ اور رسول (عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم) سے اعلانِ جنگ کے لیے کیسے تیار ہو سکتے ہیں؟ ایک سچے مسلمان کے نزدیک سود چھوڑنے کی وجہ سے روپے کی قدر کا کم ہو جانا خسارہ نہیں ہے بلکہ اصل خسارہ یہ ہے کہ سود لینے کی وجہ سے آخرت برباد ہو جائے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ) (تفسیر تبیان القرآن)

سرمایہ داروں سے سود لینا بھی حرام ہے

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ غریبوں و مصیبت زدہ کو قرض دے کر سود لینا ناجائز و حرام ہے لیکن سرمایہ دار متمول (مال دار) تاجر کو قرض دے کر سود لینا جائز ہے۔ ایسا خیال قرآن مجید کی کھلی تحریف ہے' قرآنِ مجید کی مختلف سورتوں کی تقریباً آٹھ سو آیات سے اور متعدد احادیث میں سود کی ممانعت کا ذکر ہے' مگر ان آیات واحادیث میں مذکورہ بالا خیال کا اشارہ تک نہیں ہے' جب اللہ تعالیٰ نے ربا کے معاملہ میں اس فرق کو بیان نہیں فرمایا اور مطلقاً ربا کو حرام قرار دیا ہے تو ایسی صورت میں کسی کو یہ حق کیسے پہنچتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مطلق حکم کو بلا دلیل شرعی اپنی رائے سے مقید (قید والا) کر دے۔ (فیوض الباری شرح صحیح البخاری)

سود کو حلال کہنا کفار کا شیوہ

کفار نے سود کو مثل بیع کہا تھا تو بیع حلال ہے' تو ان کے نزدیک سود بھی حلال ہے' قرآن پاک میں ان کا قول بیان کیا گیا ہے:

اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۔ (سورۃ البقرہ' پارہ 2' آیت 275)

ترجمہ: بیع ربوا (سود) کی طرح ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا:

اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

کچھ لوگوں کا مؤقف ہے کہ گورنمنٹ سود کے بغیر نہیں چل سکتی کیونکہ پاکستان قرضوں میں گھرا ہوا ہے' جس سے نکلنا مشکل ہے' اس لیے سود ایک مجبوری ہے اور اس کا لینا جائز ہے۔ (معاذ اللہ!)

ہم ایسے لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ نے لاکھوں مربع کلومیٹر حکومت کی۔

اس وقت کی یہودی اور عیسائی حکومتیں جو ظلم و زیادتی میں مشہور تھیں' لیکن آپ رضی اللہ عنہ کے نام پر لرزتی تھیں' آپ نے سود سے پاک حکومت چلائی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز' جن کو ''عمر ثانی'' بھی کہا جاتا ہے' آپ نے اتنی بڑی سلطنت چلائی لیکن نہ کبھی سود لیا اور نہ کبھی اس کا تصور کیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے وہ انصاف قائم کیا کہ آپ کے دورِ حکومت میں شیر اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پیتے تھے۔

اے میرے نادان بھائی!

تو فرنگی تہذیب کا دلدادہ نہ بن بلکہ اپنے اسلاف کے روشن کارناموں کا دلدادہ بن جا' کہ جن کے نقشِ قدم پر چلنے سے تجھے قدم قدم پر رہنمائی ملے گی۔

ترے غلاموں کا نقشِ قدم ہے راہِ خدا
وہ کیا بھک سکے جو یہ سُراغ لے کے چلے

(حدائق بخشش)

اور تو کبھی ڈگمگائے گا نہیں' بلکہ ڈگمگانے والوں کو سیدھی راہ دکھائے گا۔

اے میرے ہم وطن!

تو رحمتوں بھری' عظمتوں بھری' عزتوں بھری' برکتوں بھری تہذیب جس نے

تجھے جینے کا ڈھنگ سکھایا' تجھے عزت دی' تجھے شہرت دی' اگر لوگ تمہیں جانتے ہیں تو اس پاکیزہ تہذیب کی وجہ سے جانتے ہیں' اگر لوگ تیری بات مانتے ہیں تو اس تہذیب سے تیرا تعلق ہے تو مانتے ہیں اور تو اس پاکیزہ تہذیب کو چھوڑ کر اس کے نورانی طریقوں سے منہ موڑ کر خود کو اس گندی اور ناپاک تہذیب پر چلا رہا ہے جن کو کھانے' پینے' سونے' جاگنے یہاں تک کہ زندگی کے کسی شعبہ میں جینے کا کوئی ڈھنگ نہیں آتا' جو اسلام کے دشمن ہیں اور اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں اور تو ان گندوں کی گندی تہذیب پر چلتا ہے تو ان کے طریقے کو تہذیب یافتہ کہتا ہے جن کے نزدیک ماں' بہن' بیٹی کے درمیان کوئی امتیاز نہیں' کیا یہ ہے تہذیب؟

جو حرام کھا کر' حرام پی کر حرام کرتے ہیں' کیا یہ ہے تہذیب؟

جن کے پاس دنیا میں رہنے کا کوئی مقصد نہیں' کیا یہ ہے تہذیب؟

نہیں نہیں! یہ تہذیب نہیں! بلکہ گندگی ہے' صرف گندگی! اور ان کی زندگی' زندگی نہیں بلکہ درندگی ہے۔

اے مسلمان! تو سوچ کہ کہاں جا رہا ہے!

تہذیب تو یہ ہے جس نے تیری پیدائش سے لے کر بڑھاپے تک رہنمائی کی' زندگی کے ہر موڑ پر تجھے جینے کا طریقہ بتایا' تجھے بُرے کاموں سے بچایا' اچھے کاموں میں لگایا' دنیا میں رہنے کا تجھے مقصدِ حیات دیا جس میں سکون ہی سکون ہے' آرام ہی آرام ہے' بے چینی نہیں ہے' وہ صرف اسلامی تہذیب ہے۔

میٹھے شربت دے مسیحا جب بھی — ضد ہے انکار ہے' کیا ہونا ہے
ارے او مجرم بے پروا دیکھ — سر پہ تلوار ہے' کیا ہونا ہے
کام زنداں کے کئے اور ہمیں — شوقِ گلزار ہے' کیا ہونا ہے
دل ہمیں تم سے لگانا ہی نہ تھا — اب سفر بار ہے' کیا ہونا ہے

باتیں کچھ اور بھی تم سے کرتے　　پر کہاں وار ہے کیا ہونا ہے
(حدائق بخشش)

حکومت کی ہٹ دھرمی

ہمارے ملک میں وفاقی شرعی عدالت نے 14 نومبر 1991ء کو سود کی قانوناً ممانعت کر دی، لیکن ہماری حکومت نے اس فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ میں رٹ دائر کر دی اور اس حکم پر عمل درآمد کرنے سے انکار کر دیا اس کے نتیجہ میں سودی کاروبار حکومت کی سرپرستی میں اسی طرح جاری وساری ہے۔ (تفسیر تبیان القرآن)

بولی والی کمیٹی کی صورت اور اس کا شرعی حکم

بولی والی کمیٹی کی صورت

اس کمیٹی میں ہوتا یوں ہے کہ 50 آدمیوں نے مل کر 1500 روپے ماہانہ فی کس کے حساب سے کمیٹی ڈالنے کا معاہدہ کیا، اس کمیٹی کا زید کو سربراہ اور نگران بنا دیا جاتا ہے، وہ طے کرتا ہے کہ پہلی کمیٹی جو مبلغ پچھتر (75,000) ہزار روپے بنتی ہے خود لے گا، جس پر عمل بھی شروع ہو جاتا ہے اور جب دوسرے ماہ کمیٹی نکلتی ہے تو اس کمیٹی کو نیلام کرنے کے لیے بولی طلب کی جاتی ہے، چنانچہ باقاعدہ بولی لگتی ہے، کوئی پچاس ہزار بولی لگاتا ہے تو کوئی چالیس ہزار روپے اور اسی طرح کم کرتے جاتے ہیں، حتیٰ کہ شرکاء میں سے کوئی خرید لیتا ہے، پھر اگر کسی نے یہ کمیٹی تیس ہزار روپے میں خرید لی تو بقیہ پینتالیس ہزار روپے کو تمام شرکاء میں منافع سمجھ کر تقسیم کر دیا جاتا ہے اور پھر اسی طرح تیسرے ماہ بھی، چوتھے ماہ بھی اور آخر تک یہ سلسلہ چلتا ہے، لیکن آخر میں آخری آدمی کو پوری کمیٹی دیتے ہیں، جبکہ پہلا اور آخری ممبر پوری کمیٹی لینے کے ساتھ ساتھ شروع سے لے کر آخر تک منافع مذکور بھی لیتے رہے ہیں (جو ممبروں میں کمیٹی کی بولی کے بعد بقیہ تقسیم کیا جاتا ہے)، لہٰذا اس طرح پہلے اور آخری دونوں ممبروں کو مقررہ رقم

کمیٹی کی مل جاتی ہے اور درمیان میں جو ممبر کمیٹی لیتے ہیں ان کو پوری رقم نہیں ملتی۔
اوّل و آخر ممبروں کو خوب نفع پہنچتا ہے اور درمیانی ممبروں کو نقصان رہتا ہے۔

اس کا شرعی حکم

صورتِ مذکورہ میں پچھتر ہزار کی کمیٹی (یا کم و بیش کی کمیٹی) کو کم یا زیادہ میں بیچنا حرام ہے اور کمیٹی ڈالنے والوں کا بھی اپنا دیا ہوا روپیہ پورا واپس نہ ملنا بھی ناجائز ہے' اس لیے کہ کمیٹی کا مقصد ہی یہ ہے کہ ہر مہینے تھوڑا تھوڑا روپیہ جمع کر کے سب کو قرعہ اندازی کر کے پوری رقم ایک ساتھ مل جائے۔ (وقار الفتاویٰ)

پرائز بانڈ کا انعام

چھوٹے بڑے پرائز بانڈ خریدنا اور قرعہ اندازی کے ذریعے ان سے ملنے والے انعام کو حاصل کرنا جائز ہے۔ (وقار الفتاویٰ' جلد سوم)

شریعت نے مالِ حرام کی کچھ صورتیں مقرر کی ہیں' جو یہ ہیں:

(1) کسی کا مال چوری' غصب' ڈکیتی وغیرہ اور کسی اور ناجائز طریقے پر لے لیا جائے۔

(2) جوئے میں مال حاصل کیا جائے۔

(3) سود میں لیا جائے۔

(4) یا یہ کہ بیع باطل میں قیمت لی جائے۔

اور پرائز بانڈ میں ان میں سے کوئی صورت نہیں ہے' اس لیے کہ جوئے میں اپنا مال یا چلا جاتا ہے یا زائد مل جاتا ہے اور پرائز بانڈ میں یہ صورت نہیں۔

سود کی تعریف یہ بھی ہے:

الزیادہ المشروطة فی العقد۔

یعنی قرض دیتے وقت یہ طے کر لیا جائے کہ زیادہ لوٹائے گا' اور اگر قرض دیتے

وقت شرط نہ رکھی مگر قرض لینے والے نے اپنی طرف سے کچھ زیادہ لوٹا دیا تو یہ سود نہیں۔

اور جوئے کی تعریف یہ ہے:

کل لعب یشترط فیہ غالبا من المتغابسین شیء من المغلوب ۔(کتاب التعریفات)

یعنی جواہر وہ کھیل ہے جس میں یہ شرط اکثر ہوتی ہے کہ دونوں غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرنے والوں میں سے مغلوب سے غالب کو کچھ ملے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ جوا ایسے کھیل کو کہتے ہیں جس میں اپنا مال خطرہ میں ڈال کر اس طرح بازی لگائی جاتی ہے کہ اپنا مال یا تو چلا جائے گا یا دوسرے سے کچھ لے کر آئے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انعامی بانڈ میں جوا بھی نہیں' اس لیے کہ بانڈ والے کا کچھ نقصان نہیں ہوتا' جتنی قیمت کا بانڈ ہوتا ہے اتنی ہی قیمت کا رہتا ہے' اب صرف یہ بات رہ گئی کہ قرعہ اندازی کر کے بانڈ خریدنے والوں میں انعام تقسیم کیا جاتا ہے' اس کا کیا حکم ہے؟

تو جاننا چاہیے کہ قرعہ اندازی ائمہ اربعہ کے نزدیک غیر حقوق میں بالاتفاق جائز ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ انعامی بانڈ میں زیادت (اضافہ) مشروط (شرط لگایا ہوا) نہیں ہے' لہٰذا سود نہیں ہے اور اپنے پیسے میں کمی نہیں ہوتی لہٰذا جوا نہیں ہے' اور لینے والا اپنی خوشی سے کچھ زیادہ دے دے تو وہ جائز ہے' اور اس کے لیے قرعہ اندازی کرنا بھی جائز ہے تو انعامی بانڈ کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ (وقار الفتاویٰ' جلد اوّل)

پرائز بانڈ نفع کے ساتھ بیچنا اور خریدنا کیسا؟

کوئی بھی انعامی بانڈ یعنی پچاس کا ہو یا پانچ سو کا' زائد از قیمت دے کر خریدنا بیچنا

قانوناً جرم ہے‘ چنانچہ یہ شرعاً بھی ناجائز ہے کیونکہ گرفتار ہونے کی صورت میں جھوٹ بولے گا یا رشوت دے گا یا ہتک عزت ہوگی۔

یہ سب باتیں شرعاً ناجائز ہیں‘ اگر یہ خرابی نہ ہو تو جس طرح نوٹ کم یا زیادہ میں بیچا جاسکتا ہے‘ اسی طرح بانڈ بھی کم یا زیادہ میں خریدا اور بیچا جاسکتا ہے۔ (ایضاً)

انعامی بانڈز کی پرچیوں کا کاروبار کرنا کیسا؟

انعامی بانڈز کی پرچیوں کا کاروبار کرنا ناجائز و حرام ہے‘ کیونکہ ایسے انعامی بانڈز کا حامل بانڈز اپنی ملکیت اور قبضے میں رکھتا ہے اور ایک شخص ایک مخصوص رقم کے عوض انعامی بانڈز کے کچھ نمبرز یا سیریز لکھ دیتا ہے اور طے یہ ہوتا ہے کہ اگر اس پرچی پر درج سیریز میں سے کسی خاص نمبر پر انعام نکل آیا تو بانڈز کا حامل اس پرچی کے خریدار کو انعام کی پوری رقم دے گا‘ یہ اس لیے حرام ہے کہ اس میں پرچی کے عوض (بدلے) خریدار کو بانڈز نہیں ملتے اور ان نمبرز پر انعام نہ نکلنے کی صورت میں خریدار کی رقم ڈوب جاتی ہے‘ لہٰذا یہ جوئے کی ایک شکل ہے لہٰذا حرام ہے۔

(تفہیم المسائل‘ جلد 1)

انعامی کوپن سے انعام

کوئی شخص یا کمپنی اپنے مال کی بکری بڑھانے کے لیے ایسا کرتی ہے کہ پیکٹ یا ڈبے کے اندر ایک کوپن رکھتی ہے جس پیکٹ سے ٹکٹ نکلے گا‘ اس پر انعام دیا جائے گا‘ جن لوگوں کے پیکٹ میں وہ ٹکٹ نکلیں گے تو ان میں قرعہ اندازی کر کے انعام دیا جاتا ہے‘ یہ صورت جائز ہے‘ اسی طرح قرعہ اندازی کر کے لوگوں کو حج یا عمرہ پر بھیجا جاتا ہے تو یہ بھی جائز ہے۔ (وقار الفتاویٰ‘ جلد سوم)

لاٹری کا حکم

ممبر شپ یا کوئی ادارہ لوگوں سے رقم جمع کرے اور بعد میں قرعہ اندازی کے

ذریعے انعام نکالے تو ان لوگوں میں سے ایک کا انعام نکلے گا اور باقی لوگوں کو کچھ نہ ملے گا اور وہ جو روپے دیئے تھے وہ ضائع ہو جاتے ہیں۔

تو ایسی صورت حال کے بارے میں ''وقار الفتاویٰ'' میں ہے:

''ایسی لاٹری جائز نہیں جس میں قرعہ اندازی کرنے سے اگر کسی ممبر کا نام نہ نکلے تو اس کا اپنا روپیہ نہیں ملے گا اور جس کا انعام نکلا وہ دوسروں کا مال حاصل کرے (یعنی صرف انعام اس کو ملا دوسروں کو کچھ نہ ملا) تو یہ ''جوا'' ہے اور ''جوا'' حرام ہے''۔ (وقار الفتاویٰ جلد سوم)

لکی کمیٹی کا بیان اور اس کا حکم

اس کی صورت یہ ہے کہ اس کمیٹی میں کل 200 یا کم و بیش ممبر ہوتے ہیں اور کمیٹی کی میعاد 25 ماہ ہوتی ہے، ہر ممبر مہینے کی پہلی تاریخ کو 100 روپے دیتا ہے، جب تمام رقم جمع ہو جاتی ہے تو تمام رقم جمع ہو جانے کے بعد قرعہ اندازی کی جاتی ہے جس کا نام نکل آتا ہے وہ 25 ماہ کے برابر رقم یعنی 2500 روپے لے لیتا ہے اور باقی قسطیں ادا نہیں کرتا، آخری مہینے میں تمام ممبران کو ان کی جمع شدہ رقم کے برابر یعنی 2500 روپے دے دیئے جاتے ہیں۔

اس کمیٹی کا شرعی حکم

یہ لاٹری کی صورت جو مذکور ہوئی یہ حرام ہے کہ بعینہ ''جوا'' ہے، جوئے کے معنی یہی ہیں کہ مال کو اس طرح داؤ پر لگا دیا جائے کہ یا تو زائد مل جائے گا یا مال چلا جائے گا۔ مذکورہ صورت یہی ہے کہ مہینہ یا دو مہینے قسط دینے کے بعد اسے زیادہ مل جائے گا اور باقی قسط ادا نہیں کرنی پڑیں گی۔ (ایضاً)

موٹر سائیکل کمیٹی اور اس کا حکم

آج کل ایک کمیٹی رائج ہے جس میں کم از کم 25 ممبر ہوتے ہیں اور ان کو ہر

ماہ 2000 روپے دینا ہوتا ہے اور ہر ماہ ایک موٹر سائیکل نکالی جاتی ہے' پہلی موٹر سائیکل کمیٹی ڈالنے والا خود رکھتا ہے' پھر دوسرے مہینے سے قرعہ اندازی کی جاتی ہے' اس میں جس ممبر کا نام نکل آئے اسے موٹر سائیکل مل جاتی ہے' پھر وہ کمیٹی نہیں دیتا' اسی طرح ہر ماہ کسی نہ کسی کی موٹر سائیکل نکلتی رہتی ہے' حتیٰ کہ آخر میں ہر ایک کو موٹر سائیکل مل جاتی ہے۔

اس کمیٹی کا شرعی حکم

موٹر سائیکل کی یہ کمیٹی ناجائز ہے' اس میں جہالت پائی جا رہی ہے کسی کو موٹر سائیکل تیرہ سو کی مل رہی ہے' کسی کو چھبیس سو وغیرہ کی اور کسی کو پوری قیمت کی اور ایسی بیع جس میں چیز یا قیمت میں جہالت ہو وہ بیع جائز نہیں۔ ''فتاویٰ عالمگیری'' میں ہے:

جهاله المبيع او الثمن مانعة جواز البيع .

ترجمہ: مبیع اور قیمت میں جہالت کا ہونا خرید وفروخت کے مانع ہے۔

(دارالافتاء اہل سنت)

پراویڈنٹ (جی۔ پی فنڈ) فنڈ پر لگنے والے سود کا حکم

ملازمین کو وقتِ ملازمت' ملازمت کی شرائط اور تنخواہ وغیرہ کے بارے میں بتلا دیا جاتا ہے اور پراویڈنٹ فنڈ کاٹا جاتا ہے اور گورنمنٹ کی طرف سے اس میں اتنا ہی (سود) شامل کر دیا جاتا ہے اور یہ تمام باتیں ملازم جانتا ہے' تنخواہ سے جو حصہ کاٹا جاتا ہے' دفاتر میں ہر ملازم کے نام سے اس کا حساب علیحدہ رکھا جاتا ہے' لہٰذا وہ رقم ملازم کی ملکیت ہے اگرچہ قبضہ نہیں ہوتا' لہٰذا جو رقم ملازم کی کاٹی گئی وہ اس کی ملکیت ہے' اس رقم پر جو نفع دیا جاتا ہے وہ سود ہے اور حرام ہے۔

ملازم جب کمپنی کو لکھ کر دیتا ہے کہ میرے فنڈ پر سود نہ لگایا جائے تو نہیں لگایا جاتا' لہٰذا ہر ملازم کو یہ کرنا چاہیے کہ اپنے محکمہ کو لکھ دے کہ میرے حساب میں سود نہ شامل کیا

جائے اور پہلے جو سود شامل کیا گیا ہے' اگر محکمہ واپس لے لیتا ہے تو بہتر ہے' ورنہ اس سودی رقم کو لے کر کسی غریب مستحق زکوٰۃ کو مالک بنا کر دے دے اور ثواب کی نیت نہ کرے۔ (وقار الفتاویٰ' جلد 1)

پنشن لینا کیسا؟

پنشن چونکہ حکومت تبرعاً (احساناً) اپنے ملازمین کو دیتی ہے' چونکہ یہ شرائطِ ملازمت میں سے ہے' اس لیے ملازم کا استحقاق بھی بن جاتا ہے' یہ جائز ہے' اس کا لینا اور دینا دونوں جائز ہے۔ (تفہیم المسائل' جلد سوم)

پنشن کو خریدنے اور بیچنے کا طریقہ کیسا؟

پنشن (Pension) کو خریدنے اور بیچنے کا جو طریقہ گورنمنٹ نے مقرر کر رکھا ہے اور جو کچھ حصہ ملازم فروخت کرتا ہے یہ دونوں ناجائز ہیں۔

اس لیے کہ ملازم کو یہ نہیں معلوم کہ وہ کتنے دن زندہ رہے گا اور پنشن وصول کرے گا تو پنشن کا آدھا اور چوتھائی حصہ بھی نہیں معلوم' ہو سکتا ہے کہ جس چیز کو فروخت کر رہا ہے وہ مجہول ہے اور کوئی چیز ہے ہی نہیں' جس کو فروخت کر رہا ہے بلکہ ایک حق ہے جو زندہ رہنے کی صورت میں پنشن وصول کرنے کے لائق اس کو بناتا ہے اور حقوق کی بیع بھی ناجائز ہے۔ (وقار الفتاویٰ)

انشورنس بیمہ پالیسی کی صورتیں اور اس کے حرام ہونے کی تصریح

1) بیمہ کی صورتیں

بیمہ زندگی کا منصوبہ' جس میں معینہ (مقرر کردہ) مدت کے اندر تین ادائیگیاں

کرنی پڑتی ہیں اور ادا کردہ رقم زیادہ واپس کی جاتی ہے' اس معاہدے پر کہ حالتِ حادثہ میں بیمہ شدہ شخص کو حادثے کی نوعیت کے مطابق مدد دی جائے گی اور نقد معاوضہ دیا جائے گا جبکہ بصورتِ نقصانِ زندگی بیمہ دہندہ (بیمہ کروانے والے) کے ہدایت کردہ لواحقین (ورثاء) کو زائد رقم دی جائے گی تاکہ وہ اپنی گزراوقات کرسکیں۔ مزید برآں اصول امداد باہمی کے تحت بیمہ شدہ شخص کو 10 فیصد سالانہ منافع کے ساتھ ادائیگی کی شرط پر قرضہ کی سہولت بھی حاصل ہے۔

(2) جائیداد و املاک وغیرہ میں ایک شخص اپنی املاک و جائیداد کو مختلف خطرات سے ہونے والے نقصانات سے بچانے کا بیمہ کرواتا ہے' جس کے لیے وہ کمپنی کو کچھ معاوضہ دے کر سال بھر کے لیے اپنی املاک و جائیداد کا بیمہ کروالیتا ہے۔ ایک سال گزرنے پر اس کی ادا کی ہوئی رقم واپس نہیں ملتی' ہاں! اگر اس اثناء میں بیمہ شدہ املاک و جائیداد کو کوئی حادثہ دوچار ہو تو نقد رقم کی صورت میں اس کا ازالہ کر دیا جاتا ہے۔

یہ تو تھیں بیمہ پالیسی کی صورتیں' اب ان کا حکم بیان کیا جائے گا:

بیمہ پالیسی کے حرام ہونے کی وضاحت

مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد وقارالدین قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں:

''ہر قسم کا بیمہ ناجائز ہے' اسلام کا قاعدہ یہ ہے کہ جو کسی کا نقصان کرے گا وہی ضامن ہوگا اور بقدر تاوان' تاوان دے گا۔ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:

ترجمہ: جو تم پر زیادتی کرے تم اس پر زیادتی کرلو (لیکن) اسی قدر جتنی

زیادتی اس نے تم پر کی ہو۔(سورۃ البقرۃ' پارہ 2' آیت 194)

لہٰذا چوری' ڈکیتی' آگ لگنے اور ڈوبنے وغیرہ کا بیمہ ناجائز ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ جب مال کا نقصان انشورنس کمپنی نے نہیں کیا تو وہ تاوان کیوں دے گی؟ پھر زندگی کے اور دیگر ہر قسم کے بیمے میں ''جوا'' بھی شامل ہے کیونکہ یہ معلوم نہیں کہ زندگی کی بیمے میں کتنی قسطیں ادا کرے گا کہ موت آ جائے گی اور وہ پوری رقم (جتنی رقم کا بیمہ کیا تھا) اس کے وارثوں کو مل جائے گی اور اگر زندہ رہ گیا تو دی ہوئی رقم مع سود کے واپس مل جائے گی' مثلاً کسی نے بیس سال کے لیے بیمہ کروایا اور ہزار روپیہ سالانہ اس کی قسطیں ادا کرنا طے پایا' اگر یہ شخص بیس سال تک زندہ رہا تو اس کو بیس ہزار روپے یکمشت (ایک ہی دفعہ) مل جائیں گے اور بیس ہزار روپے پر بیس سال کا سود بھی اس کو ملے گا اور اگر بیس سال سے پہلے مر گیا تو بھی اس کے معینہ (مقرر کردہ) وارثوں کو بیس ہزار روپے مل جائیں گے' یہ دونوں صورتیں حرام ہیں' پہلی صورت میں سود لیا جو حرام ہے' دوسری صورت میں اس نے ادا تو کیے تھے دو چار ہزار روپے اور اس کے وارثوں کو ملیں گے بیس ہزار روپے' اس نے جتنے ادا کیے تھے وہ اس کا حق تھا اور جتنے زیادہ لیے وہ دوسروں کا مال' باطل طریقے پر لیا جو حرام ہے''۔(وقار الفتاویٰ' جلد 1)

بیمہ پر جواز کے فتوے غلط ہیں

اب بیمہ پالیسی کے حرام ہونے پر وضاحتِ صریحہ پڑھ کر بھی کچھ حضراتِ فکر و دانش کے اذہان اس طرف منتقل ہوں گے کہ بیمہ کے بارے میں کچھ مفتیوں کے جواز کے فتوے بھی موجود ہیں۔

تو خیر ہم جواز والے فتوے پر عمل کرتے ہیں اور حرمت (حرام) والے فتوے کو چھوڑ دیتے ہیں تو ان حضرات سے عاجزانہ درخواست ہے کہ وہ دھوکے میں نہ پڑیں اور ٹھیک اور صحیح فتوے پر عمل کریں۔

جن مفتیوں نے بیمہ پالیسی پر جواز کے فتوے دیئے ہیں' وہ مفت کے مفتی ہیں' جنہیں آتا جاتا کچھ نہیں' ایسے ہی عوام الناس کو گمراہ کررہے ہیں۔ اللہ ان کے شر سے مسلمانوں کو محفوظ فرمائے' آمین!

اسلام کے سارے مفتیانِ کرام کا بیمہ کے بارے یہی فتویٰ ہے کہ اس میں جوا اور سود ہے اور یہ دونوں حرام ہیں اور جن لوگوں نے بیمہ کے جواز (جائز ہونے کا) کا فتویٰ دیا ہے وہ سخت غلطی پر ہیں' انہیں چاہیے کہ پہلے وہ اہل سنت کے کسی جامعہ سے تخصص فی الفقہ کا کورس کریں پھر جا کر فتویٰ کے لیے قلم اُٹھائیں' فتویٰ لکھنا بچوں کا کھیل نہیں ہے' جس میں کبھی جیت گئے تو کبھی ہار گئے' کبھی فتویٰ ٹھیک ہو گیا تو کبھی حرام کو حلال کہہ دیا۔ مشہور عربی مقولہ ہے کہ

العلم فی الصّدور ولا فی السّطور ۔

یعنی علم سینوں میں ہے نہ کہ سطور میں۔

تو جن کے سینے ہی عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہیں تو ان سینوں میں علمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے داخل ہوگا؟

امام شافعی علیہ الرحمہ کے استاذ وکیع علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

''علم اللہ کا نور ہے اور اللہ اپنا نور کسی گنہگار کو نہیں دیتا''۔

تو جب علم کی حلاوت اور برکات گنہگار کو نہیں ملتی تو بدعقیدہ کو کیسے ملے گی؟ انہی لوگوں کے بارے میں مفتی وقارالدین علیہ الرحمہ ''وقار الفتاویٰ'' میں فرماتے ہیں کہ

''جن لوگوں نے (بیمہ کے) جواز پر فتوے دیئے ہیں' وہ بیمہ کی حقیقت

ہی نہیں سمجھتے۔ اسلام بچت کی تعلیم ضرور دیتا ہے اور عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ انسان اپنی آمدنی کا کچھ حصہ مستقبل کے لیے بچا کر رکھے، مگر بیمہ کو بچت قرار دینا محض غلط فہمی کا نتیجہ ہے، بیمہ جائز ہونے کی کوئی صورت نہیں''۔ (وقار الفتاویٰ جلد ۱)

بیمہ پالیسی کو جائز کہنے کی مذموم کوشش

کتاب جدید فقہی مسائل میں پہلے تو بیمہ پالیسی کو ناجائز وحرام ثابت کیا لیکن پھر نہ جانے کیوں آخر میں کسی مفتی کے حوالے سے اس کے جائز ہونے پر بھی کچھ لکھ دیا اور کہا کہ انشورنس کروانا اس صورت میں جائز ہے کہ حکومت کے غیر شرعی ٹیکس کے لیے اگر کوئی حکومت سے سود یا بیمہ کے ذریعے رقم حاصل کی جائے اور پھر وہی رقم حکومت کو دے دی جائے تو انشورنس کروانی چاہیے، اس کی اجازت ہے۔ (معاذ اللہ!)

یہ عوام الناس کو تردّد میں ڈالنا ہے کہ پہلے تو انشورنس کو ناجائز کہا، پھر کہا کہ اس کی کچھ جائز صورتیں بھی ہیں۔

اس سے عوام تردّد میں مبتلا ہوگی کہ عمل کس پر کریں؟ اور یہ جدید فقہی مسائل کے مصنف کی دوغلہ پالیسی بھی ہے، جس سے انہوں نے انشورنس کو جائز قرار دینے کی مذموم کوشش کی، ایسے تو لوگ خاص اپنے ہی لیے بیمہ پالیسی کروائیں گے اور دلیل کے لیے دلیل عجیب پیش کریں گے اور اس طرح ایک عظیم طبقہ اس فتنہ میں مبتلا ہو جائے گا۔

حدیث پاک میں ہے کہ

''فتنہ سویا ہوا ہوتا ہے جو اس کو جگائے اس پر اللہ کی لعنت ہو''۔

ہم ان کو جواب یہ دیتے ہیں کہ انصاف تو یہ تھا کہ حکومت کے غیر شرعی اور غیر

منصفانہ ٹیکسوں کو حرام میں ہی رکھتے اور حکومت کے غیر شرعی ٹیکسوں کو رشوت کے مسئلہ پر قیاس کرتے' جس کی صورت فقہاء نے یہ بیان فرمائی ہے کہ اگر کسی کو اپنا حق نہ ملتا ہو یا اس پر ظلم ہوتا ہو اور مجبوری کی حالت میں اگر وہ رشوت دے کر ظلم سے بچ سکتا ہے تو چاہیے کہ رشوت دے دے کہ اس کا گناہ اسے نہیں ہوگا' بلکہ رشوت لینے والے پر ہوگا اور یہاں بھی رشوت والے مسئلہ کو غیر شرعی ٹیکسوں پر قیاس کر کے عمل کیا جاتا کہ اگر ہم حکومت کے غیر شرعی ٹیکس نہیں دیتے تو وہ ہم پر ظلم کرتے ہیں یا ہماری اس میں ہتک عزت ہوگی تو اس سے بچنے کے لیے غیر شرعی ٹیکسوں کو ادا کر دیا جائے تو اسکا گناہ لینے والوں پر ہوگا' نہ کہ دینے والے پر۔ کیونکہ دینے والا تو مجبور ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ ''المجبور کالمعذور'' یعنی مجبور معذور کی طرح ہے۔

پھر آگے جدید فقہی مسائل کے مصنف نے لکھا کہ اس سود یا بیمہ سے روپے اتنے ہی لیے جائیں جتنے غیر شرعی ٹیکس میں ادا کرنے ہیں کہ یہ شرط ہے۔

اس کا جواب ہم یوں دیتے ہیں کہ

وہ اپنے فتوے کے تناظر میں خود دیکھیں کہ کیا آج کل کے مادہ پرست لوگ ان کی اس شرط کو مانیں گے' عوام کو تو ''جائز'' کا لفظ چاہیے جو ان کو اس فتویٰ میں مل گیا' انہیں شرط سمجھ نہیں آئے گی۔ اگر چہ آپ نے لگا دی بلکہ وہ جائز ہونے کی تصریح کو دیکھیں گے اور اس طرح ایک تعداد عوام الناس کی اس گناہ میں مبتلا ہو جائے گی۔ تو آپ سوچیے کہ اس کا گناہ کس پر ہوگا؟ انشورنس کروانے والے پر یا غلط فتویٰ دینے والے پر؟ اور اس فتوے کا ایک رخ ایسا عجیب ہے کہ جس کی سمجھ خود فتویٰ دینے والے کو نہ آسکی' وہ یہ کہ اگر ٹیکس پانچ ہزار روپے لاگو ہوا اور انشورنس دس ہزار کی کروائی ہے یا انشورنس تو بیس ہزار روپے ہے اور ٹیکس چالیس ہزار روپے ہے تو اس کی پہلی صورت پر اعتراض یہ ہوگا کہ پانچ ہزار ٹیکس دے کر بقایا پانچ ہزار بچ جائیں گے کیونکہ انشورنس

دس ہزار کی تھی اور ٹیکس پانچ ہزار ہے' تو کیا عوام ان پانچ ہزار کو واپس کرے گی؟ یا بلانیت ثواب کسی مستحقِ زکوٰۃ کو دے گی؟ ہرگز نہیں دے گی! وہ تو ان پیسوں کو اپنی ذات پر یا اپنے کسی کام پر خرچ کرے گی جو کہ حرام ہے' عوام تو جاہل ہے۔ مشہور عربی مقولہ ہے: ''**العوام کالجاهل**'' یعنی عوام تو جاہل کی طرح ہے' تو اس صورت میں بھی لوگ گناہ میں پڑ جائیں گے۔

اس کی دوسری صورت پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اگر بیس ہزار انشورنس سے ملا اور ٹیکس چالیس ہزار روپے ہے تو بیمہ کی حرام رقم کے ساتھ بیس ہزار خود دے گا' گویا کہ انشورنس کرانے کے گناہ کے بعد بھی وہ اپنے پاس سے بھی ٹیکس دے رہا ہے تو اس صورت میں غیر شرعی ٹیکس کے ساتھ ساتھ وہ انشورنس کے گناہ میں بے جا پھنس گیا اور کئی حرام کاموں میں پڑ کر بھی غیر شرعی ٹیکس میں اپنی رقم لگانے سے نہ بچ سکا۔ پس ثابت ہوا کہ انشورنس کروانا کسی صورت میں بھی جائز نہیں' اگر کوئی شخص اس میں پڑے گا تو کئی حرام کاموں میں پڑ جائے گا اور حرام مال کا وبال علیحدہ ہوگا اور اس سے مفتی جی کا فتویٰ خود غلط قرار پا گیا' جس میں انہوں نے انشورنس اور سود کو جائز قرار دینے کی مذموم کوشش کی ہے۔

قسطوں پر اشیاء کا لین دین کرنا کیسا؟

عام طور پر کارپوریشن کی جو دکانیں کھلی ہیں اور وہ ایک سو روپے کی چیز ڈیڑھ سو میں دیتے ہیں اور مہینوں اس کی قسطیں لیتے ہیں تو یہ صورت جائز ہے کیونکہ جو چیز بیچنے والا ہے وہ اپنی چیز کا مالک ہے' وہ جتنے میں چاہے فروخت کرے' اب لینے والے پر ہے کہ اگر وہ لینے پر راضی ہو جائے اور ان دونوں کی آپس میں رضامندی ہو جائے تو یہ جائز صورت ہے' لیکن بیچنے والا اس میں کوئی شرط نہ لگائے جو خلافِ شرع ہو' مثلاً یوں نہ کہے کہ اگر تم نے ایک ماہ قسط ادا نہ کی تو میں تم سے جرمانہ لوں گا اور اگر دو یا تین

ماہ قسط ادا نہ کی تجھ سے یہ چیز چھین لوں گا' ایسی صورت میں قسطوں پر اشیاء کا لینا' دینا ناجائز و حرام ہوگا۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ ''ردالمحتار'' کے حوالے سے فرماتے ہیں:

حتیٰ لو باع کاغذہ بالف یجوز ولا یکرہ ۔(فتاویٰ رضویہ' جلد 17)

ترجمہ: حتیٰ کہ اگر کاغذ کو ہزار روپے میں فروخت کرے تو جائز ہے اور اس میں کراہت نہیں ہے۔

''وقار الفتاویٰ'' میں قسطوں پر اشیاء کے لین دین کے بارے میں لکھا ہے:

''فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ نقد اور اُدھار کی قیمتوں میں فرق کرنا جائز ہے اور اس طرح بیع کرنا کہ یہ چیز نقد دس روپے کی ہے اور اُدھار پندرہ روپے کی' یہ جائز ہے اور قسطوں کی صورت میں جو زیادہ پیسہ دیا جاتا ہے وہ سود نہیں ہے''۔(وقار الفتاویٰ' جلد سوم)

قسطوں کی ناجائز صورت

اس کی صورت یہ ہے کہ اگر مالک سے قیمت متعین کر کے کوئی چیز خریدی گئی تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اتنے روپے مالک کے خریدار کے ذمہ واجب ہیں اور خریدار اس چیز کا مالک ہوگیا' اب خریدار مالک کو یہ روپیہ نقد نہ دے بلکہ یہ کہے کہ میں قسطوں میں اس سے زیادہ ادا کر دوں گا تو اس صورت میں یہ زیادتی سود ہے اور حرام ہے۔(ایضاً)

مثلاً اگر کسی شخص نے ایک کار پانچ لاکھ روپے میں خریدی' سودا ہونے کے بعد خریدنے والے نے کار کو حاصل کر لیا اور اب اس پر پانچ لاکھ روپے مالک کو دینے لازم ہوگئے تو اب خریدنے کے بعد یہ رقم نقد دینے کی بجائے مالک کو کہے کہ یہ رقم میں

نقدادا نہیں کروں گا' یا نہیں کر سکتا لہٰذا اس کی قیمت میں تمہیں قسطوں میں زیادہ کر کے ادا کروں گا' اب یہ قسطوں پر زیادہ رقم کا دینا سود اور حرام ہے۔

قسطوں میں ناجائز شرائط

قسطوں پر اشیاء کا لینا دینا جائز تو ہے لیکن آج کل بینکاری نظام میں اور کچھ کارپوریشن والے قسطوں کے سامان پر ایسی شرطیں رکھتے ہیں جن کی وجہ سے قسطوں پر اشیاء کا لینا دینا ناجائز ہو جاتا ہے' لہٰذا تمام مسلمان بھائیوں پر واجب ہے کہ اگر سامان کی خریداری میں درج ذیل شرائط میں سے کوئی شرط یا ان کے علاوہ کوئی اور ناجائز شرط پائی جائے تو ہرگز خریداری نہ کریں۔

(1) سامان کی نقد اور اُدھار خریداری کی صورت میں الگ الگ قیمتیں بیان کیں' مگر کوئی ایک صورت طے کیے بغیر جدا ہو گئے یا اُدھار کی صورت میں قیمت نقد کے مقابلے میں زیادہ بتائی مگر وہ زیادتی (Increase) بلاعوض (Without Exchange) یا مدت (Time) کے مقابلے میں بیان کی۔

(2) ایک یا چند یا تمام اقساط (Installments) کی وصولی پر سامان کی ادائیگی کی جائے گی۔

(3) عام طور پر عقدِ بیع (Sale Contract) کے مکمل ہونے کے باوجود دکاندار حضرات قانونی طور پر ہر چیز کو اپنی ہی ملکیت (Ownership) میں رکھتے ہیں اور خریدار کی ملکیت میں تمام یا اکثر قسطوں کی ادائیگی کے بعد منتقل کرتے ہیں۔

(4) بعض حضرات قسط کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے جرمانہ (Penalty) لگا دیتے ہیں۔

(5) بعض حضرات تمام ثمن (وہ رقم جو خریدار اور فروخت کرنے والے کے درمیان

کسی چیز کی قیمت کے طور پر طے ہوگئی ہو) کی ادائیگی طے شدہ وقت سے پہلے کیے جانے کی صورت میں مدتِ استعمال کے کرایہ کی ادائیگی کی شرط لگاتے ہیں۔

(6) بعض حضرات یہ شرط لگا دیتے ہیں کہ اگر مدتِ مقررہ سے پہلے پوری رقم ادا کر دی گئی تو طے شدہ قیمت میں کمی کر دی جائے گی۔

(7) بعض ادارے مثلاً بینک وغیرہ سے سامان لیا جاتا ہے تو وہ سامان کا انشورنس (Insurance) کروانے کے بعد حوالے کرتے ہیں اور پھر خریدار کو مدتِ مقررہ تک اس انشورنس کی اقساط ادا کرنی پڑتی ہیں۔

بینک سے قسطوں پر گاڑی لینا

بینک سے قسطوں پر گاڑی وغیرہ کا لینا جائز نہیں ہے کیونکہ بینک کی قسطوں والی گاڑی میں مذکورہ بالا سات شرائط میں سے اکثر پائی جاتی ہے جو کہ ناجائز و حرام ہیں۔

سودی تعلیم دینا کیسا؟

سودی تعلیم اگر اس نیت سے دی اور لی جائے کہ اس نظام سے بچا جائے اور اسلامی قوانین کے مطابق بینکاری کی جائے تو یہ تعلیم دینا' لینا جائز ہے کہ اس میں سودی بینکاری کو اس لیے سیکھا جا رہا ہے کہ اس سے بچا جائے' نہ کہ عمل کیا جائے۔ راقم الحروف نے کالج میں پڑھنے والے ایک اسٹوڈنٹ سے رابطہ کیا تو اس نے بھی یہی بتایا کہ ہمیں سودی بینکاری کی تعلیم محض اس لیے دی جاتی ہے کہ ہم اس سے بچیں اور اسلامی نقطۂ نظر کے مطابق کاروبار کریں' لیکن اگر اس سودی طریقہ کار کی تعلیم اس لیے دی جائے کہ اس کو دیکھ کر سودی بینکاری کو فروغ حاصل ہو تو یہ حرام ہے۔

چالان سسٹم

ڈرائیونگ کرنے کے لیے ٹریفک کے کچھ قوانین مقرر ہوتے ہیں جو ان کی خلاف ورزی کرے، اس کو مالی جرمانہ کیا جاتا ہے جس کو ہمارے عرف میں ''چالان'' کہتے ہیں، یہ جرمانہ ناجائز ہے کیونکہ مالی جرمانہ منسوخ ہو چکا اور منسوخ پر عمل کرنا حرام ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ''فتاویٰ رضویہ'' میں فرماتے ہیں کہ

''مالی جرمانہ منسوخ ہوگیا اور منسوخ پر عمل حرام ہے''۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 21)

پگڑی کی شرعی حیثیت

''وقار الفتاویٰ'' میں ہے کہ پگڑی لینا حرام ہے اور مالکِ مکان کا رسید تبدیل کرنے کے نام پر کچھ فیصد لینا حرام مال میں شرکت کرنا ہے، لہٰذا یہ بھی حرام ہے۔ حرام مال نہ اپنی ذات پر خرچ کیا جا سکتا ہے اور نہ دینی کاموں میں۔

پگڑی کے مکان و دکان کی خرید و فروخت کیوں منع ہے؟ اس کی علت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بیع کے معنی ہیں: مال کو باہمی رضامندی کے ساتھ بدلنا، یعنی قیمت اور بیچی جانے والی چیز دونوں مال ہوں تو بیع درست ہوگی، پگڑی میں روپیہ جس کے بدلے دیا جاتا ہے وہ قبضہ ہے، یعنی کرایہ دار جس دکان یا مکان پر قابض ہے وہ اس کے قبضہ کو پگڑی لے کر یہ مکان یا دکان کسی کے حوالے کر دیتا ہے، وہ مکان یا دکان اسی کی ملکیت رہتی ہے صرف کرایہ دار بدل جاتا ہے، یعنی جو پہلے مالک تھا، ملکیت اب بھی اسی کی ہے صرف کرایہ دار بدل گیا ہے، یہ قبضہ کی بیع ہے اور شرعاً باطل ہے، اس لیے کہ مال کے بدلے مال نہیں دیا گیا، بیع باطل کا حکم یہ ہے کہ بیچنے والا قیمت کا مالک نہیں ہوتا، جو قیمت اس نے اس طرح کی بیع میں لی ہے، اگر خریدار کو

واپس نہ کی تو عمر بھر اس کا لوٹانا واجب رہے گا' یہ حرام مال ہے اور اس سے نفع اٹھانا بھی حرام ہے''۔ (وقار الفتاویٰ' جلد ۱)

ایڈوانس لینے کا حکم

آج کل جو ایڈوانس رقم لی جاتی ہے وہ لوگوں کا اس شخص پر قرض ہے' جب وہ دکان چھوڑیں گے تو لی ہوئی رقم انہیں واپس کرنا ہوگی۔

''وقار الفتاویٰ'' جلد دوم میں ہے کہ

''ایسا کر سکتے ہیں کہ کچھ روپیہ بطور ضمانت جمع کرائیں' اس شرط پر کہ جب دکان واپس کرو گے تو تمہیں یہ رقم واپس کر دی جائے گی' یہ جائز ہے''۔

آگے لکھتے ہیں:

''ضمانت کے طور پر جو روپیہ جمع کیا' جب وہ بطور امانت نہ ہو تو عندالضرورت اس کو خرچ میں لا سکتے ہیں' لیکن کرایہ دار جب دکان خالی کرے گا تو ضمانت رکھی ہوئی رقم اس کو فوراً واپس کر دی جائے تو یہ جائز ہے''۔ (وقار الفتاویٰ' جلد دوم)

پیشگی (Advance) کرایہ یا فیس لینا

دکانوں کا کرایہ مہینہ شروع ہوتے ہی پیشگی (Advance) لے لیا جاتا ہے اور سکول و کالج وغیرہ میں فیس ایڈوانس لے لی جاتی ہے' یہ جائز ہے۔ (ایضاً)

سودی کاروبار کرنے والی کمپنیوں سے شراکت

وہ ادارے اور کمپنیاں جو نفع اور نقصان کے نام سے کام کرتی ہیں' یہ سب سودی کاروبار ہے جو ناجائز و حرام ہے' اس لیے کہ وہ شرکت کا طریقہ بھی بتلاتے ہیں کہ اتنے فیصد نفع دیں گے' یہی سود ہے۔ شرکت کا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ نقصان تمام روپے

والے کا ہوگا اور نفع میں دونوں طے شدہ حصے کے مطابق شریک ہوں گے۔

(وقار الفتاویٰ جلد سوم)

شیئرز کی خرید و فروخت کرنا کیسا؟

کسی کمپنی کے شیئرز خریدنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے اس کمپنی کے ایک حصہ کو خرید لیا ہے اور آپ اس حصہ کے مالک ہو گئے اور وہ کمپنی جو جائز و ناجائز کام کرے گی اس میں آپ بھی حصہ دار ہوں گے، جتنی کمپنیاں قائم ہوتی ہیں وہ اپنے شیئرز (Shares) کے اعلان کے ساتھ مکمل تفصیلات بھی شائع کر دیتی ہیں کہ یہ کمپنی کتنے سرمایہ سے قائم کی جائے گی، اس میں غیر ملکی سرمایہ کتنا ہوگا اور ملکی قرضہ کتنا ہوگا اور کمپنی قائم کرنے والے اپنا سرمایہ کتنا لگائیں گے اور کتنے سرمایہ کے شیئرز فروخت کیے جائیں گے، لہٰذا شیئرز خریدنے والا اس سود کے لین دین میں شریک ہو جائے گا (جو کمپنی نے سود پر قرضہ لیا ہے، اس میں اس کی بھی شرکت ہو جائے گی) تو جس طرح سود لینا حرام ہے، اسی طرح سود دینا بھی حرام ہے تو وہ شیئرز خریدنا بھی حرام ہے، اس کے علاوہ شیئرز مارکیٹ میں عام طور پر سٹہ ہوتا ہے، جو جوا ہے وہ بھی حرام ہے۔ موجودہ دور میں جو شیئرز کا کاروبار ہو رہا ہے وہ محرمات (حرام کاموں) کا مجموعہ ہے، ان میں ایسی کمپنیوں کا بھی شیئرز فروخت ہو رہا ہے جن کا ابھی وجود بھی نہیں ہے، صرف پروگرام ہے اور بعض شیئرز جو خریدے جاتے ہیں اور قبضہ کیے بغیر فروخت کر دیئے جاتے ہیں، یہ بھی جائز نہیں ہے کیونکہ احادیث میں صراحتاً بغیر قبضہ کیے کسی چیز کو فروخت کرنے کی ممانعت ہے۔ (وقار الفتاویٰ جلد اوّل)

''الحمد لله ربّ العٰلمين علىٰ كل احسانه''

پیارے اسلامی بھائیو!

یہ سود اور محرمات کے بارے میں مختصر کتاب ہے، اگر کسی کو کسی مسئلہ یا کسی بات کی

سمجھ نہ آئے تو وہ علماءِ اہل سنت سے پوچھ لے یا کتب فقہ کا مطالعہ کرے' بالخصوص بہارِ شریعت کی دوسری جلد کا مطالعہ بہت ہی فائدہ مند ہے۔

آپ کسی مسئلے کو اپنے مطابق نہ کریں بلکہ اپنے آپ کو مسئلے کے مطابق کر لیں' یہی کامیابی ہے۔ یہ سود کے موضوع پر کافی مواد ہے جس کو پڑھ کر آدمی سنبھل سکتا ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ جس نے خود کو بچانا ہے' جس نے سود اور حرام کاموں کے سائے سے بھی بچنا ہے' اس کے لیے قرآنِ پاک کی ایک آیت اور ایک حدیث کافی ہے اور جس کا بچنے کا ذہن نہیں ہے' اس کے لیے دنیا کے تمام علوم کم ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے اور سود کی نحوست سے ہم سب کو بچائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم!

الحمد للہ! اللہ عزوجل کے کرم اور حضور اکرم' نورِ مجسم صلّی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ بھرم سے یہ کتاب لکھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ واللہ! میں اس قابل نہیں ہوں لیکن یہ اُن کا کرم ہے۔

اک میں کیا میرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

یہ کتاب خود بھی پڑھئے اور دوسرے اسلامی بھائیوں تک بھی پہنچائیے تاکہ لوگ گناہوں سے بچ سکیں اور مخیر حضرات کو چاہیے کہ اس کو فری لوگوں میں تقسیم کر کے صدقۂ جاریہ کا عظیم ثواب حاصل کریں۔

یہ کتاب بیسیوں ضخیم کتب کے مطالعہ اور علماء کرام کے مشوروں کے بعد تالیف کی گئی' اگر آپ اس کتاب میں کوئی غلطی پائیں تو ضرور اطلاع کریں' اس کتاب کو لکھنے میں جید علماء و مفتیانِ کرام کثرھم اللہ تعالیٰ نے کافی تعاون فرمایا' جس کی بدولت میں

ڈگمگانے سے بچ گیا۔ اگر آپ کو یہ کتاب پسند آئے تو ضرور اظہارِ خیال کیجئے گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو دونوں جہاں کی بھلائیاں عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم!

محمد اسد جاوید قادری عطاری

موبائل:0324-4416592

تجھ میں جب تک ہے ذوقِ خود بینی تیرا شوقِ نماز بے توقیر
بھول جا اپنے آپ کو پہلے زیب دے گی زباں کو پھر تکبیر

(شاہ عبداللطیف بھٹائی علیہ الرحمہ)

کتابیات

نمبر شمار	کتاب	مصنف/مؤلف
1	تفسیر روح البیان	علامہ اسماعیل حقی بروسی رحمۃ اللہ علیہ
2	تفسیر در منثور	امام جلال الدین سیوطی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ
3	تفسیر مظہری	علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
4	تفسیر نعیمی	مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ
5	تفسیر ابن عباس (رضی اللہ عنہما)	حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما
6	تفسیر خزائن العرفان	سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ
7	تفسیر نور العرفان	مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ
8	تفسیر تبیان القرآن	علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ العالی
9	صحیح بخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ
10	جامع ترمذی	امام محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ
11	مسند امام اعظم	امام اعظم علیہ الرحمہ کی روایات
12	ابن ماجہ	امام محمد بن یزید قزوینی ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ
13	مشکوۃ المصابیح	علامہ محمد بن عبد اللہ التبریزی رحمۃ اللہ علیہ
14	شرح صحیح مسلم	علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ العالی
15	فیوض الباری	علامہ محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ

16	مرأۃ المناجیح	مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ
17	فتاویٰ رضویہ (جدید)	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ
18	فتاویٰ نوریہ	علامہ نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ
19	فتاویٰ فیض الرسول	علامہ جلال الدین امجدی رحمۃ اللہ علیہ
20	فتاویٰ فقیہ ملت	علامہ جلال الدین امجدی رحمۃ اللہ علیہ
21	وقار الفتاویٰ	مفتی وقار الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ
22	فتاویٰ یورپ	مفتی عبدالواجد قادری مدظلہ العالی
23	فتاویٰ اہل سنت	دارالافتاء اہل سنت (دعوتِ اسلامی)
24	تفہیم المسائل	مفتی منیب الرحمٰن مدظلہ العالی
25	رہنمائے کامل	مفتی محمد اکمل قادری مدظلہ العالی
26	بہارِ شریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی قادری
27	فتاویٰ نعیمیہ	مفتی اقتدار احمد نعیمی رحمۃ اللہ علیہ
28	فتاویٰ امجدیہ	مفتی امجد علی اعظمی رضوی رحمۃ اللہ علیہ
29	حبیب الفتاویٰ	
30	ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت	مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان
31	چندہ کے بارے سوال وجواب	امیرِ اہلسنت مولانا الیاس قادری مدظلہ العالی
32	ملازمین کے لیے 21 مدنی پھول	امیرِ اہلسنت مولانا الیاس قادری مدظلہ العالی
33	فیضانِ زکوٰۃ	المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)
34	اسلامی زندگی	مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

35	کتاب التعریفات	
36	مکاشفۃ القلوب	امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ
37	تنبیہ الغافلین	علامہ نصر بن محمد ابراہیم سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ
38	رسالہ قشیریہ	امام ابوالقاسم عبدالکریم قشیری رحمۃ اللہ علیہ
39	احیاء العلوم	امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ
40	تذکرۃ الاولیاء	شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ
41	بحرالدموع	امام عبدالرحمٰن بن علی الجوزی رحمۃ اللہ علیہ
42	الزواجر عن اقتراف الکبائر	امام احمد بن حجر المکی رحمۃ اللہ علیہ
43	المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح	علامہ عبدالمومن بن خلف دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ
44	منہاج العابدین	امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ
45	تاریخ الخلفاء	علامہ جلال الدین سیوطی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ
46	انیس الارواح	خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ
47	اسرار الاولیاء	خواجہ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ
48	کیمیائے سعادت	امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ
49	دلیل العارفین	خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ
50	فیضانِ سنت قدیم	امیر اہل سنت مولانا الیاس قادری مدظلہ العالی
51	اقوالِ اولیاء	علامہ شریف نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ
52	جہنم کے خطرات	علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ
53	حضرت امام اعظم (علیہ الرحمہ)	مولانا تراب الحق قادری مدظلہ العالی

54	انمول خزانہ	علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ
55	انوار الحدیث	علامہ جلال الدین امجدی رحمۃ اللہ علیہ
56	حدائق بخشش	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
57	نور الانوار	مولانا شیخ احمد معروف بہ ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ
58	شرح الصدور	امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ رحمۃ اللہ علیہ